



نصائح و تہنیتیں اور عوامی مسائل

طبقات کبیر

جزو ثالث

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ

ترجمہ

مولانا عبداللہ العمادی صاحب

(سابق کن سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ)

۱۳۶۳ھ - ۱۳۵۳ھ - ۱۹۴۲ء

الطبع مطبعہ دارالحدیث دارالعلوم اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com



2209

ابن-ب



فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو ثالث

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۱۹	صدقہ اور اصحابِ صدقہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناروں کی نماز پڑھا کرتے تھے۔	۱	مہاجرین و انصار کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخاۃ کرا دی۔
۴۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کے ذریعے سے سلاطین کے نام فرمان بجھجے۔	۲	مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی۔ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تحویل قبلہ۔
۲۲	وفدِ عرب	۵	وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی
	وفدِ خزینہ۔	۸	اذان کا بیان۔
۶۵	(۲) وفدِ اسد۔	۱۰	فرض ماہ رمضان و صدقہ
۶۶	(۳) وفدِ نسیم۔	۱۲	قطر و نماز عیدین و سنت قرآنی
۶۸		۱۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۹۶	(۲۲) وفد بکر بن وائل -	۷۱	(۴) وفد عبس -
۹۷	(۲۵) وفد تغلب -	۷۳	(۵) وفد فزارہ -
۹۸	(۲۶) وفد حنیف -	۷۴	(۶) وفد مرہ -
۹۹	(۲۷) وفد ضیبان -	۷۵	(۷) وفد ثعلبہ -
	وقود اہل یمن	۷۶	(۸) وفد حمارب -
۱۰۴	(۲۸) وفد طے -	۷۷	(۹) وفد سعد بن بکر -
۱۰۷	(۲۹) وفد نجیب -	۷۸	(۱۰) وفد کلاب -
۱۰۸	(۳۰) وفد خولان -	۷۹	(۱۱) وفد رؤاس بن کلاب -
۱۰۹	(۳۱) وفد جعفی -	۸۰	(۱۲) وفد عقیل بن کعب -
۱۱۱	(۳۲) وفد صداء -	۸۱	(۱۳) وفد جعدہ -
۱۱۲	(۳۳) وفد مراد -	۸۲	(۱۴) وفد شیر بن کعب -
۱۱۳	(۳۴) وفد زبید -	۸۳	(۱۵) وفد بنی البکاء -
۱۱۴	(۳۵) وفد کندہ -	۸۴	(۱۶) وفد کنانہ -
۱۱۵	(۳۶) وفد صدق -	۸۵	(۱۷) وفد اشجع -
۱۱۶	(۳۷) وفد خشین -	۸۶	(۱۸) وفد بابلہ -
۱۱۷	(۳۸) وفد سعد ہدیم -	۸۷	(۱۹) وفد سلیم -
۱۱۸	(۳۹) وفد بلی -	۸۸	(۲۰) وفد بلال بن عامر -
۱۱۹	(۴۰) وفد ہراء -	۹۰	(۲۱) وفد عامر بن صعصعہ -
۱۲۰	(۴۱) وفد عذرہ -	۹۲	(۲۲) وفد ثقیف
۱۲۱	(۴۲) وفد سلمان -		وقود قبیلہ ربیعہ
۱۲۲	(۴۳) وفد جہینہ -	۹۵	(۲۳) وفد عبد القیس -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۱۴۵	(۶۶) وفد جذام -	۱۳۰	(۴۴) وفد کلب -
۱۴۶	(۶۷) وفد ہمزہ -	۱۳۲	(۴۵) وفد جرم -
۱۴۷	(۶۸) وفد حمیر -	۱۳۵	(۴۶) وفد ازد -
۱۴۸	(۶۹) وفد نجران -	۱۳۶	(۴۷) وفد غسان -
۱۵۱	(۷۰) وفد حبیشان -	//	(۴۸) وفد حارث بن کعب -
	(۷۱) وفد السباع	۱۳۸	(۴۹) وفد ہمدان -
	درندوں کا وفد -	۱۳۹	(۵۰) وفد سعد العشیرہ -
۱۵۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۱	(۵۱) وفد عتس -
	کا تذکرہ تواریخ و انجیل میں -	//	(۵۲) وفد دارین -
۱۵۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۲	(۵۳) وفد الرہا و بین از قبیلہ مذحج
	کے اخلاق حسنہ -	۱۳۴	(۵۴) وفد غامہ -
۱۵۶	قوت جماع -	۱۳۵	(۵۵) وفد النخع -
۱۶۵	قصاص بذات خود -	۱۳۶	(۵۶) وفد بجیلہ -
۱۶۶	حسن کلام -	۱۳۷	(۵۷) وفد خثعم -
//	قرأت اور خوش الحانی -	۱۳۸	(۵۸) وفد الاشقرین -
۱۶۷	شان خطابت -	۱۳۸	(۵۹) وفد حضر موت -
//	حسن اخلاق و طرز معاشرت	۱۳۹	(۶۰) وفد از عثمان -
۱۶۸	حسن رفتار -	//	(۶۱) وفد غافق -
//	آداب طعام -	۱۴۰	(۶۲) وفد بارق -
۱۶۹	محاسن اخلاق -	//	(۶۳) وفد دوس -
۱۷۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز -	۱۴۱	(۶۴) وفد غامہ و الحدان -
۱۷۱		۱۴۲	(۶۵) وفد اسلم -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۲۳۵	قصّ شوارب مویچھیں کترانا۔	۱۷۷	قبول ہدیہ و ردّ صدقہ۔
		۱۸۰	پسندیدہ طعام۔
		۱۸۳	نا پسند طعام۔
		۱۸۶	عورت اور خوشبو۔
		۱۸۸	تنگی معاش۔
۲۳۶	سفید لباس کی روایتیں۔	۱۹۶	حلیہ مبارک۔
۲۴۰	سیاہ رنگ، اور عمامے۔		
	وسندس و حرجس کا رسول اللہ ریشم۔ ریشم		مہر نبوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان تھی خاتم رسالت۔
۲۴۱	بنایا پھر اسے ترک فرمادیا۔	۲۱۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال۔
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقسام لباس مع	۲۱۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھایا۔
۲۴۳	طول و عرض۔	۲۲۰	قالین خضاب نبویؐ۔
۲۴۴	ازار (تہ بند) مبارک۔	۲۲۵	تغییر شیب و کراہت خضاب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونے کا لیب لگایا؟
	ایک ہی کپڑے پر قناعت کرتے کا استعمال	۲۲۷	تشریط یا پچھنے لگانا۔
	کپڑا پہنتے وقت جو کچھ آپ فرماتے تھے۔	۲۲۹	
۱۴۴		۲۳۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۲۶۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار	۲۶۶	ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا اور ایک ہی کپڑا پہننا۔
۲۶۸	زرّہ مبارک۔	۲۶۹	حالت استراحت۔
۲۶۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال۔	۲۵۳	وہ یورپا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔
۲۷۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیزے اور حجام۔	۲۵۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے کی مہر۔
۲۷۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے اور چوپائے	۲۵۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی مہر۔
۲۷۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں۔	۲۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔
۲۷۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی بکریاں۔	۲۵۷	نقش نگین خاتم۔
۲۷۴	خدا م و آزار کردہ غلام۔	۲۵۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا انجام کیا ہوا۔
۲۷۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات اور ازواج کے حجرے۔	۲۵۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش۔
۲۷۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات (اوقاف)	۲۶۰	چرمی موزہ۔
۲۷۷	کنوئیں جن کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا۔	۲۶۱	مساک۔
۲۷۸		۲۶۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ، سرزدانی، آئینہ اور پیالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جزو ثالث

مہاجرین و انصار کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخاۃ کرادی

زہری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے بعض مہاجرین کا بعض سے اور مہاجرین و انصار کا باہم اس شرط پر عقد مواخاۃ کر دیا کہ حق پر ساتھ رہیں گے باہم ہمدردی و غمخواری کریں گے اور ذوی الارحام مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔
یہ نوے آدمی تھے (جن میں عقد مواخاۃ ہوا) پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار میں سے یہ غزوہ بدر سے پہلے تک تھا جب جنگ بدر ہوئی اور اللہ نے آیت ”واولوا الارحام بعضہم اولى ببعضہم فی کتاب اللہ ان اللہ بکل شیء علیم“ نازل فرمائی تو اس آیت نے ماقبل حکم کو منسوخ کر دیا میراث کے

بارے میں مواخاہ ختم ہوگئی۔ اور ہر انسان کی میراث اُس کے نسب و ورثہ و ذمہ کی طرف بٹ گئی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کے گھر میں مہاجرین و انصار کے درمیان معاہدہ صغفیٰ کرایا۔

مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر گردن خم کر کے بیٹھ گئی۔ اُس زمانے میں اسی جگہ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے، وہ (جگہ) شترخانہ تھی جو انصار کے دو ستم لڑکوں بہل و ہرہل کی تھی۔ وہ دونوں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کی ولایت میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا ان کے سامنے شترخانے کی بہت بڑی قیمت پیش فرمائی کہ آپ اُسے مسجد بنائیں۔ ان دونوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم تو یہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور اس کو ان دونوں سے خرید لیا۔

زہری سے مروی ہے کہ آپ نے اُسے دس دینار میں خریدا، ابوبکر کو حکم دیا کہ رقم دیدیں۔ وہ محض اٹلے کی شکل میں ایک دیوار تھی جس پر چھت نہ تھی، اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا اسعد بن زرارہ نے اُسے تمییر کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے وہ اپنے ساتھیوں کو بچکانہ نماز و جہد پڑھایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احاطے میں کچھ راور غرقہ کے جو درخت تھے ان کے کاٹنے کا حکم دیا۔ سچی اینٹوں کا حکم دیا جہ تیار کی گئیں۔

اس شترخانے میں زمانہ جاہلیت کی جو قبریں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم سے کھود ڈالی گئیں۔ آپ نے ہڈیوں کے پوشیدہ کردینے کا حکم دیا۔ اسی شترخانے میں پانی کا چشمہ تھا۔ لوگوں نے اسے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔

مسجد کی بنیاد رکھی گئی، طول قبیلے کی طرف سے پچھلے تک سو ہاتھ رکھا اور دونوں جانبوں میں بھی اسی طرح رکھا وہ مربع تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سو ہاتھ سے کم تھی، بنیاد تقریباً تین ہاتھ زمین کے اوپر تک پتھر سے بنائی تعمیر کچی اینٹ سے ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے کام کیا۔ آپ بنفس نفیس ان کے ساتھ پتھر ڈھوتے اور فرماتے تھے کہ

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة ۛ فاغفرا الانصار والمهاجرة
(اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے۔ لہذا تو انصار و ہاجرین کی مغفرت فرما۔)

فرماتے تھے۔
هذا الجمال لجمال خيبر هذا ابرر بنا واطهر

یہ خیبر کی بار برداری نہیں ہے
قبیلہ بیت المقدس کی طرف کیا تین دروازے بنائے۔
ایک دروازہ کھلے حصے میں ایک دروازہ جس کو باب الرحمة کہا جاتا تھا، اسی کو باب عائکہ بھی کہا جاتا تھا۔ تیسرا دروازہ وہ تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لاتے تھے، یہی دروازہ آل عثمان کے متصل تھا دیوار کا طول بہت وسیع رکھا ستون کھجور کے تنے کے اور چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گذارش کی گئی کہ اسے پاٹ گیوں نہیں دیتے فرمایا کہ یہ جھوڑی موٹلی کی جھوڑی کی طرح ہے جو چند چھوٹی چھوٹی لکڑیوں اور پھوس کی تھی اس کے پہلو میں چند حجرے کچی اینٹوں سے بنائے جن کو کھجور کے تنے اور شاخوں سے پائنا۔

جب آپ اس تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس حجرے کو جس کے متصل مسجد کا راستہ تھا عائشہ کے لئے مختص فرمایا، سو وہ بنت زمعہ کو دوسرے حجرے میں

کیا جو اسی کے متصل اُس دروازے کی طرف تھا کہ آل عثمان کے متصل تھا، انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں نماز کا وقت آتا تھا آپ وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ آپ بکریوں کے بانڈھے کی جگہ پہلے نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر مسجد کا حکم دیا گیا تو نبی بخار کے ایک گروہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آپ کے پاس آئے تو فرمایا کہ مجھ سے اپنے اس بلاغ کی قیمت لے لو۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ واللہ ہم اُس کی قیمت سوائے اللہ کے کسی سے نہیں جانتے۔

انس نے کہا کہ اُس میں شکرین کی قبریں تھیں کھجور کا باغ تھا۔ چنانچہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا باغ کھوا دیا۔ شکرین کی قبریں کھدو ادیں اور چٹانوں کو برابر کرادیا۔ لوگوں نے کھجوروں کو قبلے کی طرف قطار میں کھڑا کر دیا اور اُس کے دونوں جانب پتھر رکھے۔ وہ لوگ اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رجرتا ہتے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ۔

اللَّهُمَّ لا خیر الا خیر الا خیرة فانصروا انصار والمہاجرہ

اے اللہ! خیرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں
 ابتدا تو انصار و مہاجرین کی مدد کر
 عارطا تو آدمی تھے وہ دو دو پتھر اٹھاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اے ابن سُمَیْہ، شاہان تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔
 زہری سے مروی ہے کہ جب لوگ مسجد بنا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا الجمال الاحم الخیر هذا ابرر بنا واطہرہ

بارہے تویر ہے، خیر کا بار کچھ نہیں
 اے ہمارے پروردگار یہ زیادہ نیک پاک
 زہری کہا کرتے تھے کہ آپ نے سوائے اس شعر کے
 کبھی کوئی شعر نہیں سنایا اور نہ اس کا ارادہ کیا سوائے اس کے کہ
 وہ آپ سے پہلے کہا گیا ہو۔

بیت المقدس سے کعبے کی طرف

تحویل قبلہ

عثمان بن محمد الاخضسی وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ نے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی آپ چاہتے تھے کہ اُسے کعبے کی طرف پھیر دیا جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اب جبریل میری خواہش ہے کہ اللہ میرا رخ یہود کے قبلے سے پھیر دے جبریل نے کہا کہ میں تو محض ایک بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے دعا کیجئے اور اُسی سے درخواست کیجئے۔

آپ نے ایسا ہی کیا جب نماز پڑھتے تھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولينک قبلة ترضاها) ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا اٹھنا دیکھتے ہیں۔ ہم ضرور آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے۔ اُس نے آپ کو کعبے میں میراب کی طرف متوجہ کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں دو رکعت نماز ظہر مسلمانوں کو پڑھائی تھی کہ آپ کو حکم دیا گیا کہ مسجد حرام کی طرف منہ کر لیں آپ اُس کی طرف گھوم گئے، ساتھ ہی تمام مسلمان بھی گھوم گئے۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام بشر بن البراء بن معرور کی دیارت کو نبی مکہ تشریف لے گئے تھے۔ اُنھوں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا۔

ظہر کا وقت آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر حکم دیا گیا کہ اپنا رخ کعبے کی طرف کر لیں آپ کعبے کی طرف گھوم گئے اور میراب کو سامنے کیا۔ اس مسجد کا نام مسجد قبلتین رکھ دیا گیا۔ یہ واقعہ ہجرت کے تترھویں مہینے ۱۵ رجب یوم و دشنبہ کو ہوا۔

ہجرت کے اٹھا رہوں مینے شعبان میں رمضان کے روزے فرض کئے گئے
محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی درست ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینے
تشریف لانے کے بعد سولہ مینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر
غزوہ بدر سے دو ماہ قبل آپ کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔

البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ
مینے بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی آپ کو یہ ستر تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب
ہو جائے۔ آپ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یا آپ نے نماز عصر پڑھی اور
آپ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی نماز پڑھی۔

جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ان میں سے ایک شخص نکلے جو
ایک مسجد والوں پر گزرے کہ رکوع کی حالت میں تھے۔ انہوں نے کہا میں خلا
کو گواہ بنا تا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کعبے کی جانب
نماز پڑھی۔ وہ لوگ جس طرح تھے اسی طرح بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ
اور پر گزر چکا) کہ "قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة
ترضاها" قول وجهك شطر المسجد الحرام (لہذا آپ اپنا منہ مسجد حرام
کی طرف پھیر لیجئے)۔

نبی سلمہ کے ایک شخص ایک جماعت پر گزرے جو فجر کی نماز میں
بجالت رکوع تھے۔ وہ لوگ ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان صاحب نے
نذادی کہ خبردار قبلہ کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ کعبے کی طرف
پھر گئے۔

کثیر بن عبد اللہ المزنی اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا
سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لائے تو
ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے آپ نے سترہ مینے تک بیت المقدس کی طرف

نماز پڑھی۔

عمارہ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے شب کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ ہم نماز ہی میں تھے، اُس نے ندادی کہ نماز کا رخ کعبے کی طرف کر دیا گیا، امام اور بچے اور عورتیں سب کعبے کی طرف پھر گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ کعبہ آپ کے سامنے ہی تھا۔ ہجرت فرمانے کے سولہ مہینے بعد تک یہی عمل رہا۔ پھر آپ کو کعبے کی طرف متوجہ کر دیا گیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کبھی کسی نبی نے سنت و قبلہ کے بارے میں کسی نبی کی مخالفت نہیں کی سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے آپ مدینے تشریف لائے سولہ مہینے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا۔ پھر محمد بن کعب نے یہ آیت پڑھی ”شرع لکم من الدین ما وصیٰ بہ نوحا“ (اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کی اُس نے نوح کو وصیت کی تھی)۔

البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع میں مدینے تشریف لائے تو اپنے تاناؤں یا ماموؤں کے پاس اترے جو انصاریوں سے تھے، سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن پسندیدہ تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو جائے۔ آپ نے جو سب سے پہلی نماز (بیت اللہ کی طرف) پڑھی وہ نماز عصر تھی۔ یہ نماز آپ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی پڑھی۔

جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک شخص بکلی، ایک مسجد والوں کے قریب گذرے جو رکوع کی حالت میں تھے تو کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھی ہے، وہ لوگ جس حالت میں تھے بیت اللہ کی طرف

گھوم گئے۔

آپ کو پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب پھیر دیا جائے۔ جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہ یہود و اہل کتاب کو پسند تھا۔ جب اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا تو ان لوگوں نے اس کو برا کہا۔

البراء سے ان کی اسی حدیث میں مروی ہے کہ چند آدمی قبل اس کے کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف پھیرا جائے اسی قبلے پر وفات پا گئے یا شہید ہو گئے، ہمیں معلوم نہ ہوا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی "ماکان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم" (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان برباد کر دے۔ اللہ لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے)۔

www.KitaboSunnat.com

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی

ابن سعید الخدری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائ میں تشریف لائے، آپ نے مسجد قبائ کی دیوار کو اس مقام پر آگے بڑھا دیا جہاں وہ آج ہے، آپ نے اس کی بنیاد رکھ دی۔ اور فرمایا کہ جیرتل مجھے بیت اللہ کا رخ بتائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اس کی تعمیر کے لئے پتھر ڈھوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے وہاں پیادہ تشریف لایا کرتے تھے، فرمایا کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر مسجد قبائ میں آئے اور اس میں نماز پڑھے تو اسے عمر کا ثواب ملے گا۔
عمر و ثنبنہ و یحییٰ بنہ کو اس میں آتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ مسجد

کسی اور طرف بھی جوتی تو ہم ضرور اُس کے سفر میں اوتھوں کو ہلاک کرتے۔
ابو ایوب انصاری کہا کرتے تھے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر
رکھی گئی ہے۔ اُن بنی کعب اور دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔
شام بن عروہ نے اپنے والد سے مسجد اقصیٰ علی التقویٰ (البتہ وہ
مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی وہ اس امر کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں
نماز پڑھیں) کی تفسیر میں روایت کی کہ وہ مسجد قبا ہے۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبی عروہ بن
عوف میں جو مسجد قبا تھی تشریف لے گئے، انصار کے کچھ لوگ بھی آکر
آپ کو سلام کرنے لگے۔
ابن عمر نے کہا کہ آنحضرت کے ہمراہ صہیب بھی مسجد میں گئے تھے۔
میں نے صہیب سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا جاتا تھا تو
آپ کیسے جواب دیتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ
فرماتے تھے۔
عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو شہنہ کو قبا گیا ہوں۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مسجد قبا میں پیادہ و سوار تشریف لاتے دیکھا ہے۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں پیادہ و سوار ہو کر
تشریف لایا کرتے تھے۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ مسجد قبا میں جاتے تھے اور اس میں دو رکعت
نماز پڑھتے تھے۔
عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ قبا گئے۔ آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ کے پاس انصار آئے اور
سلام کرنے لگے۔ میں نے بلال سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

کس طرح ان لوگوں کو سلام کا جواب دیتے دیکھا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ نماز ہی کی حالت میں اپنے ہاتھ سے اُن کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر مسجد قبا، آفاق میں سے کسی اہق میں بھی ہوتی تو ہم ضرور اُس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

اسد بن ظہیر سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد قبا میں آئے اور نماز پڑھے تو یہ نماز مثل عمرے کے ہوگی۔

اذان کا بیان

سعید بن المسیب وغیر ہم سے مروی ہے کہ اذان کا حکم ہونے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مناد ہی لوگوں کو نداء دیتا تھا کہ الصلوٰۃ جامعۃ (نماز جمع کرنے والی ہے) تو لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ جب قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو اذان کا حکم دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کے معاملے کی بھی بڑی فکر تھی لوگوں نے آپ سے اُن چند باتوں کا ذکر بھی کیا جن سے لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ بعض نے کہا کہ صور اور بعض نے کہا کہ ناقوس بجا دیا جائے۔ لوگ اسی حالت میں تھے کہ عبد اللہ بن زید انحرزجی کو نوبت آگئی۔ انھیں خواب میں دکھایا گیا کہ ایک شخص اس کیفیت سے گزرا کہ اُس کے بدن پر دو سبز چادریں ہیں، ہاتھ میں ناقوس ہے۔ عبد اللہ بن زید نے کہا کہ میں نے (اُس شخص سے) کہا: کیا تم یہ ناقوس سمجھتے ہو، اس نے جواب دیا تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا: خریدنا چاہتا ہوں کہ نماز میں حاضری کے لئے اُس کو بجاؤں۔

اُس نے کہا: میں آپ لوگوں کے لئے اس سے بہتر بیان کرتا ہوں کہ جو کہ
 اللہ اکبر۔ اشہدان لا الہ الا اللہ، اشہدان محمد رسول اللہ، حتیٰ
 علی الصلوٰۃ سعی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ
 عبد اللہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور
 آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو اور جو کچھ
 تم سے کہا گیا ہے اُنھیں سکھا دو، وہ یہی اذان کہیں، انھوں نے ایسا ہی کیا۔
 عمر آئے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا انھوں
 نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیرت اللہ ہی کے لئے
 ہے، اور یہی سب سے زیادہ درست ہے۔

اہل علم نے کہا کہ یہی اذان کہی جانے لگی اور الصلوٰۃ جامعۃ کی نذر محض کسی
 امر حادث کے لئے رہ گئی۔ اس کی وجہ سے لوگ حاضر ہوتے تھے اور انھیں اس
 امر کی خبر دی جاتی تھی۔ مثلاً فتح کی خبر پڑھ کر سنائی جاتی تھی یا اور کسی امر کا ان کو
 حکم دیا جاتا تھا۔ تو الصلوٰۃ جامعۃ کی نذر دی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ نماز کے وقت
 میں نہ ہو۔

عبد اللہ بن زید الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اذان کے بارے میں لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا اور فرمایا کہ
 میں نے قصد کیا ہے کہ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ مدینے کے قلعوں اور بلند مکانوں پر
 کھڑے ہو کے نماز کی اطلاع کریں، بعض لوگوں نے قصد کیا کہ ناقوس بجائیں۔
 عبد اللہ بن زید اپنے اہل خانہ کے پاس آئے اُن لوگوں نے کہا کہ کیا
 ہم تمہیں شام کا کھانا نہ کھلائیں؟ جواب دیا: میں کہا نا نہ کھاؤں گا کیونکہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ نماز کے معاملے نے آپ کو
 سخت فکر میں ڈال دیا ہے۔

وہ سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے بدن پر
 سبز کپڑے ہیں، وہ مسجد کی چھت پر کھڑا ہے اس نے اذان ہی پھر بیٹھ گیا پھر
 کھڑا ہوا اور نماز کی اقامت کہی۔

یہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے خواب کی خبر دی
آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ بلال کو سکھا دیں۔ انہوں نے سکھا دیا۔ جب لوگوں
نے یہ سنا تو آئے۔

عمر بن الخطاب بھی آئے اور عرض کی "یا رسول اللہ میں نے بھی یہی
خواب دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تمہیں میرے پاس آنے سے کون سا امر مانع تھا۔ انہوں نے کہا،
یا رسول اللہ جب میں نے اپنے آپ کو پیش پیش دیکھا تو مجھے شرم آئی۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارادہ فرمایا کہ کوئی ایسی چیز مقرر کر دیں جو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرے۔
آپ کے پاس بوق (بغل) اور گل (والوں کا ذکر کیا گیا تو ناپسند فرمایا۔
ناقوس اور ناقوس والوں کا ذکر کیا گیا تو اس کو بھی ناپسند فرمایا۔

انصار کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن زید تھا اذان خواب میں
سُنائی گئی۔ اسی شب کو عمر بن الخطاب کو بھی اذان کا خواب دکھایا گیا۔
عمر نے کہا کہ جب صبح ہوگی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا۔
انصاری رات ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے اور خبر کر دی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا انہوں نے نماز کی اذان کہی۔

اس کے آگے راوی نے لوگوں کی اسی اذان کا ذکر کیا جو اس زمانے میں
دی جاتی ہے بلال نے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من التومر کا اضافہ کیا
جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا یہ کلمہ اُس اذان میں نہ تھا جا اذان
انصاری کو خواب میں سُنائی گئی تھی۔

فرض ماہ رمضان صدقہ فطر و نماز عیدین و سنتِ قربانی

عائشہ ابن عمر و ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہجرت کے اٹھارہویں مہینے شعبان میں، قبلے کے کعبے کی طرف پھرے جانے کے ایک مہینے بعد، ماہ رمضان کا فرض (روزہ) نازل ہوا، اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیا۔ یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ صغیر و کبیر، حر و عبد، مذکر و مؤنث سب کی طرف سے کھجور یا کشمش یا جو کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین سیر) گہوں کے دو مد (نصف صاع) نکالے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر سے دو روز پہلے خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور لوگوں کو عید گاہ جانے سے پہلے اس کے نکالنے کا حکم دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ گشت کرنے سے اس دن مساکین کو غنی کر دو۔ آپ جب (نماز سے) واپس آتے تھے تو اس کو تقسیم فرماتے تھے۔

۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید، عید گاہ میں یوم الفطر کو خطبے سے پہلے پڑھی۔ نماز عید یوم الاضحیٰ میں (خطبے سے پہلے) پڑھی اور قربانی کا حکم دیا۔ مدینے میں آپ دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ ہر سال قربانی کرتے رہے۔ اناصح سے مروی ہے کہ ابن عمر سے قربانی کو پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ قربانی ترک نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد اس حدیث کا مضمون بھی حدیث سابق سے مل جاتا ہے۔

اہل علم نے کہا کہ آپ عید کی نماز خطبے سے پہلے بغیر اذان و اقامت کے پڑھا کرتے تھے، آپ کے آگے ایک بیڑھی موٹھ کی لکڑی (سترہ کے لئے) اٹھا کر لگا دی جاتی تھی کہ گزرنے والوں کا نماز میں سامنا ہو) یہ لکڑی زبیر بن العوام کی تھی جس کو وہ ملک حبشہ سے لائے تھے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لی تھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عید کے روز بیڑھی موٹھ کی لاکھی اٹھا کر لگا دی جاتی تھی جس کی طرف (رخ کر کے) آپ نماز پڑھتے تھے پھر اس حدیث کا مضمون حدیث سابق کے مضمون سے ملتا ہے۔

اہل علم نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرنا چاہتے تھے تو دوینڈھے خریدتے جو خوب فریہ سنگ وائے اور چربی والے ہوتے تھے جب آپ نماز و خطبہ پڑھ لیتے تو ان میں سے ایک کو لایا جاتا تھا، مقام نماز پر کھڑے کھڑے اسے اپنے ہی دست مبارک سے پھری سے ذبح فرماتے تھے۔ پھر فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری اُس تمام امت کی طرف سے ہے جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دے۔

دوسرے کو لایا جاتا تھا۔ اُسے آپ اپنی طرف سے اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ محمد و آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہے؛ ان دونوں میں سے آپ اور اہل بیت نوش فرماتے تھے۔ مساکین کو بھی کھلاتے تھے؛ آپ (محلک) طرف الزقاق کے قریب مکان معاویہ کے پاس ذبح فرماتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک تمام ائمہ مدینہ اسی طرح کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک

—•••••—

الوہریرہ وغیرہ سے مروی ہے کہ حج کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک کچھوڑ کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے۔ تیم الداری نے گزارش کی کہ کیا میں آپ کے لئے ایک منبر بنانا لوں جیسا میں نے ملک شام میں بننے دیکھا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب کی رائے ہوئی کہ آپ اُسے بنا لیں۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اُسے حکم دیجئے کہ وہ اس (منبر) کو بنا دے۔

عباس نے اُسے جنگل میں درخت اظہ (کائینے کو) بھیجا (جس کی نگرہی سخت
 و مضبوط ہوتی ہے) اُس نے اسے کاٹا۔ اُس کے دو دریچے اور ایک نشست گاہ
 بنا کے لایا اور اسی مقام پر رکھ دیا جہاں آج ہے۔
 ۱۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اُس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرا
 یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ اور میرے منبر کے
 پاس جنت کے مراتب ہیں۔ فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے اور
 فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے
 ایک باغ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق کے متعلق قسم لینے کا معمول اپنے
 منبر کے پاس مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص میرے منبر پر (کھڑا ہو کر) جہہ طائف نے
 خواہ وہ پیلو کی سواک ہی پر کیوں نہ ہو اُسے چاہئے کہ روزِ فتح میں ٹھکانا بنا لے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے تھے تو سلام کرتے تھے۔
 جب بیٹھ جاتے تھے تو مؤذن اذان کہتے تھے۔ آپ دو خطبے پڑھا کرتے تھے،
 دو جلسے کیا کرتے تھے۔ اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور لوگ آمین کہا کرتے تھے۔
 جمعے کے روز آپ اپنے عصا پر جو درخت شوحط کا تھا اور درخت شوحط ہر دو کی
 شکل کا ایک پہاڑی درخت ہے جس کی نگرہی کی کمانیں بنائی جاتی تھیں۔ (انگلیہ لگا کر
 خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ دورانِ خطبہ میں لوگ اپنے چہرے آپ کے رویہ درگتھے تھے
 اور اپنے کان لگا دیتے تھے۔ آنکھوں سے آپ کو دیکھا کرتے تھے جب آفتاب
 ڈھل جاتا تب آپ نماز جہہ پڑھاتے تھے۔

آپ کی ایک بیٹی چادر تھی جو چہ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ اور ایک بالشت
 چوڑی تھی عمان کی بیٹی ہوتی ایک تھوڑی سی جس کی لمبان چار ہاتھ اور ایک بالشت اور
 چوڑا دو ہاتھ اور ایک بالشت تھی جمعہ اور عید کے روز آپ انھیں دونوں کو
 استعمال فرماتے تھے پھر ترک کر کے رکھ دیا جاتی تھیں۔

عباس بن بہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے روز جب خطبہ پڑھتے تھے تو ایک دو شاخہ نگرہی سے

سہارا لگا کر کھڑے ہو جاتے جو میرے خیال میں تار کی تھی اور آپ کی جائے نماز میں تھی آپ اُسی سے تکیہ لگایا کرتے تھے۔

اصحاب نے عرض کی، یا رسول اللہ لوگ بہت ہو گئے ہیں اگر آپ کوئی چیز بنا کر خطبہ پڑھتے وقت اُس پر کھڑے ہوتے تو لوگ آپ کو دیکھتے؛ فرمایا: تم لوگ جو چاہو کرو۔

سہیل نے کہا: مدینے میں صرف ایک ہی برٹھی تھا۔ میں اور وہ برٹھی خافقین گئے اور ہم نے یہ منبر درخت اُٹلہ سے بنایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر کھڑے ہوئے تو وہ لکڑی (جس پر پہلے سہارا لگاتے تھے) گنگنائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس لکڑی کی گنگناہٹ سے تعجب نہیں ہوتا؛ اُس کے سکنے کے لئے لوگ (قریب) آئے اور اُس کی گنگناہٹ سے پریشان ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں کی گریہ وزاری برٹھ گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اتر کے اس (لکڑی) کے پاس گئے۔ اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اُسے سکون ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے متعلق حکم دیا تو اُسے آپ کے منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت میں لگا دیا گیا۔ عبدالمہمبن بن عباس بن سہیل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الغابہ (جنگل) کے درخت طرفاء سے تین درجے (کا منبر) بنایا گیا، سہیل اس کی ایک ایک لکڑی اٹھا کر لائے تھے یہاں تک کہ انھوں نے اس کو مقام منبر پر رکھ دیا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے سہارا لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد میں نصب تھا۔ جب آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ آپ منبر بنوائیں تو مسلمانوں کے اہل الرائے سے مشورہ کیا۔ سب نے رائے دی کہ آپ اُسے بنوائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بنوایا۔

جمعے کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس منبر پر

بیٹھ گئے جب اس تنے نے آپ کو نہ پایا تو ایسی گنگناہٹ شروع کی جس نے لوگوں کو پریشان کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نشست گاہ سے اُٹھ کے اُس کے پاس گئے، دوست مبارک سے اسے کہا تو اُسے سکون ہو گیا۔ اُس روز کے بعد سے کوئی گنگناہٹ نہیں سنی گئی۔

اطیفیل بن اُبی بن کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس (کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ اُس زمانے میں مسجد چھتیر میں تھی۔ آپ اُسی تنے کے پاس (کھڑے ہو کر) خطبہ پڑھتے تھے۔ اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ کیا آپ کی مرضی ہے کہ میں آپ کے لئے ایک منبر بناؤں کہ جمعے کے روز آپ اُس پر تشریف لائیں تو لوگ آپ کی زیارت کریں اور آپ اُنھیں اپنا خطبہ سنائیں؟ فرمایا کہ ہاں۔ اُنھوں نے آپ کے لئے تین زینے بنائے جو وہی ہیں کہ بالائی حصے پر ہیں۔ منبر بن گیا اور اپنے مقام پر رکھ دیا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس منبر پر کھڑے ہونے کا ارادہ فرمایا آپ اُس کے پاس رجانے کے لئے اُگڑے تو وہ تہہ چلا یا اُس میں شگاف پڑ گیا اور شق ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اُترے اور اپنے ہاتھ سے چھو اہاں تک کہ اُسے سکون ہو گیا، پھر آپ منبر پر واپس آ گئے۔ (اس کے قبل) جب آپ نماز پڑھتے تھے تو اُسی تنے کے پاس پڑھتے تھے۔

جب مسجد منہدم کر دی گئی اور تبدیل کر دی گئی تو اس تنے کو ابی بن کعب نے لے لیا وہ اُن کے پاس اُن کے مکان ہی میں رہا یہاں تک کہ پُرانا ہو گیا۔ اُسے دیمک نے کھا لیا اور سُتر گل گیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے پاس خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ نے منبر بنا لیا اور اُس پر منتقل ہوئے تو وہ تہہ گنگنا یا۔ آپ اُس کے پاس آئے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اگر میں اُسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک گنگناتا۔

عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے سہل بن سعد سے دریافت کیا کہ وہ منبر کس لکڑی کا تھا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں خاتون سے کہا بھیجا رہل نے ان کا نام بھی لیا تھا کہ اپنے غلام بڑھکی کو حکم دو کہ وہ میرے لئے لکڑیاں بنا دے کہ میں اس پر (کھڑے ہو کر) لوگوں کو کلام سناؤں۔ اُس نے یہی تین زینے الغابہ کے درخت طافا سے بنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ اس مقام پر رکھ دیا گیا۔

سہل نے کہا کہ میں نے پہلے ہی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُس پر بیٹھے اور تکبیر کہی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ آپ نے رکوع کیا حالانکہ آپ منبر ہی پر تھے، پھر اُٹھے اُتر آئے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر دوبارہ کیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ اُس میں آپ نے وہی کیا جیسا کہ آپ نے پہلی رکعت میں کیا تھا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے لوگو میں نے یہ محض اس لئے کیا کہ تم میری اقتدا کرو اور تمہیں میری نماز معلوم ہو جائے۔

۱۲

جاہر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مسجد کی چھت کھجور کے تنوں پر پٹی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے تو انھیں تنوں میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو اُس پر تشریف فرما ہونے لگے ہم لوگوں نے اُس تنے کی ایسی آواز سنی جیسی آٹھ نو مہینے کی گاجھن اونٹنیوں کی آواز ہوتی ہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اُس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اُسے سکون ہو گیا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ بیشک یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر ہے (یعنی قیامت میں حوض کوثر پر آپ کے لئے رکھا جائے گا)۔

اس مسئلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے منبر کے پاس جنت میں مراتب (و درجات) ہیں۔

جاہل بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھا ئیگا وہ لاجمالہ اپنا دوزخ میں ٹھکانا بنا لے گا اگرچہ وہ قسم بنبر مسواک ہی پر کیوں نہ ہو۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص میرے منبر پر یا اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا، خواہ وہ ترسواک ہی پر کیوں نہ ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہو جائے گی۔

عبد اللہ بن زید المازنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے حجرے اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

۱۳۳ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عبد القاری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ منبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشاندگاہ پر رکھا پھر اسکو اپنے چہرے پر رکھا (یعنی بوسہ دیا)

یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ میں نے چند اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مسجد خانی ہوتی تھی تو وہ منبر کے اُس سادہ کتو کو جو قبر شریف کے متصل ہے اپنے داہنے ہاتھوں سے پکڑتے تھے پھر قبلہ رخ ہو کر دعائیں مانگتے تھے۔

صَفَّہ اور اصحابِ صَفَّہ

یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ اصحابِ صفہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب تھے جن کا کوئی مکان نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ مسجد ہی میں سوتے تھے، اسی کے سایے میں رہتے تھے۔ سوائے اس کے ان لوگوں کا کوئی اور ٹھکانا نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کا کھانا نوش فرماتے تو ان لوگوں کو بلا تے اور انھیں دکھانا کھلانے کے لئے (اپنے اصحاب پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب کا کھانا کھاتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تو نگر ہی لایا۔

ابن کتب القرظی سے اس آیت کی تفسیر میں کہ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ (یعنی صدقات ان فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں مقید ہیں۔) اصحاب صفہ مراد ہیں۔ مدینے میں ان لوگوں کا کوئی مکان نہ تھا نہ اقارب تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو انھیں صدقہ دینے پر ابھارا۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے تیس اہل صفہ کو دیکھا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ ان کے بدن پر چادریں نہ ہوتی تھیں۔

وائلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس اصحاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہمدوں میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جن میں میں بھی تھا۔ (یعنی اوڑھے کو چادر تک نہ تھی صرف ایک ہمد باندھے رہتے تھے)۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا دو۔ میں ایک ایک شخص کو تلاش کر کے بیدار کرنے لگا یہاں تک کہ انھیں جمع کیا۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب عالی پر حاضر ہوئے۔ ہم نے (حاضری کی) اجازت چاہی تو ہمیں اجازت دیجئی۔ آپ نے ہمارے لئے ایک پیالہ رکھا جس میں کوئی چیز جو کی تیار کی ہوئی تھی۔ اس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ بسم اللہ لو ہم لوگوں نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا۔ (سیر ہونے کے بعد)

ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے جس وقت وہ پیالہ رکھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اُس کھانے کے سوا جو تم لوگ دیکھتے ہو آل محمد میں اور کسی کھانے کی نوبت آج رات نہیں آئی۔ ہم لوگوں نے ابو ہریرہ سے کہا کہ جب آپ لوگ فارغ ہوئے تو وہ کس قدر باقی رہا تھا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ جیسا رکھا گیا تھا ویسا ہی رہا سوائے اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان ہو گئے تھے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں میں اہل صفہ میں سے تھا اور یہ کیفیت تھی کہ ام سلمہ و عائشہ کے حجروں کے درمیان مارے بھوک کے مجھ پر فحشی طاری ہو جاتی تھی۔

ابو ذر سے مروی ہے کہ میں بھی اہل صفہ میں سے تھا۔

یعیش بن قیس بن لہفۃ انفجاری نے اپنے والد سے روایت کی، میں بھی اصحاب صفہ میں سے تھا۔

جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبازوں کی نماز پڑھا کرتے تھے

ابو سعید الخدزی سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدینے تشریف لانے پر جب کوئی قریب مرگ ہوتا تو آپ کے پاس حاضر ہو کر خبر دیتے تھے آپ اُس کے پاس آتے اور اُس کے لئے استغفار فرماتے جب اُس کی روح قبض ہو جاتی تو آپ اور آپ کے ہمراہی واپس چلے جاتے تھے۔ اکثر آپ اُس کے دفن تک بیٹھے رہتے تھے۔ اور اکثر آپ کی یہ پابندی طویل ہو جاتی تھی۔ جب ہمیں آپ پر اُس کی شقت کا اندیشہ ہوا تو قوم کے بعض افراد نے بعض سے کہا کہ اللہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر قبض روح کے

کسی کی اطلاع نہ کرتے۔ اُس کی روح قبض ہو جاتی تو آپ کو اطلاع کر دیتے، تاکہ آپ پر شفقت و پامندی نہ ہو۔

ہم لوگوں سے یہی گیا مر جانے کے بعد ہم آپ کو مطلع کرتے تھے۔ آپ اُس کے پاس آتے تھے۔ دعائے رحمت و مغفرت فرماتے تھے۔ اکثر آپ اس کے بعد واپس ہو جاتے تھے اور اکثر میت کے دفن ہونے تک ٹھہرتے تھے۔ ہم لوگ ایک زمانے تک اس معمول پر رہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ کیا اچھا ہوتا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنی جگہ سے) نہ اٹھاتے۔ میت کو آپ کے مکان کے پاس لیجاتے، آپ کو کہلا بھیجتے اور آپ اپنے مکان ہی کے پاس نماز پڑھا دیتے، یہ آپ کے لئے زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہوتا۔ ہم نے یہی کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسی وجہ سے اُس مقام کا نام موضع الجنائز رکھ دیا گیا کیونکہ جنازے وہاں لائے جاتے تھے۔ آج تک جنازوں کے وہاں لیجانے اور اُسی مقام پر اُن پر نماز پڑھنے کے بارے میں لوگوں کا یہی معمول جاری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کے ذریعے سے سلاطین کے نام فرمان بھیجے

دَعْوَاتِ الْإِسْلَامِ وَأَمْرُ مَكَاتِبِ نَبَوِيِّ

ابن عباس وغیرہ سے متعدد طرق و اسناد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ ۱۰ھ میں مدینہ سے واپس تشریف لائے تو قاصدوں کو سلاطین کے پاس دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا، اُن کے

نام فرمان تحریر فرمائے۔
 عرض کی گئی، یا رسول اللہ سلاطین کوئی تحریر نہیں پڑھتے تا وقتیکہ اُس پر
 مہر نہ لگی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی روز ایک چاندی کی مہرنوائی
 جس کا گیندہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ اس پر تین سطر میں یہ نقش تھا ”محمد رسول اللہ“
 اُسی سے آپ نے فرمانوں پر مہر لگائی ان قاصدوں میں سے چھ آدمی ایک ہی
 دن روانہ ہوئے۔ یہ محرم ۱۰ کا واقعہ ہے۔ ان میں سے ہر شخص اُس قوم
 کی زبان میں کلام کر سکتا تھا جن کے پاس آپ نے انہیں بھیجا تھا۔

سب کے پہلے قاصد جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے
 پاس بھیجا تھا عمرو بن امیۃ الضمری تھے۔ آپ نے نجاشی کو دو فرمان تحریر
 فرمائے تھے ایک میں اُنھیں دعوت اسلام دی تھی اور قرآن کی آیات تحریر
 فرمائی تھیں۔ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن لے لیا۔ آنکھوں سے
 لگا یا بطور تواضع کے اپنے تحت سے زمین پر آتر آئے۔ پھر اسلام لائے۔
 کلمہ شہادت ادا کیا اور کہا کہ اگر مجھے آپ کی خدمت میں حاضری کی گنجائش ہوتی تو
 ضرور آپ کے پاس حاضر ہوتا اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
 فرمانبرداری اور تصدیق اور اللہ رب العالمین کے لئے جعفر بن ابی طالب کے
 ہاتھوں پر اسلام لانا لکھ دیا۔

دوسرے فرمان میں آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان
 بن حرب کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیں جنھوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن
 حبش الاسدی کے ہمراہ ملک حبشہ کو ہجرت کی تھی ابن حبش حبشہ ہی میں نصرانی
 ہو گیا اور مر بھی گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان میں یہ حکم دیا تھا کہ جو
 اصحاب وہاں ہیں انہیں آپ کے پاس بھیج دیں اور سوار کرادیں۔

نجاشی نے ایسا ہی کیا۔ اُنھوں نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا
 نکاح آپ کے ساتھ کیا اور آپ کی جانب سے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ مسلمانوں کے
 سفر کا اور جو چیزیں اُنھیں درکار ہوں سب کا سامان کر کے عمرو بن امیۃ الضمری
 کے ہمراہ دو کشتیوں میں سوار کر دیا۔ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ منگاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دونوں فرمان اُس میں رکھ دیے اور کہا کہ اہل جہشہ ہمیشہ بحالت خیر رہیں گے جب تک یہ دونوں فرمان اُن کے درمیان ہیں۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے حذیفہ بن یشیقہ اکلہلی کو جو ان چھ میں سے ایک تھے قیصر کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے دعوت اسلام دین آپ نے ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا اور انھیں یہ حکم دیا کہ اُسے عظیم بھڑی یعنی والی کو دیدیں کہ وہ اُسے قیصر کو دے۔

عظیم بھڑی نے اُسے قیصر کو دیدیا جو اُس زمانے میں حمص میں تھا۔ قیصر اُس زمانہ میں ایک نذر میں جو اُس پر واجب تھی پیادہ چل رہا تھا۔ نذر یہ تھی کہ اگر روم قانس پر غالب آئے تو وہ قسطنطنیہ سے ایلنیا (بیت المقدس) تک برہنہ پا جائے گا۔

اُس نے فرمان کو پڑھا حمص کے ایک گرجا میں عنہا مے روم کو حاضر کی اجازت دی اور کہا کہ اے گروہ روم کیا تمھیں فلاح و رشد کی اپنی سلطنت کو اپنے لئے قائم رہنے کی اور جو کچھ عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اُس کی پیروی کی خواہش ہے؟ رومیوں نے کہا کہ اے پادشاہ وہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا کہ ان نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہو؟ یہ سکر وہ لوگ گورنر کی طرح بھڑک گئے۔ اونٹ کی طرح بلائے اور صلیب اٹھالی۔

پھر قتل نے یہ حالت دیکھی تو وہ اُن کے اسلام سے مایوس ہو گیا۔ اُسے اپنی جان اور سلطنت کا اندیشہ ہوا۔ آخر انھیں تسکین دی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ تمھیں اس لئے تھا کہ امتحان لے کے یہ دیکھوں اپنے دین میں تمھاری کتنی کمی ہے۔ میں نے تمھاری وہی کیفیت دیکھی جو میں چاہتا ہوں۔ اُن سب نے اُسے سجدہ کیا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن خذافہ السہمی کو جو مذکورہ بالا اچھ میں سے ایک تھے کسریٰ کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا تھا۔

عبداللہ نے کہا کہ میں نے کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

دید یا جو اُسے پڑھ کر سنایا گیا، اُس نے اُسے لے لیا اور چاک کر ڈالا۔
 جب یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا
 کہ اے اللہ اُس کے ملک کو پارہ پارہ کر دے۔
 کسریٰ نے اپنے عامل مین باذان کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے دو ہزار
 آدمیوں کو اس شخص کے پاس جو حجاز میں ہے بھیجو کہ وہ دونوں میرے پاس
 اُس کی خبر لائیں۔ باذان نے قہر مانا اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ایک خط بھی
 لکھ دیا۔ یہ دونوں مدینے آئے اور انھوں نے باذان کا خط جنی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو دیدیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور دونوں کو دعوت اسلام دی
 ان کی یہ کیفیت تھی کہ (آپ کے رعب سے) لرزہ بر اندام تھے۔ آپ نے
 فرمایا کہ آج تو تم دونوں میرے پاس سے جاؤ گل پھرتا تو میں اپنے ارادے سے
 تمہیں آگاہ کروں گا۔

دوسرے روز وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے
 فرمایا کہ تم دونوں اپنے صاحب (باذان) کو یہ خبر پہنچا دو کہ اسی شب کو
 جو شب سہ شنبہ ۱۰ رجمادی الاولیٰ شہ تھی، سات بجے میرے رب نے
 اس کے رب (کسریٰ) کو قتل کر دیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اُس پر مسلط کر دیا جس نے
 اُسے قتل کر دیا۔ یہ دونوں شخص اس خبر کو لیکر باذان کے پاس واپس گئے تو
 باذان اور وہ سب مولد قبائل کہ مین میں "ابتداء" کہلاتے تھے اسلام لے آئے۔
 اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن
 ابی بلتعہ اللخمی کو جو چھ ناصدوں میں سے ایک تھے مقوقس والی اسکندریہ کے
 پاس بھیجا جو قوم قبط کا سردار تھا کہ اُسے دعوت اسلام دیں اور ایک فرمان بھی
 تحریر فرمایا۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اُسے پہنچا دیا مقوقس
 نے وہ فرمان لے لیا اور اُسے ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ کے اُس پر

مہر لگا دی اور اُسے اپنی کنیز کے سپرد کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہیں اور میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ ملک شام میں ظہور فرمائیں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کے پاس دو کنیزیں بھیجی ہیں جن کا قوم قبطن میں بڑا مرتبہ ہے میں نے ہدیہ آپ کو ایک چادر اور ایک مادہ خچر بھیجی ہے کہ آپ اُس پر سوار ہوں۔ مقوقس نے اس سے زیادہ سچھ نہ لکھا اور اسلام نہیں لایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا ہدیہ قبول فرمایا اور دونوں کنیزیں بھی لے لیں جو ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بہن شہیریں تھیں۔ مادہ خچر بھی ایلی جو سفید تھی اُس زمانے میں عرب میں اُس کے سوا کوئی اور (ایسی مادہ خچر) نہ تھی۔ اور یہی دلدل تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس خبیثت نے اپنی سلطنت پر نخل کیا حالانکہ اُس کی سلطنت کو کوئی بقا نہیں۔ حاطب نے کہا کہ وہ مہانداری میں میرا اکرام کرتا تھا۔ میں نے صرف پانچ روز اُس کے پاس قیام کیا۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب الاسدی کو جو چھ میں سے ایک تھے حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا کہ اُسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا۔

شجاع نے کہا کہ میں اُس کے پاس گیا۔ وہ غوطہ دمشق میں قیصر کی مہانداری و مدارات کی تیاری میں مشغول تھا جو حص سے ایلیا، آنے والا تھا۔

میں دو یا تین روز تک اُس کے دروازے پر مقیم رہا۔ اُس کے دربان سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہو کر اُس کے پاس آیا ہوں۔ اُس نے کہا کہ تم اُس کے پاس نہیں پہنچ سکتے تاؤ فلیکہ فلاں و فلاں تاریخیں گزرنے جائیں۔ دربان رومی تھا۔ اس کا نام مری تھا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرنے لگا۔ میں اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال اسے اور آپ کی دعوت و تبلیغ کا تذکرہ کرتا تھا تو اُس کا دل بھرتا تھا یہاں تک کہ اُس پر گریہ و زاری غالب آجاتی تھی۔

وہ کہتا تھا کہ میں نے انجیل پڑھی ہے میں بعینہ انھیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال پاتا ہوں، آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ حارث اسے دُرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ یہ دربان میرا کرام کرتے اور اچھی طرح ہمال نوازی کرتے تھے۔

ایک روز حارث نکلا اور بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنے سر پر تاج رکھا مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اُسے دیدیا۔ اُس نے اُسے پڑھ کے پھیکدیا اور کہا کہ مجھ سے میری سلطنت کون چھین سکتا ہے۔ میں اُن (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں خواہ وہ مین میں ہوں۔ لوگوں کو بھیج کے میں اُن کو اپنے پاس بلواؤں گا۔ وہ اسی طرح کی فرضی باتیں کرتا رہا پھر اٹھا اور گھوڑوں کے نعل لگانا حکم دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اپنے صاحب (یعنی آنحضرت) سے بتا دینا۔

یہ واقعات جن کی ذیل میں اپنا ارادہ بھی واضح کر دیا تھا قیصر کو لکھ بھیجے۔ قیصر نے اُسے لکھا کہ تو آنحضرت کی جانب نہ جا آپ سے بے پروا رہ۔ اور ایلیا میں میرے ساتھ پہنچ جا۔

جب اُس کے پاس کا جواب آگیا تو اُس نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم اپنے صاحب کے پاس روانہ ہونے کا کب ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا کہ کل۔ اُس نے میرے لئے سو مثقال سونے کا حکم دیا (ایک مثقال = ۴۴ ۱/۲ ماشے) مری (دربان) نے بھی میرے ساتھ احسان کیا اور میرے لئے زاد راہ اور لباس کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہدینا۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی سلطنت برباد گئی۔ میں نے آپ سے مری کا سلام بھی کہدیا اور جو کچھ کہا تھا اُس کی بھی خبر دیدی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مری نے سچ کہا۔ (یعنی انجیل میں میرے تذکرے کا حوالہ صحیح ہے) حارث بن ابی شمر اُس سال مراہے جس سال مکہ معظمہ فتح ہوا ہے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی عثمان علاقہ بلقاء پر قبصر کے عامل تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ نہیں تحریر فرمایا۔ فروہ خود ہی اسلام لائے۔ اپنے اسلام لانے کی عرضداشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھی۔ آپ کو بدیہ بھیجا اور اپنے پاس سے اپنی قوم کے ایک قاصد کو جن کا نام مسعود بن سعد تھا روانہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خط پڑھا بدیہ قبول فرمایا اور جواب تحریر فرمادیا۔ آپ نے مسعود کو سارے بارہ اوقیہ جو پانچ سو درم تھے انعام دیا۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیمان بن عمرو العامری کو جو چھ قاصدوں میں سے ایک تھے ہوذہ بن علی الجحفی کے پاس بھیجا کہ اُسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا۔ وہ اُس کے پاس گئے تو اُس نے انہیں ٹھہرایا۔ اُن کی حفاظت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھا اور ایسا جواب دیا جو مرتبے سے کم تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لگھا کہ آپ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ نہایت خوب اور بہت اچھی ہے۔ میں اپنی قوم کا شاعر و خطیب ہوں عرب میرے مرتبے سے ورتے ہیں۔ لہذا کچھ امور میرے سپرد کر دیجیے تو میں آپ کی پیروی کر لوں۔ اُس نے سلیمان بن عمرو کو کچھ انعام اور ہجر کے بنے ہوئے کپڑوں کا لباس بھی دیا۔ وہ ان سب چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور جو کچھ اُس نے کہا تھا اُس کی خبر آپ کو دی۔

آپ نے اُس کا خط پڑھا اور فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے زمین کے پانی کا بہاؤ بھی مانگتا تو میں منظور کرتا۔ وہ بھی برباد ہو اور جو اُس کے ہاتھوں میں ہے وہ بھی برباد گیا۔ جب آپ فتح مکہ سے واپس آئے تو آپ کے پاس جبیر بن لہب اور اُنھوں نے اطلاع دی کہ وہ مر گیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ ذی القعدہ ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بقرض دعوت اسلام جبیر و عبد فرزدان الجبلندی کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں قبیلہ ازد کے تھے۔ دونوں میں بادشاہ جبیر تھے۔

اُن دونوں کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا اور فرمان پر مہر بھی لگا دی۔
 عمرو بن العاص نے کہا کہ جب میں عمان آیا تو عید کے پاس جانے کا ارادہ
 کیا جو ان دونوں شخصوں میں زیادہ یرد بار اور زیادہ نرم مزاج کے تھے۔
 میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میں تمہارے اور تمہارے بھائی کے
 پاس قاصد ہو کر آیا ہوں۔ عید نے کہا کہ میرے بھائی مجھ سے عمر و سلطنت میں بڑھے ہوئے
 ہیں میں آپ کو ان کے پاس پہنچا دوں گا کہ وہ آپ کا لایا ہوا فرمان پڑھ لیں۔
 میں چند روز تک اُن کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ انھوں نے مجھے بلا یا تو
 اُن کے پاس گیا اور وہ مہر لگا ہوا فرمان دیدیا۔ انھوں نے اس کی مہر توڑی
 اور آخر تک پڑھ کے اپنے بھائی کو دیدیا۔ انھوں نے بھی انھیں کی طرح پڑھا۔
 میں نے ان کے بھائی کو دیکھا کہ وہ اُن سے زیادہ رقیق القلب تھے۔ انھوں
 نے کہا کہ مجھے آج کی ہمت دیجیے اور کل میرے پاس آئیے۔ صبح ہوئی تو میں اُن کے پاس گیا۔
 انھوں نے کہا کہ آپ نے مجھے جس امر کی دعوت دی ہے اُس میں میں نے
 غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ جب میں اپنے مقبوضات کا ایک شخص کو مالک بنا دوں گا
 تو اس وقت میں تمام عرب سے زیادہ کمزور ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ اچھا تو
 میں گل روانہ ہونے والا ہوں۔

جب انھیں میری روانگی کا یقین ہو گیا تو صبح کو بلا بھیجا۔ میں گیا تو
 انھوں نے اور اُن کے بھائی نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 تصدیق کی اور مجھے زکوٰۃ لینے اور لوگوں میں حکومت کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔
 جو میری مخالفت کرتا تھا اُس کے خلاف دونوں میرے مددگار ہو گئے۔
 اُن کے اغنیاء سے میں نے زکوٰۃ وصول کی اور اُن کے فقراء میں تقسیم کر دی۔ میں بڑے
 انھیں لوگوں میں مقیم رہا یہاں تک کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی
 خبر پہنچ گئی۔

۱۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے اپنی واپسی کے وقت
 علاؤ بن الحضری کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا جو بحرین میں تھے کہ وہ
 انھیں دعوت اسلام دیں۔ آپ نے اُن کے نام ایک نذران بھی تحریر فرما دیا۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام اور آنحضرت کی تصدیق
 کی خبر لکھی کہ میں نے آپ کا فرمان اہل ہجر کو سنایا۔ ان میں سے بعض نے اسلام کو پسند
 کیا جو انہیں اچھا معلوم ہوا وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے بعض نے ناپسند کیا میرے
 ملک میں مجوس و یہود ہیں اس بار سے میں اچھے آپ اپنے حکم سے از سر نو مطلع فرمائے،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تخریر فرمایا کہ تم جب تک اصلاح
 کرتے رہو گے تمہیں تمہارے عہد سے ہرگز مفرول نہ کریں گے۔ جو یہودیت یا
 مجوسیت پر قائم رہے گا تو اس پر جزیہ ہوگا (یعنی اُسے اپنی جان و مال کی حفاظت
 کا حصول دینا ہوگا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر کو ایک فرمان تخریر فرما کر ان پر
 اسلام پیش کیا اور تخریر فرمایا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جزیہ لیا جائے۔ ان کی عورتوں سے
 نکاح نہ کیا جائے اور نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ کو بھی علاء بن الحضرمی کے ساتھ
 بھیجا تھا اور وصیت فرمائی تھی کہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے علاء کو اونٹ گاٹے بکری پھل اور مال کے
 فرائض (زکوٰۃ) تخریر فرمائے علاء نے آپ کا فرمان لوگوں کو سنایا اور اسی کے مطابق
 زکوٰۃ وصول کی۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کی طرح
 (فرمان کے سرنامہ پر) "باسمک اللہم" (یعنی اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں) تخریر
 فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی "وقال اربکوا فہا یسم اللہ
 جحر ہا و ہسما" تو آپ بسم اللہ لکھنے لگے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی "قل ادعوا اللہ
 او ادعوا الرحمن" تو آپ "بسم اللہ الرحمن" لکھنے لگے، جب یہ آیت نازل ہوئی "انہ
 من سلیمان وانہ لبسم اللہ الرحمن الرحیم" تو آپ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھنے لگے
 شعبی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کل صبح کو تم سب کے سب میرے پاس آنا آپ کا
 معمول یہ تھا کہ نماز فجر پڑھ چکے تو مصلے ہی پر ٹھوڑی دیر تسبیح پڑھتے اور دعا کرتے

پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہونے تھے۔

آپ نے ایک گروہ کو ایک جماعت کی طرف بھیجا اور اُسے فرمایا کہ خدا کے لئے اُس کے بندوں میں نیکی و خیر خواہی کرنا۔ کیونکہ جس شخص کو لوگوں کے امور کا راعی (رعایا کا نگہبان) بنایا جائے، وہ اُن کی خیر خواہی کرے تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے۔ جاؤ اور ایسا نہ کرنا جیسا عیسیٰ بن مریم کے قاصدوں نے کیا تھا کہ وہ قریب کے پاس خیر گیری کو آتے اور بید کو اچھوڑ دیتے تھے، پھر غفلت سے بیدار ہوئے۔

ان میں سے ہر شخص اُس قوم کی زبان میں باتیں کر سکتا تھا جس کی طرف ان کو بھیجا جا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کے معاملات میں جو حقوق اللہ کے ان لوگوں پر واجب ہیں ان میں یہ سب سے بڑا حق ہے (کہ یہ اُن کی زبان جانیں)۔

۲۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں انھیں شرایع اسلام اور مویشی و مال کے بارے میں فرائض زکوٰۃ کی خبر دی اور وصیت فرمائی کہ ان صحابہ اور نامہ برداروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اہل یمن کی جانب آپ کے پیامبر معاذ بن جبل و مالک بن مرارہ تھے۔ آپ نے ان لوگوں کے ان کے قاصد کے اپنے پاس پہنچنے کی اور جو پیام اُس نے اُن کی جانب سے پہنچایا تھا اُس کی بھی خبر دی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کی ایک جماعت کو نام پیام تحریر فرمایا جن میں حارث بن عبد کلال و شریح بن عبد کلال و نعیم بن عبد کلال و عثمان قیل ذی یزن و معافر و سعدان و زرعه ذی عین بھی تھے۔ یہ زرعه قبیلہ حمیر کے پہلے ہی گروہ میں اسلام لائے تھے۔

ایک فرمان تحریر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ (زکوٰۃ) و جزیرہ جمع کریں اور اُسے معاذ بن جبل و مالک بن مرارہ کے سپرد کر دیں۔ آپ نے اُن لوگوں کو ان دونوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا۔ مالک بن مرارہ اہل یمن کے قاصد تھے جو اُن کے اسلام و اطاعت کا پیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس لے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا کہ مالک بن مرارہ نے خبر پہنچا دی ہے اور انھوں نے غائبانہ حق کی حفاظت کی ہے، آپ نے کندہ کے بنی معاویہ کو بھی اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزیمہ کے بنی عمرو کو بھی تحریر فرما کر اسلام کی دعوت دی تھی۔ خالد بن سعید بن العاص نے اس فرمان کو لکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبیلہ بن الایہم یا دشاہ عثمان کو بھی دعوت اسلام دی۔ وہ اسلام لایا اور اس نے اپنے اسلام کی خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھی۔ آپ کو پد یہ بھی بھیجا اور برابر مسلمان رہا۔ جب عمر بن الخطاب کا زمانہ آیا تو اتفاق سے دمشق کے ایک بازار میں قبیلہ خزیمہ کے ایک شخص کو گھل دیا۔ مرنی نے حملہ کر کے اسے تھپڑ مار دیا۔ اسے گرفتار کر کے ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس لایا گیا۔

لوگوں نے کہا کہ اس نے جبیلہ کے تھپڑ مارے ابو عبیدہ نے کہا کہ اُسے چاہئے کہ وہ بھی اس کو تھپڑ مار دے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قتل نہیں کیا جائے گا؟ تو ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ اچھا تو اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا، ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں۔ ہمیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے محض قصاص کا حکم دیا ہے۔ جبیلہ نے کہا کہ تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں اپنا چہرہ اُس بھڑکے چہرے کے مشابہ بنانے والا ہوں جو جنگل سے آئی ہے، یہ بہت خراب دین ہے وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا۔ اپنی قوم کو لے کے روم میں داخل ہو گیا۔

عمر کو یہ معلوم ہوا تو انھیں شاق گذر احسان بن ثابت سے کہا کہ اے ابوالولید کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا دوست جبیلہ بن الایہم مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا۔ انھوں نے کہا کہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" کیوں مرتد ہو گیا۔ فرمایا کہ اُسے قبیلہ خزیمہ کے ایک شخص نے تھپڑ مارا تھا جس نے کہا کہ تو وہ حق بجانب تھا، عمر ان کے پاس گئے اور انھیں درے سے مارا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبد اللہ بن جلی کو

کو ذی الکلاع بن ناکور بن حبیب بن حسان بن شیخ اور ذی عمر و کے پاس بھیجا کہ ان دونوں کو دعوت اسلام دیں۔ دونوں اسلام لائے۔ ذی الکلاع کی بیوی ضربہ بنت ابرہہ بن الصباح بھی اسلام لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو جریر انھیں لوگوں کے پاس تھے۔ ذو عمر نے انھیں آپ کی وفات کی خبر دی تو جریر مدینہ روانہ ہو گئے۔

۲۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معذیکرب بن ابرہہ کو تحریر فرمایا کہ جس حالت حکومت میں وہ اسلام لائیں گے وہ انھیں کی رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی السحارت بن کعب کے پادری مخزبان کے پادریوں کا ہنوں ان کی پیروی کرنے والوں اور ان کے درویشوں کو تحریر فرمایا کہ جو قلیل و کثیر اشیاء (منقولہ و غیر منقولہ) ان کے گرجاؤں اور نمازوں اور رہبانیت (درویشی) کی ان کے تحت ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے ہمسایہ ہیں وہ سب انھیں عیسائیوں کی رہیں گی (یعنی باوجود اسلام نہ لانے کے ان سے کچھ نہ لیا جائے گا) نہ کسی پادری کو اس کے منصب سے بدلایا جائے گا۔ نہ کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے نہ کسی کاہن کو اس کی کہانت سے نہ ان کے حقوق میں کوئی تغیر کیا جائے گا اور نہ ان کی سلطنت میں یا اس چیز میں جس پر وہ تھے۔ جب تک وہ خیر خواہی کریں گے اور جو حقوق ان پر واجب ہیں ان کی اصلاح کریں گے تو نہ ان پر کسی ظلم کا بار پڑے گا اور نہ وہ خود ظلم کریں گے۔ یہ فرمان مغیرہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیعہ بن ذی مرحبہ الحضر امی اور ان کے بھائیوں اور چچاؤں کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے مال۔ عطایا۔ غلام۔ آگیور اور کنوئیں۔ درخت۔ دیہات کے کنوئیں۔ چھوٹی نہریں۔ جڑی بوٹیاں۔ صحرائی نالے جو حضرموت میں ہیں اور ذی مرحبہ کے خاندان کا ہر مال انھیں لوگوں کے لئے ہے۔

ہر وہ رہن جو ان کے ملک میں ہے اس کا ثمرہ اور اس کی شاخیں سب اسی رہن میں شمار کی جائیں گی جس میں وہ ہوں گی۔ جو خیر و برکت ان کے

پھلوں میں ہوگی اُس کو کوئی بھی نہ پوچھے گا اور اشد اور اُس کے رسول دونوں اس سے بری ہیں۔

خاندان ثری مرحب کی مدد مسلمانوں کی جماعت پر واجب ہے ان لوگوں کا ملک ظلم سے بری ہے۔ اُن کے جان و مال اور بادشاہ کے باغ آبی و آبیاشی والی نہر جو خاندان قیس تک بہتی ہے وہ بھی انھیں کی رہے گی۔ اشد و رسول اس پر مددگار ہیں۔

اس فرمان کو معاویہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ قبیلہ حتم میں سے جو اسلام لائے گا۔ نماز قائم کرے گا۔ زکوٰۃ دے گا اشد اور رسول اکا حصہ دے گا۔ مشرکین کو ترک کر دے گا، تو وہ اشد و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ و ذمہ داری میں بے خوف ہے۔ جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو اشد اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس سے بری الذمہ ہیں۔ جس شخص کے اسلام کی کوئی مسلمان شہادت دے تو وہ بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ و ذمہ داری میں ہے اور وہ مسلمانوں میں ہے۔

اس فرمان کو عبید اللہ بن زید نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ضحاک اور اُردی کو تحریر فرمایا کہ وہ اپنی جس زمین داری کی حالت میں اسلام لائے وہ زمین داری انھیں کی رہے گی بشرطیکہ وہ اُس اشد پر ایمان لائیں جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ نماز کو قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ رمضان کے روزے رکھیں۔ بیت اشد کا حج کریں۔ کسی بدعتی کو پناہ نہ دیں۔ نہ اسلام کی حقانیت میں شک کریں۔ اشد اور اُس کے رسول کی خیر خواہی کریں۔ اشد کے دوستوں کو دوست اور اشد کے دشمنوں سے بغض رکھیں۔ محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ لازم ہے کہ اپنی جانب سے اُن کی ویسی ہی حمایت و حفاظت کریں جیسی کہ اپنی جان و مال و اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ خالد اور اُردی کے لئے اشد و محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے

بشر طلیکہ خالد اس عہد کو پورا کریں۔

اس فرمان کو اُبی (بن کعب) نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمر بن خزیمہ کو یمن بھیجا تو انھیں ایک عہد نامہ تحریر فرمایا جس میں آپ نے شرائع و فرائض و حدود اسلام کی تعلیم دی تھی۔ اس عہد کو اُبی نے لکھا تھا۔

۲۲ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن اوس برادر تمیم الداری کے لئے تحریر فرمایا کہ ملک شام کا موضع جبری و عینون کل کا اکل یعنی اس کی زمین اُس کے پہاڑ اُس کا پانی۔ اُس کی کھیتی۔ اُس کے کنوؤں کا پانی۔ اُس کے گائے بیل سب اُن کے اور ان کے بعد ان کے پیس ماندوں کے لئے ہیں۔ اس میں کوئی اُسے جھگڑا نہ کرے اور نہ اس میں ان لوگوں پر ظلم کر کے داخل ہو۔ جو ان پر ظلم کرے گا یا اُسے کچھ لے گا تو اُس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔ اُس کو علیؑ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن اوس الاہلی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں فرغین و ذات اعشاش عطا فرمایا ہے۔ اس میں اُسے کوئی جھگڑا نہ کرے۔ اس کو علیؑ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ بن عبد اللہ ابن ابی نجیح النہمانین کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں پورا المظلة۔ اُس کی زمین اس کا پانی۔ اُس کے پہاڑ اور اس کی غیر کو ہی زمین عطا فرمائی۔ یہ سب بطور شکر کے ان کے لئے ہے جس میں وہ اپنے مویشی چرائیں گے۔ اس کو معاویہؓ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی الحارث بن کعب کے بنی الضباب کے لئے تحریر فرمایا کہ ساریہ اور اُس کا بلند حصہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ جب تک کہ یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں۔ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اور مشرکین سے بے تعلق رہیں۔

اس کو مغیرہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن لطفیل الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ پورا المصنہ ان کے لئے ہے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ جب تک کہ یہ نماز قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جہاد کریں۔

جبیم بن الصلت نے اس کو لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث کے بنی قنان بن ثعلبہ کے لئے تحریر فرمایا کہ مجھ ان لوگوں کے لئے ہے۔ یہ لوگ اپنے جان و مال کے متعلق اہل اسلام کی طرف سے امن میں ہیں۔

اس کو مغیرہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد یغوث بن وعلتہ الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ وہ جس زمین کی زمینداری رکھتے ہوئے اسلام لائے وہ زمین اور اس کی ایشیا و مملکت ان کے اور ان کی قوم کے ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ جہاد کے مال غنیمت میں خمس ادا کرتے رہیں۔ ان پر عشر یعنی زمینداری کی پیداوار کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے اور نہ اپنی زمینداری سے بے دخل کئے جائیں گے بقلم راقم بن ابی الارقم النخومی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زیاد بن الحارث الحارثیہ کے لئے تحریر فرمایا کہ جماعہ واخذ نبتہ ان لوگوں کا ہے۔ ان لوگوں کو امن ہے جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جہاد کرتے رہیں۔ بقلم علی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ نمرہ اور اس کی آبپاشی کے راستے اور اس کے جنگل میں سے وادی الرحمن انہیں لوگوں کی ہے۔ یہ (زید) اور ان کے پسماندہ اپنی قوم نبی مالک پر سردار ہیں نہ ان لوگوں سے جنگ کی جائے گی اور نہ ان کا اخراج کیا جائے گا۔ بقلم مغیرہ بن شعبہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالقصہ قیس بن اخصبین کے لئے ان کے والد کی اولاد بنی الحارث اور بنی ہند کو امن دینے کے لئے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے نہ تو ان کا اخراج کیا جائے۔ نہ ان سے عشر لیا جائے۔ جب تک یہ لوگ نفاذ قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ مشرکین سے جدائی رکھیں اور اپنے اسلام کی شہادت دیتے رہیں۔ ان کے مال میں مسلمانوں کا بھی حق ہے۔ بی ہند بنی الحارث کے حلیف تھے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی تنان بن زبید الحارثین کے لئے تحریر فرمایا کہ مذود اور اس کے ذرائع آبپاشی ان لوگوں کے ہیں جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ مشرکین سے جدائی رکھیں۔ راستے کو مومن رکھیں اور اپنے اسلام کی گواہی دیتے رہیں۔

۳۳ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن الحارث الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ راکس کے پودے اور درخت ان کے ہیں۔ ان میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم ارقم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی معاویہ بن جبرول الطائین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے۔ نماز کو قائم رکھے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اموال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے۔ مشرکین سے جدا رہے اور اپنے اسلام کی گواہی دے تو وہ اللہ و رسول کے امان میں بے خوف ہے۔ اسلام لانے کے وقت جو کچھ ان کا تھا سب انہیں کارہے گا۔ اور بھیڑ چرتے چرتے رات کو جہاں تک پہنچے (وہ جگہ بھی انہیں کی ہے) بقلم زبیر بن العوام اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن الاسود بن عامر ابن جوین الطائی کے لئے تحریر فرمایا کہ ان کی اور ان کی قوم کی بستیاں اور کنوئیں ان کے اور ان کی قوم لے کے ہیں۔ جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جدا رہیں۔ بقلم مغیرہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی جبین الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اللہ پر ایمان لائے۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ مشرکین سے جدا رہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ مالِ غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے اور اپنے اسلام پر گواہی دے تو اس کے لئے اللہ اور محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان ہے۔ ان کی زمین۔ ان کے کنوئیں اور وہ اشیاء جن پر اسلام لانے کے وقت یہ قایض و متصرف جائز تھے اور بھیڑ صبح سے شام تک چرتے چرتے جہاں تک پہنچے وہ سب انھیں لوگوں کا ہے بقلم مغیرہ سر

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کعبین الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان کی وہ بستیاں اور کنوئیں کہ اسلام لانے کے وقت ان کی ملک تھے اور بھیڑ کے صبح سے شام تک چرنے کی جگہ ان لوگوں کی ہے جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں زکوٰۃ دیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں مشرکین سے جدا رہیں۔ اپنے اسلام پر گواہی دیں اور راستے کو مامون رکھیں، گواہ شد علاء بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَنْجَانِبِ مُحَمَّدِ نَبِیِّ صَلِی اللّٰهِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِنَامِ نَبِیِّ اسد۔ سلام علیکم، میں تمہارے آگے انہی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابا بعد۔ قبیلہ طے کے کنوئوں اور ان کی زمین کے ہر گز تم لوگ قریب نہ جاؤ (یعنی اس پر تصرف مالکانہ نہ کرو)۔ کیونکہ تمہارے لئے ان کے کنوئیں حلال نہیں۔ ان کی زمین میں ہر گز کوئی داخل نہ ہو سوائے اُس کے جس کو وہ خود داخل کریں جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے گا تو آنحضرت اُس سے بری الذمہ ہیں۔ قضاعی بن عمرو (جو نبی عذرہ میں سے تھے اور ان لوگوں پر عامل بنائے گئے تھے اس کا) انتظام کرنا چاہئے۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنادۃ الانسوی اور ان کی قوم اور ان کی پیروی کرنے والوں کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ

جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں۔ مالِ غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جدا رہیں تو ان کے لئے اللہ اور محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے۔ بقلم اُبیؓ۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ہذیم کو جو قضاہ میں سے تھے اور حُذام کو ایک ہی فرمانِ تحریر فرمایا جس میں آپ نے ان لوگوں کو زکوٰۃ و صدقہ کے فرائض کی تعلیم فرمائی اور حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ و خمس آنحضرت کے قاصدینِ اُبی و عنینہ یا جس کو یہ دونوں بھیجیں اس کو دید یا کریں راوی نے کہا کہ ہمیں ان دونوں (اُبی و عنینہ) کا نسب نہیں بتایا گیا۔ اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زُرْعہ و بنی الرَبْعہ کے لئے جو قبیلہ جہنمہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان و مال میں امن ہے۔ جو شخص ان پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے اُس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ ظلم و جنگِ دین یا اہل و عیال کے بارے میں ہو (یعنی خود ان کی بیدینی پر یا کسی کے اہل و عیال پر ان کے ظلم سے جو جنگ یا ظلم کیا جائے گا تو اُس میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ ان کے دیہاتیوں میں سے جو نیکو کار اور پرہیزگار ہو گا اُس کے وہی حقوق ہوں گے جو ان کے شہریوں کے ہیں۔ واللہ المستعان۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بلی کے بنی حعیل کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ قریش کے پھرنی عبدمناف کے ایک گروہ ہیں، ان کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان لوگوں کے ہیں۔ ان لوگوں پر وہی ذمہ داری ہے جیسی ان لوگوں پر ہے۔ ان کا نہ تو اخراج کیا جائے گا اور نہ ان سے خراج لیا جائے گا۔ اسلام لانے کے وقت جس مال و متاع کے وہ مالک تھے وہ انھیں کا ہے۔ نصر و سعد بن بکر و ثمالہ و ہذیل کے صدقات انھیں لوگوں کے لئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی پر عاصم بن ابی صیفی و عمرو

بن ابی صیفی والاعجم بن سفیان وعلی بن سعد نے بیعت کی اور اس پر عباس بن عبدالمطلب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفان و ابو سفیان بن حرب گواہ بنے اور اس امر پر آپ نے اس وجہ سے بنی عبدمناف میں سے گواہ بنائے کہ یہ لوگ بنی عبدمناف کے حلیف تھے۔ اخراج نہ کئے جانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ زکوٰۃ میں ایک منزل سے دوسری منزل تک نہ نکالے جائیں گے۔ عشرت لے جائیگا یہ دوما تھا کہ وہ سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جائے گا، زیادہ نہ لیا جائے گا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ کے قبیلہ سلم کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو ایمان لائے نماز کو قائم کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے اللہ کے دین میں خلوص اختیار کرے ان لوگوں کی اس شخص کے خلاف مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم ڈھائے۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں تو ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد واجب ہوگی۔ ان کے دیہاتیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو ان کے شہریوں کے ہیں۔ یہ جہاں چاہیں ہجرت کر سکتے ہیں۔ گواہ شد۔ علاء بن الحضرمی بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوسجہ بن حرملہ الجہنی کے لئے تحریر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوسجہ بن حرملہ کو جو (مقام) ذی المرہ عطا فرمایا یہ اس کی دستاویز ہے۔ آپ نے انھیں مابین کجلاشہ سے مصنہ جفلاشہ جبل قبلہ تک دیدیا ہے۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے جو ان سے مزاحمت کرے گا ناحق پر ہوگا حق عوسجہ جی کا ہوگا۔ گواہ شد عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کے بنی شیح کے لئے تحریر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ دستاویز ہے جو محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کے بنی شیح کو عطا فرمائی آپ نے انھیں صفینہ کی وہ زمین عطا فرمائی جس پر ان لوگوں نے خط لگایا اور کہتی تھی کہ جو ان سے مزاحمت کریگا تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا اور ان کا دعویٰ سچا ہوگا۔ گواہ شد علاء بن عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الجحفر بن ربیعہ کے لئے جو قبیلہ جہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کی بستیوں میں امن ہے۔ یہ لوگ بحالت قبول اسلام جو دولت و مال رکھتے تھے وہ سب انھیں کا ہے بقلم مغیرہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عبیدہ الجہنی

۲۵

و بنی الحمرہ کے لئے جو جہینہ میں سے تھے اور بنی الجحرم کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ اللہ و رسول کی اطاعت کرے۔ مال غنیمت میں سے اٹھس اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا منتخب حصہ ادا کرے۔ اپنے اسلام پر گواہی دے، اور مشرکین سے جدا رہے تو وہ اللہ و رسول کی امان میں ہے۔ مسلمانوں میں سے جس کا کوئی قصرض (ان لوگوں میں سے کسی پر) واجب الادا ہوگا تو اس کو صرف اصل رقم دلائی جائے گی۔ رہن کا سود باطل ہوگا۔ پھلوں کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔ جو شخص ان لوگوں میں شامل ہوگا اس کے حقوق بھی انھیں کی طرح ہوں گے۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن الحارث المزنی کے لئے تحریر فرمایا کہ اتخل اور جزعہ اور اس کا جزو ذوالمزارع اور اتخل اٹھس کا ہے۔ اور وہ آگہ جو زراعت کے لئے مفید و ضروری ہو وہ بھی ان کا ہے۔ المفضہ اور جزع اور غیلہ بھی ان کا ہے بشرطیکہ وہ صادق (وثابت قدم) رہیں۔ بقلم معشایہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیل و نبر و سردات فرزند ان عمرو کے نام تحریر فرمایا کہ۔ اما بعد۔ میں نے نہ تو تمہارے مال میں کوئی جو مانہ کیا ہے اور نہ تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے۔ اہل تہامہ میں میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل اکرام اور باعتبار شہتے کے سب سے زیادہ مجھ سے قریب تم لوگ اور مطہین کے وہ لوگ ہیں جو تمہارے تابع ہیں۔ میں نے تمہارے ہاجر کے لئے وہی اختیار کیا ہے جو خود اپنے لئے اختیار کیا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے ملک کو ہجرت کرے۔ سوائے ساکن مکہ کے (کہ اس کے احکام جدا ہیں) اور سوائے عمرہ کرنے یا حج کرنے والے کے کہ اس کے احکام بھی (عام سفر ہجرت کے سے نہیں ہیں) کیونکہ میں نے جب سے صلح کی تم سے جنگ نہیں کی۔ تم لوگوں کو میری جانب سے خائف نہ ہونا چاہئے کہ تم لوگوں کا محاصرہ کیا جائے گا۔ اعلقمہ بن علائہ اور سؤفہ کے دو بیٹے اسلام لائے۔ دونوں نے ہجرت کی اور اس شرط پر بیعت کی جس پر قبیلہ عکرمہ کے

ان لوگوں نے کی ہے جو ان کے تابع ہیں۔ حلال و حرام میں ہم لوگ یکساں ہیں۔
خدا میں تم سے غلط نہیں کہتا۔ ضرور ضرور تمہارا رب تم سے محبت کرے گا۔
راوی نے کہا کہ اس فرمان میں آپ نے سلام نہیں تحریر فرمایا اس لئے کہ
یہ آپ نے سلام کا حکم نازل ہونے سے پہلے تحریر فرمایا تھا۔ علقمہ بن علقمہ بن
علقمہ بن علقمہ بن عوف بن الاوص بن جعفر بن کلاب ہیں۔ فرزندان ہوذہ العداء و
عمر و فرزندان خالد بن ہوذہ ہیں جو بنی عمر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ میں سے
ہیں قبیلہ عکرمہ میں سے ان کے تابع عکرمہ بن حصیفہ بن قیس بن غیلان ہیں۔
مطیبین بنی ہاشم و بنی زہرہ و بنی الحارث۔ بن فہر و تیم بن مرہ و اسد بن
عبد العزہی ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العداء بن خالد
ابن ہوذہ کے اور عامر بن عکرمہ کے خاندان میں سے جو لوگ ان کے پیرو تھے
ان کے نام تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں المصباحہ کے درمیان سے الریح و لولابہ نحرز تک
عطا فرمادیا۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو کذاب
لعنۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا اور اسے دعوت اسلام دی اس فرمان کو عمرو
بن امتیہ الضمری کے ہمراہ بھیجا۔ مسلمانوں نے فرمان کے جواب میں لکھا کہ وہ بھی
آپ ہی کی طرح نبی ہے۔ آپ سے یہ درخواست کی کہ ملک کو باہم تقسیم کر لیں۔
یہ بھی ذکر کیا کہ قریش وہ قوم ہے جو انصاف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت کرو۔ اس پر خدا لعنت کرے۔ اور اس کے نام تحریر فرمایا کہ مجھے
تیرا جھوٹا اور اللہ پر بہتان سے بھرا ہوا خط ملا و ان الارض لله یوسر شہا من یشأ
من عبادہ و العاقبۃ للمتقین۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ (ملک تو
اللہ ہی کا ہے۔ جس کو وہ اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے دیتا ہے اور انجام کار
(بھلائی) پر ہینرگاریوں ہی کے لئے ہے۔ اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی
پیروی کرے۔)

اس کو آپ نے السائب بن العوام برادر زبیر بن العوام کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک بن ابی عامر السلمی کے لئے جو بنی حارثہ میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں مدفوا عطا فرمادیا۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے۔ جو ان سے مزاحمت کرے گا تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ حق انھیں کا ہوگا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس السلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے مدفوا انھیں عطا فرمادیا۔ لہذا جو ان سے مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ گواہ شد العلاء بن عقبہ بقلم خود۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہذوہ بن نبیثہ السلمی کے لئے جو بنی عصبیہ میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں جو کچھ الحفتر میں ہے سب عطا فرمادیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الاجب کے لئے جو بنی سلیم کے ایک فرد تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں فانس عطا فرمادیا۔ بقلم الارقم۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راشد بن عبد السلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں رباط میں سے اتنی زمین دی جتنی دو روہ و قریہ تیر جا سکے اور ایک مرتبہ پتھر جا سکے۔ اس میں ان کا کوئی مزاحم نہ ہو جو ان سے مزاحمت کرے گا تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ حق انھیں کا ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام بن عبد کے لئے جو بنی سلیم میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں اذاما اور شواق کا وہ حصہ جو ان کا ہے عطا فرمادیا۔

نہ کسی کو ان لوگوں پر ظلم کرنا روا ہے اور نہ یہ لوگ کسی پر ظلم کریں۔ بقلم خالد بن سعید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ وہ حلفی معاہدہ ہے جو نعیم بن مسعود بن رخیلۃ الاشجعی نے کیا ہے۔ انھوں نے مدد و خیر خواہی پر اس وقت تک کے لئے حلفی معاہدہ کیا ہے جب تک کہ وہ احد اپنے مقام پر رہے اور سمندر ایک پال کو بھی تر کر سکے۔ بقلم علی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے زبیر بن العوام کے نام۔

میں نے انھیں شواق کا بلند و پست حصہ عطا کر دیا۔ اُس میں کوئی اُن سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم عثمانی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیل بن رزام العَدوی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے الرمداء انھیں عطا فرما دیا۔ اس میں کوئی اُن سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم علیؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن نضلة الاسدی کے لئے تحریر فرمایا کہ ارام و کسہ اُن کے لئے ہے۔ اس میں کوئی اُن سے مزاحمت نہ کرے بقلم مغیرہ بن شعبہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ ان کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ ان پر وہی واجب ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کے جان و مال پر اللہ اور اُس کے رسول کو ذمہ دار بنایا ہے۔ اُس شخص کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی جو ان کے ساتھ ظلم کی ابتدا کرے گا۔ نبی (علیہ السلام) جب انھیں اپنی مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ آپ کا حکم مانیں گے اور اُن پر آپ کی مدد واجب ہوگی سوائے اس کے کہ جو ان میں سے آپ سے (یعنی جنگ کرے) یعنی مرتد ہو جائے تو اُس پر اس معاہدے کی پابندی نہ ہوگی۔ یہ معاہدہ اُس وقت تک نافذ رہے گا جب تک سمندر ایک بال بھی تر کر سکے سوائے گناہ کے اس فرمان میں اور کوئی حائل نہ ہوگا؟ (یعنی جو اس پر عمل کرنے سے روکے گا وہ گنہگار ہوگا۔)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ضمہ بن بکر بن عبدمناة بن کنانہ کے لئے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان و مال کا امن ہے۔ اُس کے خلاف اُن کی مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم سے حملہ کرے۔ ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد واجب ہوگی جب تک سمندر ایک بال بھی تر کر سکے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ دین الہی میں جنگ کریں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں گے تو یہ آپ کا حکم قبول کریں گے۔ اس پر

ان لوگوں کا اللہ ورسول ذمہ دار ہے۔ ان میں سے جو نیکو کار و متقی ہوگا اُس کی بھی مدد کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال والی بحرین کو تحریر فرمایا کہ تم صلح جو ہو اس لئے میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ میں تمہیں خدا کے واحد کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اطاعت کرو اور جماعت (حق) میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسینخت بن عبد اللہ والی ہجر کو تحریر فرمایا کہ اقرع تمہارا خطا اور تمہاری قوم کے لئے تمہاری سفارش میرے پاس لائے۔ میں نے تمہاری سفارش کو قبول کر لیا اور تمہاری قوم کے بارے میں تمہارے قاصد کی میں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھے جو مانگا اور اپنی جن پسندیدہ چیز کی مجھ سے درخواست کی اُس کے بارے میں تم کو خوشخبری ہو۔ لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُسے بتا دوں۔ اور تم مجھے ملو۔ اگر تم ہمارے پاس آؤ گے تو ہم تمہارا اکرام کریں گے اور اگر بیٹھو گے تو تمہارا اکرام کریں گے۔ میں کسی سے یہ یہ طلب نہیں کرتا۔ اگر تم مجھے ہدیہ بھیجو گے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کروں گا۔ میرے عمال نے مجھے تمہارے مرتبے کی تعریف کی ہے۔ تم جس حالت پر ہو میں تمہیں اُس سے بہتر کی وصیت کرتا ہوں یعنی نماز و زکوٰۃ اور مومنین کی مہمان نوازی۔ میں نے تمہاری قوم کا نام بنی عبد اللہ رکھا ہے۔ لہذا انہیں بھی نماز اور سب سے بہتر عمل کا حکم دو۔ اور تمہیں خوشخبری ہو تم پر اور تمہاری قوم کے مومنین پر سلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ہجر کے نام تحریر فرمایا۔ اما بعد میں تم لوگوں کو اللہ کے اور خود تمہارے لئے وصیت کرتا ہوں کہ ہدایت دیے جانے کے بعد گمراہ نہو نا اور راہ راست بتا دیے جانے کے بعد کجی نہ اختیار کرنا۔ میرے پاس تمہارا وفد آیا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ وہی تڑاؤ کیا ہے جس سے وہ خوش ہوئے۔ اگر میں تمہارے بارے میں اپنی پوری کوشش

صرف کرتا تو تم لوگوں کو ہجر سے نکال دیتا۔ مگر میں نے تمہارے غائب کی سفارش قبول کی اور تمہارے حاضر پر احسان کیا۔ لہذا اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے میرے پاس اُس کی خبر آگئی ہے۔ تم میں سے جو نیکی کرے گا اُس پر میں بدکار کا گناہ نہیں عائد کروں گا۔ جب تمہارے پاس میرے حکام آئیں تو تم اللہ کے کام پر اور اُس کی راہ میں ان کی اطاعت و مدد کرنا۔ تم میں سے جو کوئی نیکی کرے گا تو وہ نیکی نہ خدا کے یہاں کبھی فراموش ہوگی نہ میرے یہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی کے نام تحریر فرمایا۔ اما بعد میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے تم جب تک نیکی کرو گے میں بھی تمہارے ساتھ نیکی کروں گا اور تمہارے کام پر تم کو اجر دوں گا۔ تم اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہو۔ والسلام علیک اس فرمان کو آپ نے علاء بن الحضرمی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔

۲۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی کے نام ایک اور فرمان تحریر فرمایا۔ اما بعد میں نے تمہارے پاس قدمہ اور ابوہریرہ کو بھیجا ہے تمہارے ملک کا جو جزیہ تمہارے پاس جمع ہو وہ ان دونوں کے سپرد کر دو۔ والسلام بقلکم اُبی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کے نام تحریر فرمایا۔ اما بعد میں نے منذر بن ساوی کے پاس ان لوگوں کو بھیجا ہے جو ان سے وہ جزیہ وصول کر لیں جو ان کے پاس جمع ہو۔ لہذا تم بھی ان سے اس سے متعلق عجلت کرو۔ اور اسی کے ہمراہ تم بھی وہ صدقہ و عشر بھیجو جو تمہارے پاس جمع ہو والسلام بقلکم اُبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفاطر اسقف کے نام تحریر فرمایا کہ اِس شخص پر سلام ہے جو ایمان لائے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں جس (کلمے) کو اللہ نے پاکدامن مریم کو القا کیا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اُس پر ایمان لاتا ہوں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔ ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط (اولاد یعقوب) پر نازل کیا گیا ہے۔ جو موسیٰ و عیسیٰ کو

دیا گیا ہے۔ جو انبیا کو ان کے رب کی جانب سے دیا گیا ہے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے لئے اسلام لانے والے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

یہ فرمان آپ نے وحیہ بن ضیقۃ البکلی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی بنیہ کے نام جو مقنا میں تھے اور اہل مقنا کے نام تحریر فرمایا، مقنا ایلہ کے قریب ہے، تمہارے قاصد جو تمہاری بستی کو واپس جا رہے ہیں وہ میرے پاس اترے۔ لہذا جب میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے تمہارے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری ساری برائیاں اور تمام جرائم معاف کر دیے ہیں تمہارے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے تم پر کوئی ظلم و زبردستی نہوگی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز سے خود اپنی حفاظت کرتے ہیں اس سے تمہارے بھی محافظ رہیں گے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمہارا وہ مال غنیمت ہے جس پر تم کسی سے صلح کرو اور وہ غلام جو تمہارے پاس صلح میں آئیں، مویشی گھریلو ہتھیار اور مال، سوا اس کے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرمادیں یا آپ کا کوئی قاصد معاف کر دے۔

تم پر تمہارے کچھوڑے کے باغوں کا جو تمہاری حصہ بخری شکار کا چارم حصہ اور تمہاری عورتوں کے کاتے ہوئے سوت کا جو تمہاری حصہ ہے آئندہ تم لوگ ہر قسم کے جزیے یا بیگار سے بری ہو، اگر تم سونگے اور اطاعت کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے ہوگا کہ وہ تمہارے بزرگ کا اکرام کریں اور تمہارے بدکار سے درگزر کریں۔ اما بعد۔ بنام مومنین و مسلمین۔ جو شخص اہل مقنا کے ساتھ نیکی کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور جو ان کے ساتھ بدی کرے گا تو اس کے لئے بھی برا ہوگا۔ اور تم لوگوں پر جو حاکم و امیر ہوگا وہ یا تو تمہیں میں سے ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین میں سے ہوگا۔ والسلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یحییٰ بن رُوہ اور سرداران اہل اہلیہ کے نام تحریر فرمایا کہ تم لوگ صلح جو ہو، تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے

سوا کوئی محبوب نہیں، میں تم لوگوں سے جنگ کرنے والا نہیں ہوں تا وہ قبیلہ تمہیں لکھ نہ دوں لہذا اسلام لاؤ یا جزیہ دو، اللہ اس کے رسول اور رسول کے قاصدوں کی اطاعت کرو، قاصدوں کا اگر تم کرو، انہیں اچھا لباس پہناؤ جو مجاہدین کا سنا ہو۔ زید کو بہت اچھا لباس پہناؤ، جب میرے قاصد راضی ہوں گے تو میں بھی راضی ہوں گا۔ جزیہ معلوم ہی ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ بحر و بر میں امن رہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ سوائے اللہ و رسول کے حق کے اور جو حق عرب و عجم کا ہوگا اس کو تم سے روکا جائے، اگر تم نے ان (قاصدوں) کو واپس کر دیا اور انہیں راضی نہ کیا تو میں تم سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ میں تم سے جنگ کروں گا بچوں کو قید کروں گا اور بڑوں کو قتل کروں گا۔ کیونکہ میں حق پہنچانے کے لئے اللہ کا رسول ہوں، میں اللہ پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور مسیح بن مریم پر کہ وہ کلمۃ اللہ میں، میں ان پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، قبل اس کے کہ تم کو کوئی مشرہ پیئے تم آ جاؤ، میں نے اپنے قاصدوں کو تم لوگوں کے متعلق نصیحت کر دی ہے، حرمہ کو تین وسق جو در ایک وسق = ۶۰ صاع کے اور ایک صاع تقریباً پونے دو سہ کا ہوتا ہے۔ حرمہ نے تمہاری سفارش کی ہے، اگر یہ معاملہ اور اللہ نہ ہوتا تو میں تم لوگوں سے کسی قسم کی مراسلت نہ کرتا یہاں تک کہ تم لشکر کو دیکھتے، تم لوگوں نے اگر میرے قاصدوں کی اطاعت کر لی تو اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو لوگ ان کی جانب سے ہوں گے وہ تمہارے محافظ ہوں گے، شرجیل و حرمہ و ابی و حریث بن زید الطائی میرے قاصد ہیں یہ لوگ جب تم سے اس پر فیصلہ کر لیں گے تو میں بھی اس سے راضی ہوں گا تمہارے لئے اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر تم اطاعت کرو تو تم پر سلام ہے اہل مقنا کو ان کے ملک جانے کے لئے سامان مہیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جمع ہونے والوں کے نام جو کوہ تہامہ میں تھے اور قبیلہ کنانہ و مزینہ و حکم و قارہ اور ان کے تابعین غلام کو لوٹا تھا حکم بھیجا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ان کا

ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ فرمان اللہ کے آزاد بندوں کے نام ہے۔ یہ لوگ اگر ایمان لائیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کا غلام آزاد ہے، ان کے مولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، ان میں سے جو کسی قبیلے کا ہوگا اسے اس قبیلے کے پاس واپس نہ کیا جائے گا، ان میں جو خون ہوگا جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہو یا کوئی مال ہو جو انھوں نے لے لیا ہو تو وہ انھیں کا رہے گا لوگوں میں ان کا جو قرض ہوگا وہ ان کو واپس دلایا جائے گا، ان پر ظلم و زبردستی نہ ہوگی، ان امور پر ان کے لئے اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے۔
 والسلام علیکم۔ بقلم ابی بن کعب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بنی غادیا کے یہود کے نام فرمان ہے کہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے، ان پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے، نہ یہ سرگشتی کریں گے اور نہ انھیں جلا وطن کیا جائے گا اور فرمان کو نہ رات توڑ سیلگی نہ دن۔ بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے یہود بنی عریض کے لئے (ان کے لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دس وستن گہیوں اور دس وستن جویر غلے کی کٹائی کے وقت اور پچاس وستن کھجور ہے جس کو وہ ہر سال اپنے وقت پر پاتے رہیں گے، ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا خالد بن سعید بقلم خود۔
 ابو العلاء سے مروی ہے کہ میں سوق الابل (بازار اشتر) میں مطرف کے ہمراہ تھا کہ ایک اعرابی ایک چمڑے کا ٹکڑا یا چرمی توشہ دان لایا اور کہا کہ اس کو کون پڑھے گا، یا یہ کہا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی شخص ہے جو اس کو پڑھ دے، میں نے کہا کہ میں پڑھ دوں گا۔ اس نے کہا کہ اس کو لودہ

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے تحریر فرمایا ہے لکھا تھا کہ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، محمد بنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے
 بنی زہیر بن اقیقش کے لئے جو قبیلہ عقیل کی ایک شاخ ہے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ
 "لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ" کی شہادت دیں مشرکین سے جدا
 ہو جائیں، غنائم میں تمس کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عام حصے اور
 خاص حصے کا اقرار کریں تو ان لوگوں کو اللہ ورسول کی امان ہے۔ (لفظ)
 بعض لوگوں نے ان اعرابی سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے؟ اگر سنی ہے تو ہم لوگوں سے بیان کیجئے
 انہوں نے کہا کہ ہاں (سنی ہے)۔ لوگوں نے کہا کہ خدا آپ پر رحمت کرے
 ہم سے بیان کیجئے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس سے خوش ہو کہ
 پہننے کا اکثر کینہ چلا جائے تو وہ ماہ رمضان میں اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرے
 بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنی ہے!

انہوں نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ اندیشہ کرتے ہو کہ میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہوں۔ واللہ میں آج سے تم لوگوں سے
 کوئی حدیث نہ بیان کروں گا۔

لوط بن یحییٰ الازدی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ابو ظبیان الازدی کو جو قبیلہ غامد کے تھے اور ان کی قوم کو ایک نسرمان میں
 دعوت اسلام تحریر فرمائی، انہوں نے اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ جو
 کے میں تھے اس کو قبول کر لیا۔ جن میں مخنف و عبد اللہ و زبیر فرزندان سلیم
 و عبد شمس بن عقیف بن زہیر بھی تھے، یہ لوگ مکے میں تھے مدینہ میں آئے
 پاس ابن الحن بن المرقع و جندب بن زبیر و جندب بن کعب حاضر ہوئے بعد کو
 چالیس آدمیوں کے ہمراہ انہم آئے جو قبیلہ منقل کے تھے، مکے میں آپ کے
 پاس چالیس آدمی آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ظبیان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا تھا،

انھوں نے آپ کی صحبت بھی پائی اور عمر بن الخطاب کا زمانہ بھی پایا۔
 جمیل بن مرشد سے مروی ہے کہ ایک شخص قوم احنسین میں سے جن کا
 نام حبیب بن عمرو تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپ نے
 انھیں ایک فرمان تحریر فرمادیا کہ ”یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کی جانب سے حبیب بن عمرو برداراجا اور ان کی قوم کے اس شخص کے لئے ہے جو
 اسلام لائے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ ان کا مال اور ان کا پانی (کنواں)
 انہیں کا ہے نہ ان پر اس کے شہری (مال) میں کچھ نہ اس کے صحرائی میں،
 اس پر اللہ کا عہد اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔

قبیلہ رطلے کے بنی نختہ میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ ولید بن
 جابر بن ظالم بن حارثہ بن عثاب بن ابی حارثہ بن جدی بن تدول بن بختہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اسلام لائے آپ نے انھیں ایک فرمان تحریر فرمایا
 جو انجلیب میں ان کے متعلقین کے پاس ہے۔

۳۱ زہری وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عبد اللہ بن عوسجہ العرنی کے ہمراہ سمعان بن عمرو بن قریظ بن عبید بن ابی بکر بن
 کلاب کے نام فرمان تحریر فرما کر بھیجا، انھوں نے آپ کے فرمان کا اپنے ڈول میں
 رقعہ (یعنی پیوند) لگا دیا، ان لوگوں کو (اسی لئے) بنو الرائق کہا جاتا ہے،
 سمعان اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے
 اور (حسب ذیل شعر) کہا۔

أَقْلِنِي كَمَا أَمَنْتَ وَرَدَا لَمْ أَلِكْ ۝ بَأْسُوا ذُنُبًا إِذَا تَيْتَكَ مِنْ وَرْدِ

(مجھے بھی معافی دیجئے جیسا کہ آپ نے ورد کو پناہ دی، جب میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا تو ورد سے زیادہ
 گنہگار نہیں ہوں)

ابو اسحاق الہمدانی سے مروی ہے کہ عرنی ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا فرمان لائے (جو چمڑے پر تحریر تھا)۔ انھوں نے (ازراہ انکار
 و گستاخی) اپنے ڈول میں آپ کے فرمان کا پیوند لگا دیا تو ان سے ان کی بیٹی نے

کہا کہ میرا خیال ہے تم پر کوئی بڑی مصیبت آئے گی، تمہارے پاس سید العرب کا فرمان آیا اور تم نے اپنے ڈول میں اس کا پونڈ لگا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لشکر ان کے پاس سے گزرا اور ان لوگوں نے ان کی ہر چیز کو تباہ کر دیا۔ پھر وہ اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپ کو (اس واقعے کی) خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جو مال مسلمانوں کے تقسیم کرنے سے پہلے تم ہالوتو تمہیں اس کے زیادہ مستحق ہو۔

ناہل بن عمرو الجذامی سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی روم کی جانب سے عمان ملک بلقاء یا معان پر حال مقرر تھے، وہ اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا اسلام لکھا، اس کو اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ جن کا نام مسعود بن سعد تھا بھیجا، آپ کی خدمت میں ایک سفید مادہ خچر اور گھوڑا اور گدھا اور نرم کپڑے اور سندس کی (ریشمی) قباع جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بھیجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر فرمایا کہ۔

منجانب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بنام فروہ بن عمرو۔ ابا بعد۔ ہمارے پاس تمہارے قاصد آئے جو کچھ تم نے بھیجا تھا انہوں نے پہنچا دیا، تمہارے حالات کی ہمیں خبر دی، تمہارے اسلام کا ثرہ سنایا۔ اور یہ سبھی کہ اللہ نے تمہیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا، اگر تم نیکی کرو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو (تو تمہارے لئے بہتر ہے) آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے ان کے قاصد مسعود بن سعد کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (بطور انعام) دی۔

شاہ روم کو فروہ کے اسلام کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے انہیں بلایا اور کہا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ تو ہم تم کو یاد شاہ بنا دیں گے انہوں نے کہا کہ میں دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ترک نہ کروں گا، تو بھی جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ہی کے متعلق بشارت دی ہے، لیکن تو اپنی

سلطنت کی وجہ سے دریغ کرتا ہے۔
 مگر اس نے انھیں قید کر دیا، پھر قید سے نکال کر قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔
 بنی سدوس کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بکر بن وائل کو تحریر فرمایا: اے بعد۔ اسلام لاؤ تو سلامت رہو گے، قتادہ نے کہا کہ
 لوگوں کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پڑھتا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بنی
 ضبیقہ بن ربیعہ کا کوئی شخص آیا اس نے پڑھا (اسی لئے) یہ لوگ بنی الکاتب
 کہلاتے ہیں جو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو ان لوگوں کے
 پاس لائے تھے وہ طیبان بن مرثد السدوسی تھے۔

۳۲

عبداللہ بن یحییٰ بن سلمان سے مروی ہے کہ مجھے سعید بن عدا کے
 ایک فرزند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان دکھایا (جو یہ تھا) کہ
 تم نبیائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام السعید بن عدا۔ میں نے تمہیں
 (مقام) الرجیح کا محافظ بنایا اور مسافر کی رچی ہوئی اشیاء تمہارے لئے کر دیں۔
 زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حزمیر کے
 حارث و مسروح و نعیم بن عبد کلال کے نام تحریر فرمایا کہ تم لوگوں سے صلح ہے
 جب تک تمہارا ایمان اللہ اور رسول اللہ پر ہے اور یہ کہ اللہ واحد ہے جس کا کوئی شریک
 نہیں اس نے موتی کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور عیسیٰ کو (بغیر باپ کے
 محض) اپنے کلمات (قدرت) سے پیدا کیا۔ یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کے
 فرزند ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں کا تیسرا ہے عیسیٰ
 اللہ کے فرزند ہیں

یہ فرمان آپ نے عیاش بن ابی ربیعہ المنزومی کے ہمراہ بھیجا۔ اور فرمایا کہ
 جب تم ان کے ملک میں جانا تو تا وقتیکہ صبح ہو جائے ہرگز ہرگز داخل نہونا (جب
 صبح ہو جائے تو) وضو کرنا اور اچھی طرح کرنا، دو رکعت نماز پڑھنا، اللہ سے
 کامیابی و قبول کی دعا کرنا، اللہ سے پناہ مانگنا، میرا فرمان داپنے ہاتھ میں لینا
 اپنے داپنے ہاتھ سے ان لوگوں کے داپنے ہاتھوں میں دینا تو وہ لوگ
 قبول کر لیں گے۔

انھیں ”لم یکن الذین کفروا من اهل الكتاب والمشرکین منفلکین“ پڑھ کر سنانا جب اس سے فارغ ہونا تو کہنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائے اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ پھر ہرگز کوئی حجت تمہارے سامنے نہ آئے گی جو باطل نہو جائے، نہ کوئی باطل سے آراستہ کی ہوئی کتاب آئے گی جس کا فوراً نہ جاتا رہے،

وہ لوگ تمہیں پڑھ کر سنائیں گے مگر جب وہ عجمی زبان میں باتیں کریں تو کہنا کہ ترجمہ کرو۔ اور کہنا ”حسبى الله امنت بما انزل الله من کتاب و امرت لاعدل بینکم الله ربنا وربکم لنا اعمالنا و لکم اعمالکم لا حجة بیننا و بینکم۔ الله یجمع بیننا و الیہ المصیر۔“ مجھے اللہ کافی ہے۔ اللہ نے جو کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان عدل کروں، اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہمارے تمہارے درمیان کوئی حجت نہیں، اللہ ہمیں (سب کو قیامت میں) جمع کر دے گا اور اسی کے پاس واپس جانا ہے جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے وہ تینوں چھڑیاں مانگنا کہ جب وہ انھیں حاضر کرتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں، وہ بول کی ہیں ایک چھڑی پر رنگا جمنی طلع ہے ایک چھڑی ایسی گانٹھوں والی ہے کہ بانس کی معلوم ہوتی ہے تیرہ ایسی خالص میاہ ہے کہ وہ ساسیم (شیشم) معلوم ہوتی ہے۔ انھیں بانس کا لکڑا بازار میں جلا دینا۔

عیاش نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا تھا میں وہی کرتا ہوا روانہ ہوا جب میں داخل ہوا تو لوگ اپنے زینت کے لباس پہننے ہوئے تھے، میں گدرا تا کہ ان لوگوں کو دیکھوں یہاں تک کہ میں بڑے بڑے پرول تک پہنچا جو مکان کے تین دروازوں پر پڑے ہوئے تھے، میں درمیانی دروازے میں داخل ہوا، ایک قوم کے پاس پہنچ گیا جو صحن مکان میں تھی، میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں میں نے دہی کیا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، ان لوگوں نے قبول کر لیا

اور ایسا ہی ہوا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔
 اہل علم نے پہلی ہی سند سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عبد القیس کے نام تحریر فرمایا: منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 بنام اکبر بن عبد القیس۔ ان لوگوں کو ان فسادوں پر جو زمانہ جاہلیت میں برپا کئے
 اللہ و رسول کی امان ہے، ان پر بھی اپنے عہد کا پورا کرنا لازم ہے، انھیں یہ حق
 ہے کہ ان کو رسوا کرنے کے راستے سے نہ روکا جائے گا۔ نہ بارش کے (جمع شدہ)
 پانی سے روکا جائے گا، نہ پھلوں کی تیاری کے وقت منع کیا جائے گا۔

علاء بن الحضرمی اس مقام کے بحر و بر قبائل، انہار اور جو اس سے
 پیدا ہوا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہیں، اہل بھون ظلم کے موقع پر
 ان کے حامی ظالم کے معاملے میں ان کے مددگار اور جنگوں میں ان کے
 معاون ہیں۔ ان لوگوں پر اس کے متعلق اللہ کا عہد و میثاق ہے۔ نہ وہ کسی قول کو
 بدلیں اور نہ جدائی کا ارادہ کریں۔

مسلمانوں کے لشکر پر ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کرنا، حکم میں
 عدل کرنا، جہاد کی روانگی میں میانہ روی کا خیال رکھنا لازم ہے، یہ حکم ہے
 جس کی فریقین میں کوئی تبدیل نہ ہوگی، اللہ و رسول ان لوگوں پر گواہ ہیں۔
 اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موت کے
 معززین و رؤساء کے نام فرامین بھیجے۔ آپ نے زرعہ، قہد، البستی، البجیری،
 عبد کلال، ربیعہ و حجر کے نام فرمان تحریر فرمائے۔
 شاعران میں سے بعض رؤساء کی مدح میں کہتا ہے۔

الا ان خیر الناس کلہم قہد و عبد کلال خیر سائرہم بعد
 (خبردار ہو کہ تم لوگوں میں سے بہتر قبیلے ہیں، ان کے بعد بقیہ لوگوں میں سے بہتر عبد کلال ہیں)
 ایک دوسرا شاعر زرعہ کی مدح میں کہتا ہے۔
 الا ان خیر الناس بعد محمد
 (خبردار ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر زرعہ ہیں، اگرچہ بجمیری اسلام لاکچے ہیں)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاثہ بن فرۃ الدلی
رئیس السماوہ کے نام فرمان تحریر فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ آپ نے عذرہ کے نام بڑی پرستحیرہ فرمایا اُسے
بنی عذرہ ہی کے ایک شخص کے ہمراہ بھیجا، مگر اُس پروردین مرداس نے جو پیغمبر
کے بنی سعد کے ایک فرد تھے دراز دستگی اور توڑ ڈالا، اسلام لے آئے اور
زید بن حارثہ کے ساتھ غزوہ وادی القریٰ میں یاغزوۃ القردہ میں شہید ہو گئے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطرف بن
الکاهن الباہلی کے لئے تحریر فرمایا کہ ”یہ فرمان منجانب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مطرف بن الکاهن اور قبیلہ باہلہ کے ساکنان بیشہ کے لئے ہے“
جو شخص بالکل ناقابل زراعت زمین کو قابل زراعت بنائے گا جس میں
مواشی اور اونٹوں کے گلے بٹھائے جاتے ہیں تو وہ اُسی کی ہو جائے گی۔ ان
لوگوں کے ذمے ہر تیس گائے پر ایک پوری عمر کی گائے ہر چالیس بھینٹ پر
ایک سال بھری بھینٹ ہر پچاس اونٹ پر ایک شش سالہ اونٹ واجب ہے
زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کی چراگاہ کے علاوہ کہیں اور
زکوٰۃ وصول کرے یہ سب امان الہی میں محفوظ ہیں۔“

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ باہلہ کے
نہشل بن مالک الوائلی کے لئے تحریر فرمایا کہ ”بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ يَا نَسْرَانِ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نہشل بن مالک اور بنی وائل
کے ان ہمراہیوں کے لئے ہے جو اسلام لائے نماز قائم کرے زکوٰۃ دے
اللہ ورسول کی اطاعت کرے مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی کا
حصہ ادا کرے اپنے اسلام پر گواہی دے مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ
کی امان میں ہے“ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسے ہر قسم کے ظلم سے
بچائیں گے، ان لوگوں کا یہ حق ہے کہ نہ ان کو جلا وطن کیا جائے نہ ان سے
عشر پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے، ان کا عامل انہیں میں سے
ہوگا۔ بقلم عثمان بن عفان۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیف کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ آنحضرت نے جو کچھ ان لوگوں کے لئے تحریر فرمادیا اس کی ذمہ داری اللہ اور محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہے۔ بقلم خالد بن سعید۔ گواہ شد۔ حسن و حسین۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان نبیر بن خرشہ کے حوالے کر دیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد تقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ان کے لئے وج (علاقہ طائف کے ایک گاؤں)

کو حرم بنا دیں (یعنی وہاں کا شکار وغیرہ حرام فرمادیں) آپ نے ان کے لئے

تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسلمانوں کے نام ہے کہ وج کے عضائے (خار و درخت) قطع نہ کئے جائیں اور نہ وہاں

شکار کیا جائے۔ جو اس کا مرتکب ہوگا۔ اسے گرفتار کر کے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس پہنچایا جائے گا یہ نبی محمد بن عبد اللہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا حکم ہے راقم خالد بن سعید بحکم نبی محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا ہے کوئی شخص ہرگز اس سے نہ بڑھے

اور نہ اپنے اور ظلم کرے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن سفیان الرعلی

کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے سعید بن سفیان الرعلی کو السوارقیہ کا کبچور کا باغ عطا فرمایا۔ اس میں کوئی

ان سے مزاحمت نہ کرے جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا، اور حق

انھیں کا ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن فرقد کے لئے

تحریر فرمایا کہ یہ اس بات کی دستاویز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن فرقد کو

کے میں مکان کی زمین دی تاکہ وہ اسے مردہ کے متصل تعمیر کر لیں، کوئی

ان سے مزاحمت نہ کرے جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا حق انھیں کا

ہوگا۔ بقلم معاویہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک اسلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اہل لہجہ کی دستاویز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات الخناظلی و ذات الاسود کے درمیان قطعہ عطا فرمایا ہے۔ گواہ شدہ علی بن ابی طالب و حاطب بن ابی بلتعہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ کلب کے نبی جناب کے لئے تحریر فرمایا کہ "یہ فرمان محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے نبی جناب اور ان کے حلیفوں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، ایمان کو مضبوط کرنے اور عہد کے پورا کرنے میں ان لوگوں کے مددگار ہیں۔ اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ چھوٹی ہوئی (بغیر چرواہے کے) چرنے والی بکریوں پر ہر پانچ بکری میں ایک بے عیب بکری دیں، ہار بردار غلہ لادنے والے جانوروں پر بھی، راستہ بھولنے والے جانور انھیں کے لئے ہوں گے، وہ زمین بھی جس کی آبپاشی نہر اور بارش سے ہوتی ہے۔ امین کو اس کے متعلق وظیفہ ملے گا، ان لوگوں پر اس سے زیادہ نہ کیا جائے گا۔ گواہ شدہ سعد بن عبادہ و عبد اللہ بن اُمیس و وحیہ بن خلیفۃ الکلبی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے مہری بن الابيض کے لیے ہے۔ کہ خاندان مہرہ کے مومنین فنانہ کے جائیں گے اور نہ ان پر حملہ کیا جائے گا ورنہ ان سے جنگ کی جائے گی، ان لوگوں کے ذمے شرائع اسلام کا قائم کرنا ہے۔ جو اس عہد کو بدلے گا تو (گویا) وہ اللہ سے جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو وہ اللہ و رسول کی ذمہ داری میں ہوگا، گری پڑی چیز ادا کرنا ہوگی اور مویشی کو پانی پلانا ہوگا۔ خونریزی بد کلامی اور نافرمانی بری بات ہے۔ یعلم محمد بن مسلمۃ الانصاری۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشم کے لئے تحریر فرمایا کہ خشم کے جو لوگ (مقام) ہمیشہ اور اس کے دیہات میں مقیم ہیں ان کے لئے یہ ہے کہ تم لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں جو خون کیا ہے وہ تم سے معاف ہے،

تم میں سے جو اسلام لائے خواہ خوشی سے یا ناگواری سے، اس کے قبضے میں نرم یا سخت زمین کا کوئی کھیت ہے جو بارش سے سیراب ہوتا ہے یا اس کی آبپاشی چشمے سے ہوتی ہے اور وہ (کھیت) بغیر قحط سالی و خشک سالی کے سرسبز و شاداب ہو گیا تو اس کو مواشی چرانے اور اس کے کھانے کا حق ہے اور ان لوگوں کے ذمے ہر جاری پانی (والے کھیت) میں دسواں حصہ اور ہر پے سے سیراب ہونے والے کھیت) میں بیسواں حصہ ہے۔ گواہ شد۔

۲۵

جریر بن عبد اللہ و حاضرین۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد ثمالہ و اٹھان کے لئے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ساحل کے رہنے والوں اور اس اندرونی علاقے کے رہنے والوں کے لئے ہے جو صلوات و عمارت کے متصل ہے کہ ان لوگوں کے ذمے کچھ حصے باغوں پر ہونے والا ہے نہ سیمانہ کہ ہمیشہ اسی پر عمل ہو اور وہی ان سے وصول کیا جائے اور لوگوں کے ذمے ہر دس (سوا) میں ایک و سق ہے اس صحیفے کے کاتب ثابت بن قیس بن شماس ہیں اور شاہد سعد بن عبادہ و محمد بن مسلمہ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اند کے بارق کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بارق کے لئے ہے کہ نہ تو بارق کے بے اجازت ان لوگوں کے چلے قطع کیے جائیں اور نہ ان کی فصل و بیع یا فصل خریف کی چراگاہوں میں جانور چرائے جائیں جو مسلمان ان لوگوں کے پاس کسی ایسے مقام پر گزرے کہ چراگاہ نہ ہو یا ایسی شوزمین سے گزرے جہاں اپنا اونٹ چھوڑ دے اور وہ وہاں سے بقدر ضرورت چولے تو اس کی تین دن کی مہانداری (ان لوگوں کے ذمے) ہوگی جب ان لوگوں کے چلے پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرجے پڑے پھلوں کا حق ہو گا جو اسے شکم سیر کر دیں بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ اسے لا کر لے جائے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائل بن حجر کے لئے

تحریر فرمایا۔ جب انھوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ مجھے میری قوم کے نام ایک فرمان تحریر فرما دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے معاویہ کا اختیار روڈ ساء کے نام لکھ دو کہ وہ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، زکوٰۃ باہر چرنے والے مویشی اولاد کے ساتھ کے گھر میں رہنے والے مویشی پر ہے۔

مالک کو جائز نہیں کہ وہ دھوکا دے اور جانوروں کو (حساب کے وقت) ہنکا دے (وصول کرنے والے کو) مناسب نہیں کہ رسی باندھ کر بولے اور (اپنے پڑاؤ پر) جانوروں کو منگوائے، (مالک کو) بھی جائز نہیں کہ آپہنچش کرے (یعنی بھول کر یہ لازم ہے کہ جہاں جانور چر رہے ہوں وہیں جا کر شمار کر کے صدقے کا حساب کرے یہ نکرے کہ اپنے پڑاؤ پر جانوروں کو منگائے اور مالک مویشی کو لازم ہے کہ وہ انھیں چھپانے کی کوشش نہ کرے) اور ان لوگوں پر مسلمانوں کے لشکروں کی مدد کرنا واجب ہے۔ ہر ایک دس پر بقدر ایک اونٹنی کے بوجھ کے ہے، جس (محصّل) نے باج لیا اس نے زیادہ ستانی کی۔

وائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے اس زمین (کی معافی) کے متعلق بھی تحریر فرما دیجئے جو زمانہ جاہلیت میں میری تھی، رؤسائے قبیلہ حمیر و رؤسائے حضرموت نے وائل کے موافق شہادت دی۔ (کہ یہ زمین ان کی تھی)۔ آپ نے ان کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد بنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے وائل بن حجر رئیس حضرموت کے لئے ہے یہ اس لئے ہے کہ تم اسلام لے آئے، جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے ہی لیے مخصوص کر دیئے تم سے (بطور زکوٰۃ) ہر دس میں سے ایک لیا جائے گا جس میں دو صاحب عدل غور کریں گے، میں نے تمہارے لئے یہ بھی کر دیا کہ اس میں تم پر ظلم نہ کیا جائے گا جب تک یہ دین قائم ہے اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین اس پر مددگار ہیں۔

اہل علم نے کہلے کہ قبیلہ کندہ کے اشعث وغیرہ نے حضرموت کی ایک وادی کے بارے میں وائل بن حجر سے جھگڑا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یاس اس کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ اہل بن حجر کے موافق تحریر فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بنجران کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اہل بنجران کے لئے ہے کہ ان لوگوں پر (حسب ذیل طریقے پر) آپ کے حکم کی پابندی لازم ہوگی ہرزرد یا سفید یا سیاہ بھیل میں یا غلام کے باب میں حکم نبوی پر عمل کریں گے، لیکن آنحضرت نے ان پر یہ کمرست کی کہ:

یہ سب محصول دو ہزار حلقے کے عوض میں چھوڑ دیا جائے گا جو اوقیہ کے حساب سے ہوں گے۔

۳۶ ہر رجب میں ایک ہزار حلقے واجب الادا ہوں گے، اسی طرح ہر صفر میں ایک ہزار واجب الادا ہوں گے، ہر حذہ اوقیہ کے حساب سے ہوگا جو زیادہ ہوں یا اوقیہ سے کم ہوں و حساب سے بے جائیں گے۔

ان کے قبضے کی جو زر نہیں یا گھوڑے یا اونٹ یا اسباب ان سے لے لیے جائیں گے وہ بھی حساب سے ہوگا اور بنجران کے ذمے بیس روز تک اور اس سے کم کی میرے قاصدوں کی ہمانداری ہے۔ اور میرے قاصدوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے (یعنی جب وہ وصول کرنے جائیں تو انھیں ایک ماہ کے اندر اندر خارج دیکے رخصت کرنا ہوگا)۔

جب یمن میں جنگ ہو تو اہل بنجران کے ذمے میرے قاصدوں کو تیس زرہ تیس گھوڑے اور تیس اونٹ بطور عاریت دینے ہوں گے۔

میرے قاصد جو زرہ گھوڑے اور اونٹ بطور عاریت لیں اُس میں سے جو چیز فنا ہو جائے اُس کا تاوان میرے قاصد پر ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اُسے ان لوگوں کو ادا کر دے،

اہل بنجران اور ان کے قرب و جوار کے لئے ان کی جان مذہب ملک و مال حاضر و غائب ان کے معابد و عبادات، اللہ کی پناہ اور محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری میں ہیں نہ تو ان کے کسی استغف کو تبیل

کیا جائے گا، نہ کسی راہب (عیسائی تارک دنیا) کو اس کی رہبائیت سے اور نہ کسی واقف (تارک جنگ) کو اس کی وقفائیت سے،

اس قلیل یا کثیر مقدار میں کوئی تبدل و تغیر کیا جائے گا جو ان لوگوں کے قبضے میں ہے، سو دسے لیں دین کا کوئی حق نہو گا نہ زمانہ جاہلیت کے خون کے انتقام کا، ان میں سے جو کوئی حق کا مطالبہ کرے گا تو ان کے درمیان انصاف کیا جائے گا، نہ تو ظلم کیا جائے گا اور نہ بخشش انیسویں پر ظلم سہا جائے گا، جس نے سابق میں سود کھایا تو اس سے بری الذمہ ہوں، دوسرے کے ظلم میں ان لوگوں سے مواخذہ نہو گا۔

جو کچھ اس فرمان میں مذکور ہے اس پر ہمیشہ کے لئے اللہ کی پناہ اور محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے، بشرطیکہ یہ لوگ بلا جبر و اکراہ اپنی ذمہ داری میں نیکی و خیر خواہی کریں۔

گواہ شد۔ ابوسفیان بن حرب و غیلان بن عمرو و مالک بن عوف النصری و اقرع ابن حابس و مستورد بن عمرو و برادر بنی و مغیرہ بن شعبہ و عامر مولا شے ابی بکرؓ۔

اہلِ دومہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر کے لئے جو تحریر فرمایا وہ یہی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ شیخ فرمان لائے تو میں نے اُسے پڑھا، ان سے لیلیا، مضمون یہ تھا، آپ نے یہ فرمان اُس وقت تحریر فرمایا تھا جب اکیدر نے اسلام کو قبول کر لیا اور سیف اللہ خالد بن الولید کے ہمراہ دومتہ ابجدل اور اُس کے اطراف میں بتوں اور اصنام کو اکھیڑ پھینکا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یہ فرمان اکیدر کے لئے ہے چھوٹے چھوٹے تالابوں کے کنارے کی زمین بغیر بوعزین و وہ زمین جس کی حد بندی ہے، وہ زمین جس کی حد بندی نہیں کی گئی ہے، زرہ، ہتھیار، باؤلی اور قلعہ اکیدر کے لئے ہے، تم لوگوں کے لئے کھجور کے تنے، آبادی کا جاری پانی ہے۔

خمس ادا کرنے کے بعد تمہارے مواہشی کو چراگاہ سے نہ مٹایا جائے گا، نہ تمہارے ان مواہشی کو شمار کیا جائے گا جن میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ تمہیں گھاس سے

نذر دکا جائے گا، تم سے سوائے ان کچھ کے دزخوں کے جو اچھی طرح جڑ پکڑ چکے ہیں اور کسی سے عشر (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) نہیں لیا جائے گا۔ نماز کو اُس کے وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ کو اُس کے حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔
تم پر اس عہد و پیمان کی پابندی لازم ہوگی اس سے تمہاری سچائی اور وفاداری کا ثبوت ملے گا، اللہ اور حاضرین مسلمین اس پر گواہ ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ دو مہ و ایلہ و تیمار کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ مسلم عرب اسلام لے آیا تو انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوف پیدا ہوا (اس پلان کی تسلی کے لئے یہ فرمان تحریر فرمایا)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یحییٰ بن رومیہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے یہ ایلہ کے پادشاہ تھے، انھیں اندیشہ ہوا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بھی (لشکر) نہ بھیجیں جس طرح آپ نے اکیدر کے پاس بھیج دیا تھا، یحییٰ آئے تو ان کے ہمراہ اہل شام، اہل یمن و اہل بحر بھی تھے، کچھ لوگ جرہ و ادوح کے بھی تھے۔

آپ نے ان لوگوں سے مصالحت فرمائی ایک مہینہ جرہ یہ مقرر فرمادیا اور ان کے لئے یہ فرمان تحریر فرمادیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ امن نامہ اللہ اور محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے یحییٰ بن رومیہ اور اہل ایلہ کے لئے ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے ہے جو بحر و بر میں ہیں، ان لوگوں کے لئے اور ان اہل شام و اہل یمن و اہل بحر کے لئے جو ان کے ہمراہ ہیں اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے، جو کوئی (اس عہد کے خلاف) نئی بات کرے گا تو اس کا مال اُس کی جان کو نہ بچا سکے گا، وہ اُس شخص کے لئے حلال ہوگا جو اس کو ایلہ (یعنی اسس) پر عمل کرے، یہ بھی حلال ہوگا کہ یہ لوگ جس پانی (کے کنوئیں) پر اترتے ہیں اس سے روکیں (کہ اور کوئی نہ پھرے) اور نہ نشکی و تری کے اُس راستے کو جس کا وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں۔

یہ فرمان جہیم بن الصلت و شرییل بن حسنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم سے لکھا۔

عبدالرحمن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز یحییٰ بن ربیعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے ان کے بدن پر سونے کی صلیب دیکھی جو ان کی پیشانی پر بندھی ہوئی تھی، جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ دست بستہ کھڑے ہو گئے اور اپنے سر سے (تعلیم و سلام کا) اشارہ کیا، انہی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا کہ اپنا سر اٹھاؤ، آپ نے اسی روز ان سے مصالحت کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مینہ چادر اڑھائی اور بلال کے پاس ٹھیرانے کا حکم دیا، جس روز اکیدر کو خالد لائے تو میں نے انہیں بھی اس کیفیت سے دیکھا تھا کہ ان کے بدن پر سونے کی صلیب تھی اور وہ ریشمی لباس پہنتے تھے۔

اس کے بعد پھر اول مضمون کی طرف عود کیا جاتا ہے کہ محمد بن عمر نے کہا، میں نے اہل اذرح کا فرمان لکھ لیا، اس میں یہ مضمون تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اہل اذرح کے لئے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں، ان پر ہر رجب میں سو دینار کھرے پورے پورے واجب الادا ہوں گے، مومنین کے ساتھ خیر خواہی و احسان کرنے سے اللہ ان لوگوں کا فیصل ہوگا، مومنین میں سے جو شخص خوف و تعزیر کی وجہ سے ان لوگوں کے پاس پناہ لے جب کہ ان لوگوں کو مومنین پر اندیشہ ہو (تو اس حالت میں پناہ دینے اور احسان کرنے سے بھی اللہ کی فیصل ہوگا)۔ یہ لوگ اس وقت تک امان میں ہیں جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (بغرض جنگ) روانگی سے پہلے تک ان سے بیان نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلمہ پر جو تین سو تھے تین سو دینار سالانہ جزیہ مقرر فرمایا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جربا و اہل اذرح

کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اہل جہاد و فوج کے لئے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں ان کے ذمے ہر جب میں (بطور جزئیہ) سو دینار ہیں جو اچھے اور پورے ہوں اللہ ان کا کفیل ہے۔

۳۸

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل تمنا کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں ان پر (بطور جزئیہ) ان کے کاتے ہوئے سوت اور کپڑے کا اور ان کے پھلوں کا چوتھائی حصہ ہے۔

صالح سواٹے تو وہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل تمنا سے ان کے چوتھائی کتے ہوئے سوت اور چوتھائی پھلوں کے لینے پر صلح فرمائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اہل تمنا یہودی تھے جو ساحل بحر پر رہتے تھے اور اہل جہاد و فوج بھی یہودی تھے۔

وفد عرب

وفد مزینہ

کثیر بن عبد اللہ المزینی نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے ولدا سے روایت کی کہ قبیلہ مُضَرَ کا سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مزینہ کے چار سوا آدمیوں پر مشتمل تھا یہ وفد جب ہجرت میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکانوں میں رہنے ہی کو

ہجرت قرار دیا کہ تم لوگ جہاں رہو مہاجر ہو، لہذا تم لوگ اپنے مال و متاع کی جانب واپس جاؤ، وہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ابو عبد الرحمن العجمانی سے مروی ہے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں خزاعی بن عبد بنم بھی تھے، انھوں نے اپنی قوم مزینہ پر آپ سے بیعت کی، ان میں سے دس آدمی ساتھ آئے جن میں بلال بن الحارث، نعمان بن مقرن، ابو اسما، اسامہ، عبید اللہ بن بردہ، عبد اللہ بن درہ و بشر بن المختفر بھی تھے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ایک دوسرے راوی نے بیان کیا کہ ان میں دو کین بن سعید و عمرو بن عوف بھی تھے۔

مثنیٰ نے کہا کہ پھر خزاعی اپنی قوم کی جانب روانہ ہو گئے مگر انھوں نے ان لوگوں کی وہ کیفیت نہیں پائی جیسا ان کا خیال تھا، وہ مقیم ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو بلایا اور فرمایا کہ خزاعی کا ذکر کرو اور ان کی ہجو نکو، حسان بن ثابت نے کہا۔

الا ابلغ خزا عیاد سولا
خبردار۔ خزاعی کے پاس قاصد بھیج دے

بان الذم یغسلہ الوفاء
کہ وفاداری مذمت کو دھو دیتی ہے

وانک خیر عثمان بن عمرو
تم عثمان بن عمرو (کی اولاد) میں سب سے بہتر ہو، جب خوبی و بلندی کا ذکر کیا جائے تو ان سب میں زیادہ بلند و خوبتر ہو۔

ویا بیعت الرسول وکان خیلاً
تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور وہ خیر تھی جو خیر کی طرف پہنچ گئی اور تمہیں ثروت نے پہنچا دیا۔

فما یجزک او مالا نطقه
من الاشیاء لا تعجز عداہ

۳۹

تم کو عاجز نہ کرے یا جن اشیاء کی تم کو طاقت نہیں ہے اُس سے قوم عدا، عاجز نہ ہو۔
 خزاعی اٹھ کھڑے ہوئے، اور کہا کہ اے قوم، ان بزرگ کے شاعر نے
 تم کو خاص کیا، لہذا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، ان لوگوں نے کہا کہ
 ہم تم پر اعتراض نہ کریں گے، وہ سب لوگ اسلام لائے اور بطور وفد نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مزینہ کا جنتنا
 خزاعی کو دیا، اُس روز وہ ایک ہزار آدمی تھے۔ وہ (خزاعی) عبداللہ بن الفضل
 کے والد معقل کے بھائی اور عبداللہ ذی الجہادین کے بھائی تھے۔

www.KitaboSunnat.com

(۲) وفاد

ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابتداء میں
 بنی اسد بن خزیمہ کے دس گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر
 ہوئے۔ جن میں حضرمی بن عامر، ضرار بن الازور، وابصہ بن معبد، نقادہ بن العافت
 سلمہ بن جیش، طلحہ بن خویلد، نقادہ بن عبداللہ بن خلف بھی تھے۔
 حضرمی بن عامر نے کہا کہ ہم لوگ سخت تاریک شب اور سخت خشک سالی
 میں سفر کر کے آپ کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپ نے ہمارے پاس کوئی لشکر
 نہیں بھیجا، انھیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "يَهْمَتُونَ عَلَيْنَا
 اِنْ اَسْلَمُوا لَكُمْ يَهْمَتُونَ عَلَيْنَا" ان لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں آپ
 کہہ دیجئے کہ اللہ احسان جتاتا ہے کہ اُس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کر دی۔
 ان لوگوں کے ہمراہ بنی الزینہ کی بھی ایک قوم تھی جو مالک بن مالک بن
 ثعلبہ بن دودان بن اسد کی اولاد تھے ان لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ تم لوگ الرشدہ کی اولاد ہو۔۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم مثل اولاد
 محولہ کے نہیں ہیں یعنی مثل عبداللہ بن غطفان کے نہیں ہیں۔

بنی مالک بن مالک کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقادہ بن عبد اللہ بن خلف بن عمیرہ بن مری بن سعد بن مالک الاسدی سے فرمایا کہ اے نقادہ میرے لئے ایک ایسی اونٹنی تلاش کرو جو دودھ بھی دے اور سواری کا کام بھی دے اُسے کچے سے جدا کرنا۔ انھوں نے اپنے جانوروں میں تلاشیں کئی مگر کوئی نہ ملی، البتہ اپنے چچا زاد بھائی کے پاس بانی جن کا نام سان بن نطفیہ تھا، وہ اونٹنی منگائی اور نقادہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آنحضرت نے اُس کے تھن چھوئے اور نقادہ کو بلایا، انھوں نے اُس کا دودھ دوہ لیا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا فرمایا کہ اے نقادہ دودھ کا وہ حصہ چھوڑ دو جس سے دوبارہ دودھ اُترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا، اصحاب کو پلایا، نقادہ کو اپنا بچا ہوا دیا، اور فرمایا کہ ”اے اللہ اس اونٹنی کو اور اس شخص کو جس نے اُسے دیا ہے برکت دے۔“ نقادہ نے کہا ”یا نبی اللہ اور اس شخص کو جو اُسے لایا ہے۔“ فرمایا اور اس شخص کو جو اُسے لایا ہے۔“

(۳) وفات تمیم

سعید بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن سفیان کو جن کو شحام العدوی بھی کہا جاتا تھا خزاعہ کے بنی کعب کے صدقات (وصول کرنے) پر (مامور فرما کر) بھیجا، بنی عمرو بن جندب بن العنبر ابن عمرو بن تمیم جوان (بنی کعب) کے اطراف میں اُترے ہوئے تھے آئے۔ خزاعہ نے اپنے مویشی زکوٰۃ کے لئے جمع کئے تو اس امر کو بنی تمیم نے

براجانا اور (زکوٰۃ سے) انکار کیا، کمانوں کی طرف بڑھے اور تلواریں نکال لیں
مُحَمَّدٌ زکوٰۃ (یعنی بشر بن سفیان) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
اور خیر دی، فرمایا کہ ان لوگوں (کی سرکوبی) کے لئے ہے کوئی عیینہ بن
بدر القزاری طیار ہو گئے۔

نبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پچاس عرب سواروں کے
ہمراہ جن میں نہ کوئی ہاجر تھا نہ انصاری بھیج دیا۔
ان لوگوں نے حملہ کیا، گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے
گرفتار کر لئے۔ اور انھیں مدینے گھسیٹ لائے۔

روسائے بنی تیمم کی ایک جماعت جو عطار بن حاجب زرقان بن بدر قیس
ابن عاصم قیس بن الحارث، نعیم بن سعد، اقرع بن حابس، ریاح بن الحارث، عمرو
ابن الاہتم، مشتعل تھی آئی، کہا جاتا ہے کہ ہمراہ اسی یا نوے آدمی تھے۔
یہ لوگ مسجد میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ بلال ظہر کی اذان کہہ چکے تھے
اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کے منتظر تھے۔

ان لوگوں نے عجلت کی اور آپ کی آمد میں دیر سمجھے تو پکارا کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے پاس تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
برآمد ہوئے، بلال نے اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز ظہر پڑھائی۔

لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے، اقرع نے کہا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم، مجھے اجازت دیجئے کیونکہ اللہ میری سعی موجب زینت ہے اور میری
مذمت عیب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دیا کہ تم نے جھوٹ کہا۔
یہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلے اور
بیٹھے گئے، ان لوگوں کے خطیب عطار بن حاجب نے تقریر کی، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو، انھوں نے
جواب دیا

ان لوگوں نے عرض کی کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے شاعر کو اجازت دیجئے۔ آپ نے انھیں (شعر سنانے کی) اجازت دی، زبرقان بن بدر اٹھے اور شعر پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو، انہوں نے ان کو انھیں کے سے اشعار میں جواب دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ آنحضرت کا خطیب (مقرر) ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑھا ہوا ہے اور یہ سب لوگ ہم سے زیادہ بردبار و حلیم ہیں۔ انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون“ (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن عاصم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اونٹ کے اون والوں کے سردار ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو واپس کر دیا اور ان لوگوں کے لئے بھی اسی طرح انعامات کا حکم دیا جس طرح آپ وفد کو انعام دیا کرتے تھے۔

بنی النجار کی ایک خاتون سے مروی ہے کہ میں اُس روز اس وفد کو دیکھ رہی تھی جو بلال سے اپنے انعامات کی سارٹ سے بارہ بارہ اوقیہ (چاندی) لے رہے تھے، میں نے ایک بچے کو دیکھا جس کو اُس روز انہوں نے پانچ اوقیہ دیئے، وہ ان میں سب سے چھوٹا تھا اور وہ عمرو بن الاہتم تھا۔

محمد بن جناح برادر بنی کعب بن عمرو بن تیمم سے مروی ہے کہ سفیان بن العذیل بن اسحاق بن مہاد بن مازن بن ذویب بن کعب بن عمرو بن تیمم بطور وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

ان کے بیٹے قیس نے کہا کہ اے میرے باپ مجھے بھی اپنے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے دیجئے انہوں نے کہا کہ ہم عنقریب واپس آجائیں گے (تو پھر دوبارہ چلنا)۔

تیمم بن قیس بن سفیان نے بیان کیا کہ ہمیں ایک شتر سوار نظر آیا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سنائی، ہم لوگ جھوڑیوں سے

نکل پڑے اور کہا کہ ہمارے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، میں نے یہ اشعار کہے۔ ۷

الابی الویل علی محمد قد کنت فی حیاتہ بمقعد

(خبردار۔ میری تباہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعے پر کہ میں آپ کی حیات میں بیٹھا رہا اور آپ کی زیارت نہ کی)

وفی امان من عدو معتدی

(میں ظالم دشمن سے بھی امن میں تھا)۔

راوی نے کہا کہ قیس بن سفیان بن العذیل کی وفات (ابوبکر صدیق کے زمانے میں علاء بن الحضرمی کے ہمراہ بحرین میں ہوئی ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔ ۷

فان یک قیس قدمضی لسبیلہ، فقد طاف قیس بالرسول ولما

داگر قیس اپنی راہ چلے گئے تو کیا مضائقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بھی تو قیس پھرے اور آنحضرت کو سلام بھی تو کیا)

(۴) وفد عبس

ابو الشغب عکرشہ بن اربد العبسی وغیرہ سے مروی ہے کہ بنی عبس کے نو شخص بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، یہ لوگ ہاجرین اولین میں سے تھے جن میں میسرہ بن مسروق، حارث بن الربیع، قنان بن دارم، بشر بن الحارث بن عباده، پدم بن مسعدہ، سابع بن زید

۷۔ یہی (حارث) کامل (بھی کہلاتے) تھے۔

ابو الحسن بن لقمان، عبد اللہ بن مالک، فروہ بن اکھمین بن فضالہ تھے۔
یہ لوگ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے
دعائے خیر فرمائی، اور فرمایا کہ میرے لئے ایسے شخص کو تلاش کرو جو تم لوگوں سے
عشر (دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) وصول کرے تاکہ میں تمہارے لئے جھنڈا باندھ دوں
طلحہ بن عبید اللہ آئے، آپ نے ان کے لئے جھنڈا باندھ دیا، اور ان لوگوں
کا شعار ”یا عشو“ مقرر فرمایا (شعار چند مخصوص الفاظ پہلے سے مقرر کر دیے جاتے
ہیں، کہ میدان جنگ میں ان کے ذریعے سے اپنی فوج کے لوگ پہچان لئے جائیں)۔
عروہ بن اذینۃ اللیدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
معلوم ہوا کہ قریش کا ایک قافلہ ملک شام سے آیا ہے۔ آپ نے ایک سریرہ (شکر)
کے ہمراہ بنی عبس کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا باندھا۔

ان لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر ہم لوگ مال غنیمت پائیں تو اسے
کس طرح تقسیم کریں، ہم نو آدمی ہیں، فرمایا کہ تمہارا دسواں میں ہوں میں نے
سب سے بڑا جھنڈا جماعت و امام کا جھنڈا کر دیا۔ بنی عبس کے لئے چھوٹا جھنڈا نہیں ہے۔
ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بنی عبس کے تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کی، ہمارے پاس قاری (حافظ قرآن
و معلم) آئے، انھوں نے ہمیں خبر دی کہ جو ہجرت نکرے اس کا اسلام نہیں ہمارے
پاس مال (زمین) اور مویشی ہیں۔ جو ہمارا ذریعہ معاش ہیں۔ اگر اس کا اسلام نہ ہو جو
ہجرت نکرے تو ہم اس کو فروخت کر دیں اور ہجرت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے
رہو (تقویٰ اختیار کرو) اگر تم صمد و جازان میں رہو جب بھی وہ ہرگز تمہارے اعمال
میں سے کچھ کم نکرے گا۔

آپ نے ان لوگوں سے خالد بن سنان کو دریافت فرمایا، ان لوگوں نے
کہا کہ ان کا کوئی پس ماندہ نہیں ہے، فرمایا ایسے بنی جن کو ان کی قوم
نے ضایع کر دیا، اور اصحاب سے خالد بن سنان کا ذکر شروع
کر دیا۔

(۵) وفد فزارہ

ابو جزة السعدی سے مروی ہے کہ جب ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد دبلے اونٹوں پر آیا جس میں خارجہ بن حصن، حُر بن قیس بن حصن بھی تھے، یہ (حربن قیس) ان سب میں چھوٹے تھے یہ لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے وطن کا حال دریافت فرمایا تو انکے شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے وطن میں قحط سالی ہے مویشی ہلاک ہو گئے، اطراف خشک ہو گئے اور ہمارے عیال بھوکے مر گئے لہذا اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اپنے شہر اور جانوروں کو سیراب کر دے اپنی رحمت کو پھیلا دے اور مردہ شہر کو زندہ کر دے، اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو مدد کرنے والی مبارک، سرسبز، شانہ روز وسیع، فوری، غیر تاخیر کنندہ، مفید و غیر مضر ہو۔ اے اللہ ہمیں باران رحمت سے سیراب کر دے نہ کہ باران عذاب سے یا سنہدم اور غرق کرنے اور مٹانے والی بارش سے۔ اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

(اس دعا کے بعد) اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کو چھ روز تک آسمان نظر نہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اوپر نہو ہمارے اطراف ٹیسلوں پر زمین سے ابھرے ہوئے پتھروں پڑوادیوں پڑو اور جھاڑیوں پر ہوگا ابرمدینے سے اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۶) وفد مرہ

عبدالرحمن بن ابراہیم المزنی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ وفد مرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ھ میں غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت حاضر ہوا یہ تیرہ آدمی تھے جن کے رئیس حارث بن عوف تھے؛

ان لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ ہم لوگ آپ ہی کی قوم و خاندان کے ہیں، ہم لوگ لوی بن غالب کی قوم سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، (رئیس وفد حارث بن عوف سے) فرمایا کہ تم نے اپنے متعلقین کو کہاں چھوڑا؟ عرض کی کہ سلاح اور اس کے قرب و جوار میں۔ فرمایا کہ تمہارے دیس کی کیا حالت ہے۔ عرض کی وہ اللہ ہم لوگ تھوڑے روزہ ہیں، آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو بارش سے سیراب کر، بلال کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو انعام دیں۔ چنانچہ انھوں نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی دی اور حارث بن عوف کو زیادہ دی ان کو بارہ اوقیہ دی۔ لوگ اپنے وطن واپس گئے تو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اسی روز بارش ہوئی۔

(۷) وفد ثعلبہ

بنی ثعلبہ کے ایک شخص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹ھ میں جعرانہ سے تشریف لائے تو ہم چار آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے قاصد ہیں، ہم اور وہ اسلام کا اقرار کرتے ہیں، آپ نے ہماری مہمانداری کا حکم دیا، ہم لوگ چند روز مقیم رہے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ رخصت ہوں۔

آپ نے بلال سے فرمایا کہ ان کو بھی اسی طرح انعام دو جس طرح تم وفد کو ریتے ہو، وہ چند ٹکڑے چاندی کے لائے اور ہر شخص کو پانچ اوقیہ دیئے،

ہمارے پاس درہم (روپیہ) نہ تھا، اور ہم اپنے وطن واپس گئے۔

(۸) وفد محارب

ابی وجزۃ السعدی سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وفد محارب آیا، وہ لوگ دس آدمی تھے جن میں سواہ بن الحارث اور ان کے بیٹے خزیمہ بن سواہ بھی تھے، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارے گئے، بلال صبح و شام کھانا ان لوگوں کے پاس لایا کرتے تھے،

یہ لوگ اسلام لے آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ اپنے پس ماندہ لوگوں کے قائم مقام ہیں، اس زمانے میں ان لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ورثت ہو سکتی نہ تھا، اس وفد میں انھیں کی قوم کے ایک شخص تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا تو انھوں نے عرض کی کہ تمام تمہاری بیٹی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اتنا زندہ رکھا کہ میں نے آپ کی تصدیق کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

آپ نے خزیمہ بن سواہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پیشانی سفید (ومنور) ہو گئی، آپ نے انھیں انعام دیا جس طرح وفد کو دیا کرتے تھے، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئے۔

(۹) وفد سعد بن بکر

۴۴ ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی سعد بن بکر نے رجب ۱۰ھ میں ضمام ابن ثعلبہ کو جو بہادر، بہت بااثر اور زلفوں والے تھے بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ٹھیر گئے، آپ سے سوال کیا اور سوال کرنے میں بہت سختی کی، پوچھا کہ آپ کو کس نے رسول بنایا، اور کن امور کا رسول بنایا، آپ سے شراعیع اسلام بھی دریافت کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان تمام امور کا جواب دیا۔

وہ ایسے مسلمان ہو کر اپنی قوم کی جانب واپس گئے کہ بتوں کو اکھاڑ پھینکا، لوگوں کو ان امور سے آگاہ کیا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یا منع فرمایا تھا، اُس روز شام نہونے پائی کہ تمام عورت مرد مسلمان ہو گئے، ان لوگوں نے مساجد تعمیر کیں اور نمازوں کی اذانیں کہیں۔

(۱۰) وفد کلاب

خارجہ بن عبد اللہ بن کعب سے مروی ہے کہ بنی کلاب کے تیرہ آدمیوں کا ایک وفد مشہور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جن میں لبید بن ربیعہ و جبار بن سلمیٰ بھی تھے، آپ نے ان لوگوں کو رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارا۔

جبار و کعب بن مالک میں دوستی تھی، جب کعب کو ان لوگوں کا آنا معلوم ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کو مرجا کہا، جبار کو ہدیہ دیا اور ان کی خاطرگی یہ لوگ کعب کے ہمراہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کو اسلامی سلام کیا اور عرض کی کہ ضحاک بن سفیان ہمارے یہاں کتاب اللہ اور آپ کی وہ سنت لائے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا تھا انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی ہم نے اللہ و رسول کے لئے قبول کر لیا انہوں نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور ہمارے فقراء کو واپس کر دی

(۱۱) وفد رؤاس بن کلاب

ابی نضیع طارق بن علقمۃ الرؤاسی سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص

جن کا نام عمرو بن مالک بن قیس بن مجید بن رؤس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، وہ اپنی قوم کے پاس آئے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہ لائیں گے جب تک بنی عقیل بن کعب پر اسی طرح مصیبت نازل کر لیں جو حج انہوں نے ہم پر کی۔

وہ لوگ ان کے ارادے سے نکلے، ہمراہ عمرو بن مالک بھی تھے، ان لوگوں نے ان پر مصیبت نازل کی، اور مویشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے تو بنی عقیل کے ایک سوار نے جس کا نام ربیعہ بن المنفق بن عامر بن عقیل تھا ان کو پالیا، وہ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

۳۵

اقتمت لا اطعن الافارسا اذا الكمات لبسوا القوانسا

دیں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے سوار کے کسی نیزہ نہ ماروں گا، جبکہ مسلح لوگ خود پہنیں گے۔ ابو نفیع نے کہا کہ اے گروہ پیادہ آج کے دن تو تم لوگ بیچ گئے (کیونکہ تم پیادہ ہو اور یہ سوار کے قتل کی قسم کھاتا ہے۔ اس عقیلی نے بنی عبید بن رؤس کے ایک شخص کو جس کا نام محرس بن عبد اللہ بن عمرو بن عبید بن رؤس تھا پالیا اس کے بازو میں نیزہ مار کر اسے بیکار کر دیا۔

محرس اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے رؤس والو! ربیعہ نے کہا کہ گھوڑوں کے رؤس کو پکارتے ہو یا آدمیوں کے، عمرو بن مالک ربیعہ کی طرف لپٹ پڑے انہوں نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔

ابن نفیع نے کہا کہ ہم لوگ مویشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے بنی عقیل ہماری تلاش میں آگئے یہاں تک کہ ہم لوگ تڑپہ پہنچ گئے وادی تریہ تے ہمارے اور ان کے درمیان مسلسلہ منقطع کر دیا بنی عقیل ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور کوئی چیز یاد نہ تھی ہم لوگ چل دیئے۔

عمرو بن مالک نے کہا کہ میں حیران تھا کہ ایک خون کرو یا حالانکہ میں اسلام لایا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ گردن سے

باندھ لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے نکلا، آپ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہ (عمر بن مالک) میرے پاس آئیں گے تو میں طوق کے اوپر ضرور ماروں گا۔ میں نے اپنا ہاتھ کھول دیا، آپ کے پاس حاضر ہوا اور سلام کیا، آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا، میں دائیں طرف سے آیا تو دوبارہ منہ پھیر لیا، بائیں طرف سے آیا تب بھی مجھ سے منہ پھیر لیا آخر روئے مبارک کی جانب سے آپ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ پروردگار کو راضی کیا جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتا ہے، خدا آپ سے راضی ہو، آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیے۔

فسر مایا کہ میں تم سے راضی ہو گیا۔

(۱۲) وفد عقیل بن کعب

بنی عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ہم بنی عقیل میں سے ربیع بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل و مطرف بن عبد اللہ بن الاعلم بن عمرو بن ربیع بن عقیل و انس بن قیس بن المنفق بن عامر بن عقیل بطور وفد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے بیعت کی اور اسلام لائے، اپنی قوم کے پیمانہ لوگوں کی طرف سے بھی بیعت لی۔

انہی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (مقام) عقیق بن عقیل عطا فرمایا۔ یہ ایک زمین تھی جس میں چشمے اور کھجور کے باغ تھے، اس کے متعلق ان لوگوں کے لئے سُرخ چمڑے پر ایک فرمان تحریر فرما دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ سند ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ربیع و مطرف و انس کو عطا فرمائی ہے آپ نے ان لوگوں کو اس وقت تک کے لئے عقیق عطا فرمایا ہے جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، اطاعت و فرمان برداری کرتے رہیں۔

آپ نے ان کو کسی مسلمان کا کوئی حق نہیں دیا۔ یہ فرمان مطرف کے قبضے میں تھا۔

۴۶

لقط بن عامر بن المنتفق بن عامر بن عقیل جو زرین کے والد تھے بطور وفد آپ کی خدمت میں آئے، آپ نے انہیں ایک پانی (کا مقام) جس کا نام نظمیم تھا عطا فرمایا، انہوں نے آپ سے اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔

آپ کی خدمت میں ابو حرب بن خویلد بن عامر بن عقیل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا ان کے سامنے اسلام پیش کیا، انہوں نے عرض کی بیشک آپ اللہ سے ملے ہیں یا اس سے ملے ہیں جو اللہ سے ملائے بیشک آپ ایسی بات فرماتے ہیں جس کے برابر اچھی بات ہم نہیں جانتے، لیکن میں اس دین پر جس کی آپ مجھے دعوت دیتے ہیں اور اس دین پر جس پر میں (پہلے سے) ہوں اپنے یہ تیر گھماؤں گا (یعنی قرعہ ڈالوں گا)۔

انہوں نے تیروں کو گھمایا تو کفر کا تیراُن کے خلاف نکلا و بارہ سہ بارہ بھی ان کے خلاف نکلا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ تو اسی کو قبول کرتا ہے جو آپ کی رائے ہے۔

وہ اپنے بھائی عقاب بن خویلد کے پاس گئے اُن سے کہا کہ تمہاری خیر کم ہے، کیا تمہیں محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دلچسپی ہے جو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں انہوں نے میرے اسلام لانے پر مجھے موضع عقیق عطا فرما دیا ہے۔

عقاب نے جواب دیا کہ واللہ میں تمہیں اُس سے زیادہ زمین دوں گا جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں دیتے ہیں، وہ (ابو حرب) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے نیزہ لیکر اسفل عقیق کو گئے، اُس کا حصہ اسفل مع اُس چشمے کے جو اُس میں تھا لے آیا عقاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ نے ان کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اور فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہبیرہ بن النفاضہ موضع لبان کے دونوں پہاڑیوں کی لڑائی کے دن بہت اچھے سوار تھے، آپ نے پھر فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خالص (دودھ یا شرب) (دودھ یا شرب)

جھاگ اور پھین کے نیچے ہوتی ہے۔ آپ نے سہ بارہ اُن سے فرمایا کہ کیا تم
 آگواہی دیتے ہو، انھوں نے شہادت دی اور اسلام لے آئے۔
 اہل علم نے کہا کہ حصین بن المعلیٰ بن ربیعہ بن عقیل اور ذوالجوشن بھی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں اسلام لائے۔

(۱۳) وفدِ جدہ

بنی عقیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ الرقاد بن عمرو بن ربیعہ بن جبہ
 ابن کعب بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقام) فیلج میں انھیں ایک جائدا عطا فرمائی اور
 ایک فرمان تحریر فرمادیا جو ان لوگوں کے پاس ہے۔

(۱۴) وفدِ قشیر بن کعب

علی بن محمد القشیری سے مروی ہے کہ بنی قشیر کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں ثور بن عروہ بن عبد اللہ بن سلمہ بن قشیر بھی
 تھے، یہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک قطعہ زمین کا
 عطا فرمایا اور ایک فرمان تحریر فرمادیا، اس وفد میں حیدہ بن معاویہ بن قشیر بھی تھے۔
 یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے اور غزوہ حنین کے بعد ہوا، اس وفد میں
 قرہ بن ہبیرہ بن سلمہ بن قشیر بھی تھے۔ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے انھیں (بھی کچھ) عطا فرمایا، ایک چادر اڑھائی، اور حکم دیا کہ وہ
 اپنی قوم کے محصل زکوٰۃ بن جائیں
 قرۃ جیب واپس ہوئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے

حبایہ رسول اللہ اذ نزلت بہ
 (و قد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ عنایت کی بڑی وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں)۔

فاضحت بروض الخضر دھی حیثتہ
 (و قد انحت حاجاتہا من محمد
 (و فد کی جماعت جو بہت گرم روتھی سسر نر غز اریں ٹھہر گئی بڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم سے اس کی حاجتیں پوری ہو گئیں)۔

علیہا فتی لا یردف الذم رحلہ
 نزوی لا امر العاجز المتردد
 (اس جماعت کا سرگروہ وہ جوان ہے کہ اس کے کجاوے کے ساتھ عیب کا گز نہیں بڑی جو لوگ عاجز و مذہذب ہیں ان کے معاملات کو وہی درست کرتا ہے)

(۱۵) وفد نبی البکاء

بعد بن عبد اللہ بن عامر البکائی نے جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھے اپنے والد سے روایت کی کہ ۹۹ھ میں نبی البکاء کے تین آدمی کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء تھے جو اس زمانے میں پندرہ برس کے تھے، ان کے ہمراہ ان کے ایک بیٹے بھی تھے جن کا نام بشر تھا اور جمیع بن عبد اللہ بن جندج بن البکاء تھے، ان لوگوں کے ہمراہ عبد عمر و البکائی بھی تھے جو بہرے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ٹھیرانے اور مہمان رکھنے کا حکم دیا، ان کو انعامات عطا فرمائے اور یہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے، معاویہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ کے مس (چھوٹے) سے

برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا یہ لڑکا میرے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ لہذا اس کے چہرے پر (دست مبارک سے) مسح فرما دیجئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن معاویہ کے چہرے پر دست مبارک پھیر دیا، انھیں سفید رنگ کی بھڑکیں عطا فرمائیں، اور برکت کی دعا دی۔
 جعد (راوی) نے کہا کہ اکثر بنی البکاء، پر فحط سالی کی مصیبت آئی مگر ان لوگوں پر نہیں آئی،

محمد بن بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء نے اشعار ذیل کہے ہیں

وابی الذی مسح الرسول برأسه ۶ ودعاه بالخير والبركات

میرے باپ وہ ہیں جن کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا ہے اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔

اعطاه احمد اذا تاه اغزاً عفرانواجل ليس بالجبات

میرے والد کو جب وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے چند سفید اچھی نسل والی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم و دوہ والی تھیں۔

يملان وفد الحى على عشية ويعود ذاك الملا بالغدات

جو ہرشب کو قبیلے کے وفد کو (دوہ سے) بھر دیتی تھیں، اور یہ بھرنا پھر صبح کو دوبارہ بھی ہوتا تھا۔

بوسر کن من بنج و بوسرک مانحا وعلیه منی حاجیت صلاتی

جو عطا کی وجہ سے باہرکت تھیں۔ اور عطا کرنے والے بھی باہرکت تھے، اور جب تک میں زندہ رہوں میری طرف سے آپ پر میرا درود پہنچتا رہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیح کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا۔ کہ محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی جانب سے فبیح اور ان کے تابعین کے لئے جو اسلام لائے نماز قائم کرے
 زکوٰۃ دے اللہ و رسول کی اطاعت کرے مال غنیمت میں سے اللہ کا حصہ لے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی مدد کرے اپنے اسلام پر گواہی دے
 اور مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امان میں ہے۔
 ۴۸ مشام نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد عمر و الاحصم کا نام عبد الرحمن
 رکھا، ان کے لئے اُس یانی (یعنی کنویں کی معافی) کے لئے جس کا نام ذی القصد
 تھا تحریر فرمادیا، عبد الرحمن اصحاب صفہ میں سے تھے۔

(۱۶) وفد کنانہ

ابو قلابہ وغیرہ سے مروی ہے کہ واثلہ بن الاسقع اللیثی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور وفد آئے یہ ایسے وقت مدینے آئے جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لیاری فرما رہے تھے، چنانچہ انھوں نے
 آپ کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی۔

آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو تمہیں کیا چیز لائی ہے اور تمہاری حاجت کیا
 ہے؟ انھوں نے آپ کو اپنا نسب بتایا اور کہا کہ میں اس لئے آپ کی خدمت میں
 حاضر ہوا ہوں کہ اللہ و رسول پر ایمان لاؤں۔ لہذا میں جو پسند کروں اور جو ناپسند
 کروں سب پر مجھ سے بیعت لے لیجئے، آپ نے ان سے بیعت لے لی۔

وہ اپنے اعزہ میں واپس گئے، انھیں خبر دی تو ان کے والد نے کہا کہ
 بھدا میں تم سے کبھی کوئی بات نہ کروں گا، بہن نے گفتگو سنی تو وہ اسلام لے آئیں
 اور ان کا سامان سفر درست کر دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 جانے کو روانہ ہوئے کہ معلوم ہوا آپ تبوک جا چکے،

انھوں نے کہا کہ بے کوئی جو مجھے باری باری سوار کرے اور میرا
 مال غنیمت کا حصہ اسی کا ہو، کعب بن عجرہ نے سوار کر لیا یہاں تک کہ

انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک حاضر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خالد بن الولید کے ہمراہ اگیرد کی جانب بھیج دیا، مال غنیمت حاصل ہوا تو اپنا حصہ کعب بن عجرہ کے پاس لائے لیکن انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا اور انھیں کے لیے جائز گویا یہ کہہ کر کہ میں نے تو محض اللہ کے لئے تمھیں سواری دی تھی۔

اہل علم نے کہا کہ وفد بنی عبد بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو مشتمل پر حارث بن اہبان، عویمر بن الاخوم، صبیب بن ملثہ، ربیعہ بن ملثہ تھا، ان کے ہمراہ قوم کی ایک جماعت بھی تھی۔

ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم لوگ ساکن حرم و اہل حرم ہیں، جو لوگ اس میں ہیں ان میں سب سے زیادہ طاقتور ہیں، ہم آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے، اگر آپ غیر قریش سے جنگ کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ (ہو کر) جنگ کریں گے۔ لیکن ہم قریش سے جنگ نہ کریں گے، ہم لوگ بیشک آپ سے اور آپ کے خاندان سے محبت کرتے ہیں، اگر غلطی کسے ہم میں سے کسی کا آپ سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا آپ کے ذمے ہوگا اور اگر غلطی سے آپ کے اصحاب میں سے کسی کا ہم سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا ہمارے ذمے ہوگا، آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

پھر وہ لوگ اسلام لے آئے۔

(۱۷) وفد اشجع

اہل علم نے کہا کہ قبیلہ اشجع کے لوگ غزوہ خندق والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، وہ سو آدمی تھے جن کے رئیس مسعود بن زبیلہ تھے، یہ لوگ (محلہ) شغب سلع میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ نے ان کے لئے کھجوروں کا حکم دیا، ان لوگوں نے عرض کیا: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اپنی قوم میں سے کسی کو نہیں جانتے جس کا مکان ہم سے زیادہ آپ کے قریب ہو اور جس کی تعداد ہم سے زیادہ قلیل ہو، ہم لوگ آپ کی اور آپ کی قوم کی جنگ سے تنگ آگئے ہیں لہذا آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ صلح کریں آپ نے ان سے صلح کر لی۔

کہا جاتا ہے کہ اشجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی قریظہ سے فلاح ہونے کے بعد آئے وہ سات سو آدمی تھے، آپ نے ان سے صلح کر لی۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آئے۔

(۱۸) وفد بابلہ

اہل علم نے کہا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مُطَرَف بن النکاح بن الباہلی اپنی قوم کے قاصد بنکر آئے اور اسلام لائے اپنی قوم کے لئے امن حاصل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں صدقات کے فرائض تھے۔

اس کے بعد ہِشَل بن مالک الوائلی جو قبیلہ بابلہ سے تھے اپنی قوم کے قاصد بنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ان کی قوم کے مسلمانوں کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں شرائع اسلام تھے۔

اسے عثمان بن عفان نے لکھا تھا۔

(۱۹) وفد سلیم

اہل علم نے کہا کہ بنی سلیم کے ایک شخص جن کا نام قیس بن نسیبہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا کلام سنا، چند باتیں دریافت کیں،

آپ نے انہیں جواب دیا اور انہوں نے ان سب کو حفظ کر لیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام
لے آئے اپنی قوم بنی سلیم کی جانب واپس گئے اور کہا کہ میں نے روم کا ترجمہ (بیترب)
فارس کا غیر مفہوم کلام، عرب کے اشعار، کاہن کی پیشین گوئی اور قبیلہ حمیر کے مقرر
کی تقریر سنی، مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ان میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں۔
لہذا تم لوگ میری پیروی کرو اور آنحضرت سے اپنا حصہ لیلو۔

جب فتح مکہ کا سال ہوا تو بنی سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ
ہوئے آپ سے قیدیوں کے ساتھ سو آدمی تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار تھے،
جن میں عباس بن مرداس، انس بن عباس بن رعل، راشد بن عبد ربہ بھی تھے، یہ سب
لوگ اسلام لائے۔ اور عرض کی، آپ ہم لوگوں کو اپنے مقدمتہ رکشیش میں کر دیجئے،
ہمارا جھنڈا سرخ رکھئے اور ہمارا شعار "مقدم" مقرر فرمائیے۔ آپ نے ان کے ساتھ
یہی کیا۔

وہ لوگ آپ کے ساتھ فتح مکہ و حنین و طائف میں حاضر ہوئے آپ نے
راشد بن عبد ربہ کو (مقام) رباط عطا فرمایا، اس میں ایک چشمہ تھا جس کا نام
عین الرسول تھا،
راشد بنی سلیم کے بت کے مجاور تھے، ایک روز دو لومڑیوں کو اس پر
پیشاب کرتے دیکھ کر یہ شعر کہا۔

اربٌ یبول الثعلبان برأسه لقد ذل من بالث علیہ الثغاب

دیکھا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں ہوتی ہوں، بیشک وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں تھیں،
انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے پارہ پارہ کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوئے تو آپ نے نام پوچھا، انہوں نے کہا کہ غاوی بن عبد العزی۔ فرمایا کہ
تم راشد بن عبد ربہ ہو۔ (غاوی کے معنی گمراہ اور راشد کے معنی ہدایت یافتہ ہیں)
وہ اسلام لائے، ان کا اسلام خالص تھا، فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے دیہات میں

سب سے بہتر خیر ہے اور نبی سلیم میں سب سے بہتر راشد ہیں، آپ نے انھیں اپنی قوم کا علم بردار بنایا۔

نبی سلیم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص، جن کا نام قدربن عمار تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے، اسلام لائے اور عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شاہسواروں کو آپ کی خدمت میں لائیں گے اور یہ شہر بڑھنے لگے۔

شدت یعنی اذیتِ حمدا بخیرید شدت بحجزۃ مسرد

(میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا تو اپنے داپنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ سے وابستہ کر لیا)

وذاک امرؤ قاسمته نصف دینہ واعطیتہ الف امرئ غیر اعسر

(وہ ایسے ہیں کہ میں نے تقسیم کر کے اپنا ادا دین ان کو دیدیا اور ایسے شخص کی الفت و محبت ان کو پیش کی جو تلگدست نہیں ہے)

قوم کے پاس آئے اس واقعے کی خیر کی تو ان کے ہمراہ نو سو آدمی روانہ ہوئے۔ سو آدمی قبیلے میں چھوڑ دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان لوگوں کو لیچا، انھیں موت آگئی۔

قوم کے تین آدمیوں کو وصیت کی۔ ایک جباس بن مرداس کو اور انھیں تین سو پر امیر بنایا، دوسرے جبار بن الحکم کو اور یہی فرار الشریدی تھے، ان کو بھی تین سو پر امیر بنایا، تیسرے انسن بن یزید کو، ان کو بھی تین سو پر امیر بنایا، ان لوگوں سے کہا کہ آنحضرت کے پاس جاؤ، کہا کہ وہ عہد پورا ہو جو میری گردن پر ہے، پھر ان کی وفات ہو گئی۔

یہ لوگ روانہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ خوبصورت بہت بولنے والے اسپا مومن کہاں ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انھیں اللہ نے دعوت دی تو اس کو انھوں نے قبول کر لیا۔

ان لوگوں نے آپ کو واقعہ بتایا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہزار کے بقیہ کہاں ہیں جن کا اُنھوں نے مجھ سے عہد کیا تھا، لوگوں نے عرض کی کہ اُس جنگ کے خوف سے جو ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان ہے سو آدمیوں کو قبیلے میں چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کو بھی بلا بھیجو کیونکہ اس سال تمہیں کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آئے گا۔

ان لوگوں نے اُنھیں بھی بلا بھیجا، جو (مقام) تہہ میں آپ کے پاس آگئے، یہ وہی سو آدمی تھے جن پر متفق بن مالک بن امیہ بن عبد العزی بن عُل بن کعب بن الحارث ابن بہتہ بن سلیم امیر تھے۔

جب ان لوگوں نے لشکر کا شورنا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ حاضر کر دیے گئے، آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے نفع کے لئے نہ کہ تمہارے ضرر کے لئے، یہ (قبیلہ) سلیم بن منصور ہے جو آیا ہے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ و حنین میں حاضر ہوئے۔

متفق ہی کے لئے امیر لشکر عباس بن مرد اس نے یہ شعر کہا ہے۔

القائد المساة التي وثى بها
تسع المئين فتم الف اقترع

(اُن سو آدمیوں کے امیر لشکر جن سے اُنھوں نے نوسو کو پورا کر دیا اور وہ مکمل سخت وہاں ہزار ہو گئے)

(۲۰) وفد ہلال بن عامر

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی ہلال کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں عبد عوف بن اصرم بن عمرو بن شعیبہ بن الہزیم بھی تھے جو قبیلہ یثرب سے تھے، آپ نے نام دریافت فرمایا تو اُنھوں نے بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم عبد اللہ بن عامر کی اولاد میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔

جدی الذی اختارت هوازن کلها
الی البنی عبد عوف و افدا

روہ میرے ہی درواہ ہیں جن کو تمام قبیلے ہوازن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور وفد بھیجنے کے لئے منتخب کیا۔

ان میں سے قبیلہ بن المخرق نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے (وائے قرض میں) اپنی قوم کی ضمانت کی ہے لہذا اس میں میری مدد فرمادیجئے۔ فرمایا: جب صدقات آئیں گے تو اس میں سے تمہیں دیا جائے گا۔

اشیاخ بنی عامر سے مروی ہے کہ زیاد بن عبد اللہ بن مالک بن بجزین بن الزہم ابن رؤیبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے جب وہ مدینہ شریفہ میں داخل ہوئے تو میمونہ بنت الحارث زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر چلے گئے جو زیاد کی خالہ تھیں جن کی والدہ غرہ بنت الحارث تھیں اور وہ اس زمانے میں جوان تھے۔

اُسی حالت میں کہ وہ میمونہ کے پاس تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر واپس تشریف لے گئے، میمونہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو میرے بھانجے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے، آپ مسجد کو تشریف لے گئے، ہمراہ زیاد بھی تھے، نماز ظہر پڑھی، زیاد کو نزدیک کیا اور ان کے لئے دعا فرمائی، اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا پھر ان کی ناک کے کنارے تک اُتارا۔

بنی ہلال کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ برابر زیاد کے چہرے پر برکت شاہدہ کرتے تھے، ایک شاعر نے علی بن زیاد کے لئے کہا ہے۔

يا ابن الذي مسح النبي برأسه ودعاه بالخير عند المسجد

اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بھیرا اور مسجد میں اُس کے لئے دعائے خیر فرمائی

اعنى زياد الا اريد سواه من غائرا ومتهمرا ومنجد

(میری مراد زیاد سے ہے، ان کے علاوہ اور کوئی مراد نہیں ہے چاہے وہ غور کا ہو یا تہام کا یا خیر کا)

ما زال ذاك النور في عرنيته حتى تبوأ أئبته في المخذ
 یہ نور ان کے بشرے میں چمکتا رہا یہاں تک کہ خانہ نشین ہو کے آخر قبر میں چلے گئے

(۲۱) وفد عامر بن صعصعہ

اہل علم نے کہا کہ عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب وارید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، عامر نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اسلام لاؤں تو میرے کیا حقوق ہوں گے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی امور لازم ہوں گے جو مسلمانوں پر لازم ہیں۔

انہوں نے کہا کہ کیا آپ اپنے بعد خلافت میرے لئے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خلافت نہ تمہارے لئے ہوگی نہ تمہاری قوم کے لئے، عرض کی اچھا تو کیا آپ یہ کرتے ہیں کہ دیہات میرے لئے ہوں اور شہر آپ کے لئے، آپ نے فرمایا نہیں، لیکن میں گھوڑوں کی بائیں تمہارے لئے کروں گا کیونکہ تم شہسوار ہو۔ اس نے کہا کہ کیا مجھے ری طاقت نہیں ہے کہ میں پیادہ و سوار لشکر سے آپ پر عافیت تنگ کروں۔ پھر یہ دونوں واپس گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں سے مجھے کفایت کراے اللہ نبی عامر کو ہدایت کراور اے اللہ اسلام کو عامر بن الطفیل سے بے نیاز کرا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عامر کی گردن پر ایک بیماری مسلط کر دی جس سے اس کی زبان اُس کے حلق میں بکری کے تھن کی طرح سوچ کر لٹک پڑی وہ بتی سلول کی ایک عورت کے گھر کی طرف منوجہ ہوا اور کہا کہ یہ گھینگا ہیل کے کوہان کی طرح کا ہے اور سلولید کے گھر میں موت ہے، اربد پر اللہ نے ایک بجلی بھیجی جس نے اُسے قتل کر دیا، اس پر لبید بن ربیعہ روئے

۵۲ اس وفد میں مطرف کے والد عبداللہ الشخیر بھی تھے انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم پر مہربان و کرم فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے۔ شیطان تم کو بہکانہ دے۔

اہل علم نے کہا کہ علقمہ بن علائہ بن عوف بن الاوص بن جعفر بن کلاب، ہوزہ بن خالد بن ربیعہ اور ان کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ علقمہ کے لئے جگہ کر دو، انھوں نے علقمہ کے لئے جگہ کر دی اور وہ آنحضرت کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائع اسلام بیان فرمائے، قرآن پڑھ کر سنایا، تو انھوں نے عرض کیا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپ کا رب کریم ہے اور میں آپ پر ایمان لاتا ہوں، میں عکرمہ بن خصفہ برادر قیس کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں، ہوزہ، ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی اسلام لائے اور ہوزہ نے بھی عکرمہ کی طرف سے بیعت کی۔

عون بن ابی حمیفۃ السؤانی نے اپنے والد سے روایت کی کہ وفد بنی عامر آیا، ان لوگوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عریضہ بھی تھا۔ ہم لوگوں نے آنحضرت کو (مقام) ابطح میں ایک سرخ خمیے میں پایا۔ آپ کو سلام کیا تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے عرض کی کہ بنی عامر بن صعصعہ، آپ نے فرمایا کہ تمہیں مر جبا۔ (انتحر منی وانا منکم) تم میرے اور میں تمہارا ہوں، نماز کا وقت آگیا تو بلال اٹھے، اذال کہی اور اذان میں گھومنے لگے (تاکہ سب طرف آواز جائے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایک برتن لائے جس میں پانی تھا، آپ نے وضو کیا، زائد پانی بچ گیا، ہم لوگ آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی کوشش کرنے لگے، بلال نے اقامت کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی، عصر کا وقت آگیا تو بلال اٹھے اور اذال کہی، اذال میں گھومنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی،

(۲۲) وفد ثقیف

عبداللہ بن ابی بختی الاسلمی سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود، غیلان بن سلمہ طائف کے محاصرے میں موجود نہ تھے یہ دونوں جُرش میں سنگ اندازی، قلعے کی

نقب زنی، گوچھن وغیرہ آلات حرب کی صنعت لیکھ رہے تھے۔ یہ دونوں اُس وقت آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہو چکے تھے، ان لوگوں نے آلات سنگ اندازی، نقب زنی و خنیق (گوچھن) نصب کئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اللہ نے عروہ کے قلب میں اسلام ڈال دیا، انھیں اُس حالت سے بدل دیا جس پر وہ تھے، وہ نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انھیں بھی اسلام کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے، عروہ نے کہا کہ میں اُن کے نزدیک ان کے اکلوتے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہوں، پھر عروہ نے دوبارہ اور سہ بارہ آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو جاؤ۔

وہ نکلے، اور پانچ دن طائف کی طرف چلے پھر عشاء کے وقت آئے اور اپنے مکان میں گئے، اُن کی قوم آئی اور شرک کا سلام کیا، عروہ نے کہا کہ تمہیں اہل جنت کا سلام اختیار کرنے سے جو اسلام ہے، ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تو وہ لوگ نکل کر ان کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔

صبح ہوئی تو عروہ اپنی گھر کی (کے بالا خانے) پر آئے اور اذان کہی، ثقیف ہر طرف سے نکل پڑے، بنی مالک کے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا، عروہ کو تیرا جواں کی رگ ہفت اندام پر (جو کلانی میں ہوتی ہے اور اسی میں فوف کھوئی جاتی ہے) لگا، اُن کا خون بند ہوا۔

غیلان بن سلمہ وکنانہ بن عبدیلیل و حکم بن عمرو بن وہب اور خلفاء کے معزین
 اٹھ گھڑے ہوئے، انھوں نے ہتھیار پہن لیے اور سب کے سب (انتقام کے لئے)
 جمع ہو گئے۔

عروہ نے یہ کیفیت دیکھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنا خون خون کرنے والے
 کو معاف کر دیا تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمہارے درمیان صلح کرادوں؟ یہ تو ایک
 بزرگی ہے جس کے سبب سے اللہ نے میرا اکرام کیا اور شہادت ہے جس کو اللہ نے
 میرے پاس بھیجا یا مجھے ان شہداء کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہمراہ شہید ہوئے، ان کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے ان کو انھیں شہداء کے ساتھ دفن کر دیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مثال صاحب یاسین کی ہی ہے
 جنھوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے انھیں قتل کر دیا۔

ابوالمخنف بن عروہ و قارب بن الاسود بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور اسلام
 لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کو پوچھا تو ان دونوں نے جواب
 دیا کہ ہم نے انھیں طائف میں چھوڑا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ انھیں خبر دو کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیں تو میں
 ان کے اعزہ و مال انھیں واپس کر دوں گا اور فرید سوا و نٹ دوں گا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے انھیں یہ سب عطا فرمایا انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 ثقیف کے لئے تو میں کافی ہوں؟ میں ان کے مویشی لوٹتا رہوں گا تا وقتیکہ وہ مسلمان ہو کر
 آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم کے مسلمین اور
 قبائل پر عامل بنا دیا، وہ ثقیف کے مویشی کو لوٹتے اور لوگوں سے جنگ کرتے رہے
 جب ثقیف نے یہ حالت دیکھی تو وہ لوگ عبدیلیل کے پاس گئے اور باہم یہ مشورہ
 کیا کہ اپنی قوم کے چند آدمی بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں
 عبدیلیل اور ان کے دو بیٹے کنانہ و ربیعہ اور شرییل بن غیلان بن سلمہ اور
 حکم بن عمرو بن وہب بن معتب و عثمان بن ابی العاص و اوس بن عوف و نمیر بن حرشہ

ابن ربیعہ بچلے اور ستر آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، یہ چھ آدمی ان کے بیٹے ہوئے۔ بعض اہل علم نے کہا کہ یہ سب انیس آدمی تھے، یہی زیادہ ٹھیک ہے۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے ہمراہ ذی حُصص میں تھا کہ اتفاق سے عثمان بن ابی العاص مجھ سے ملکر حالات دریافت کرنے لگے۔ جب میں نے (ثقیف کے) ان لوگوں کو دیکھا تو بہت تیزی سے نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی آمد کی بشارت دوں۔

میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور انھیں ان لوگوں کی آمد کی خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم مجھ سے پہلے ان لوگوں کی آمد کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دینا، وہ سنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی آمد سے مسرور ہوئے۔

ان میں جو لوگ حلیف تھے وہ مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے، مغیرہ نے ان لوگوں کا اکر ام کیا، جو لوگ بنی مالک میں سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ نصب فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو بعدِ عشاء ان لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے، اور ان کے پاس کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کبھی ایک قدم پر کھڑے ہوتے تھے اور کبھی دوسرے قدم پر آپ قریش کی شکایت کرتے تھے اور اس جنگ کا ذکر فرماتے تھے جو آپ کے اور قریش کے درمیان ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فیصلے پر ثقیف سے صلح کر لی، ان لوگوں کو قرآن سکھایا گیا، ان پر عثمان بن ابی العاص کو عامل بنایا گیا۔ ثقیف نے لات وغریٰ کے منہدم کرنے سے معافی چاہی آپ نے انھیں معاف فرما دیا۔

مغیرہ نے کہا کہ میں نے ان کو منہدم کیا، یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ مغیرہ نے کہا کہ میں عرب کے کسی خاندان یا قبیلے کی کسی قوم کو نہیں جانتا جن کا اسلام ان لوگوں سے زیادہ صحیح ہو اور جو اس سے بہت بعید ہوں کہ ان میں اللہ اور اس کی کتاب کے لئے کوئی دغا پائی جائے۔

وفود قبیلہ ربیعہ

(۲۳) وفد عبد القیس

عبد الحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین کو تحریر فرمایا کہ ان میں سے میں آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، میں آدمی حاضر ہوئے جن کے رئیس عبد اللہ بن عوف الاشجیح تھے، ان لوگوں میں چار واد اور اشجیح کے بھانجے مُنقذ بن حیان بھی تھے ان کی آمد مکہ والے سال ہوئی۔

عرض کیا گیا کہ یہ عبد القیس کا وفد ہے، آپ نے فرمایا کہ ان کو مر جا ہے، عبد القیس بھی کیسی اچھی قوم ہے۔

جس شب کو یہ لوگ آئے اُس کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُفق کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ضرور ضرور مشرکین کی ایک جماعت آئے گی جن کو اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا ہے جنھوں نے اونٹوں کو (چلاتے چلاتے تھکا کر) دلا کر دیا ہے اور زاد راہ کو ختم کر دیا ہے، ان کے ہمارے میں ایک علامت بھی ہے، اے اللہ عبد القیس کی مغفرت کر جو میرے پاس مال مانگتے نہیں آئے ہیں، جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں۔

یہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، ان لوگوں نے آپ کو سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں عبد اللہ الاشجیح کون ہیں۔ عبد اللہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ہوں وہ کہ یہ منظر (بد شکل) آدمی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انسان کی کھال کی مشک نہیں بنانی جاتی، البتہ آدمی کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی

حاجت ہوتی ہے، ایک اُس کی زبان اور ایک اُس کا دل۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عبد اللہ) تم میں دو خصلتیں
 ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ وہ کونسی، آپ نے فرمایا کہ علم
 اور وقار! انھوں نے عرض کیا کہ یہ چیز پیدا ہو گئی ہے یا میری خلقت اسی پر ہوئی
 ہے، آپ نے فرمایا کہ تمھاری خلقت اسی پر ہوئی ہے۔
 جا رو نصرانی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی
 دعوت دی، وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام اچھا تھا۔
 آپ نے وفد عبد القیس کو رطب بنت الحارث کے مکان پر ٹھہرایا ان لوگوں کی
 مہمانداری فرمائی، یہ لوگ دس روز مقیم رہے، عبد اللہ الاشج رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے فقہ و قرآن دریافت کیا کرتے تھے۔
 آپ نے ان لوگوں کے لئے انعامات کا حکم دیا، عبد اللہ الاشج کو سب سے
 زیادہ دلایا۔ انھیں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی، اور منتقذ بن حیان
 کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔

(۲۴) وفد بکر بن وائل

۵۵

اہل علم نے کہا کہ بکر بن وائل کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس آیا، ان میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ کیا آپ قس بن ساعدہ
 کو پہنچاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے۔
 یہ تو قبیلہ ایاد کا ایک شخص ہے جو زمانہ جاہلیت میں حنفی (یعنی پیرو دین ابراہیم) بن گیا
 اس وقت عکاظ پہنچا کہ لوگ جمع تھے، وہ ان لوگوں سے وہ باتیں کرنے لگا جو
 اُس سے یاد کر لی گئی ہیں۔
 اس وفد میں بشیر بن انحصاصیہ و عبد اللہ بن مرثد و حسان بن حوط بھی
 تھے، حسان کی اولاد میں سے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

انا ابن حسان بن حوط وابی رسول بکر کلھا الی النبی

دیں حسان بن حوط کا بیٹا ہوں میرے والد تمام قبیلہ بکر کی طرف سے قاصد بکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے۔)

انھیں لوگوں کے ہمراہ عبد اللہ بن اسود بن شہاب بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یہ جگہ میں رہا کرتے تھے، وہاں جو مال تھا اُسے فروخت کر کے ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک توشہ دان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

(۲۵) وفد تغلب

یعقوب بن زید بن طلحہ سے مروی ہے کہ بنی تغلب کے سولہ مسلمانوں کا اور نضاری کا جو سونے کی صلیبیں پہنے ہوئے تھے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نضاری سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپ انھیں نضارنیت پر رہنے دیں گے اور وہ لوگ اپنی اولاد کو نضارنیت میں نہ رکھیں گے ان میں سے مسلمانوں کو آپ نے انعامات عطا فرمائے۔

(۲۶) وفد حنیفہ

اہل علم نے کہا ہے کہ بنی حنیفہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جن میں رِخَال بن عَنُقُوہ سلمی بن خنظلہ، جَعْمی، طَلْح بن علی بن قیس

اور نبی شہر میں سے صرف حمران بن جابر، علی بن سنان، اقص بن مسلمہ، زید بن عمرو، میلہ بن حبیب تھے، اس وفد کے رئیس سلمی بن خنظلہ تھے۔

یہ لوگ رملیہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھہرے گئے اور مہمانداری کی گئی، ان لوگوں کو دو دنوں وقت کھانا دیا جاتا تھا، کبھی گوشت روٹی کبھی دودھ روٹی کبھی گھی روٹی، اور کبھی کھجور جو ان کے لئے پھیلا دی جاتی تھی،

یہ لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور حق کی شہادت دئی آتے ہوئے مسئلہ کو اپنے کجاوے میں چھوڑ گئے تھے، چند روز مقیم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آمد و رفت کرتے رہے، رجال بن عنفہ، ابی بن کعب سے قرآن کا درس لیتے رہے واپسی کا جب ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے

ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم دیا، ان لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کجاوے میں چھوڑ دیا ہے جو نگرانی کرتا ہے، وہ ہماری ہمراہی میں ہے اور ہمارے اونٹوں کی حفاظت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی اتنے ہی انعام کا حکم دیا جتنا اُس کے ساتھیوں کو دیا تھا، اور فرمایا کہ وہ تمہارے اونٹ اور کجاوے کی نگرانی کی وجہ سے تم میں سب سے بڑے درجے کا آدمی نہیں ہے یہ بات مسئلہ سے کہی گئی تو اُس نے کہا کہ آنحضرت سمجھ گئے کہ آپ کے بعد نبوت کا معاملہ میرے سپرد ہوگا۔

لوگ پیامہ واپس گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانی کا ایک مشکیزہ عطا فرمایا جس میں آپ کے وضو کا بچا جو اپانی تھا اور فرمایا کہ جب تم اپنے وطن جانا تو گر جا توڑ ڈالنا، اس کی جگہ کو اس پانی سے دھو ڈالنا اور وہاں مسجد بنا دینا،

ان لوگوں نے یہی کیا، یہ مشکیزہ اقص بن مسلمہ کے پاس رہا، طلق بن علی مؤذن ہوئے، انھوں نے اذان کہی تو اس کو گر جا۔ کے راہب نے سنا اور کہا کہ حق کی دعوت ہے، اور بھاگ گیا یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔

میں لہذا لعنتہ اللہ علیہ نے نبوت کا دعویٰ کیا، رجال بن غنقہ نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شریک کا رہنا یا ہے، لوگ اس سے فتنے میں مبتلا ہوئے۔

(۲۷) وفد شیبان

عبداللہ بن حسان برادر بنی کعب سے جو بنی العنبر میں سے تھے مروی ہے کہ ان سے ان کی دونوں دادیوں صفیہ بنت علیہ و حبیہ بنت علیہ نے قبیلہ بنت مخرمہ کی حدیث بیان کی، یہ دونوں دادیاں قبیلہ کی پروردہ تھیں۔ اور قبیلہ صفیہ اور حبیہ کے والد کی نانی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ قبیلہ حبیب بن ازہر برادر بنی جناب کے عقد میں تھیں، ان کے یہاں ان سے لڑکیاں پیدا ہوئیں، ابتداءً اسلام میں حبیب بن ازہر کی وفات ہو گئی قبیلہ سے ان کی لڑکیوں کو لڑکیوں کے چچا اثواب بن ازہر نے چھین لیا۔ قبیلہ اول اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی تلاش میں نکلیں، ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی حدیباء روئے لگی، اس لڑکی کو فرصہ نے لے لیا تھا، اس کے بدن پر سیاہ اون کا کبھل تھا، قبیلہ اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے چلیں۔ جس وقت یہ دونوں اونٹ کو دوڑا رہی تھیں تو یکایک ایک خرگوش سوراخ سے نکلا، شریف حدیباء نے کہا اس بارے میں تمھارا تختہ اثواب کے تختے سے ہمیشہ بلند رہے گا (یعنی تمھارے لئے فال نیک ہے) لو مری نظر آئی تو اس پر بھی حدیباء نے پہنچ لیا جس کو عبداللہ بن حسان بھول گئے، اس کے بارے میں بھی حدیباء نے ہی طرح کہا جو خرگوش کے بارے میں کہا تھا۔

جس وقت یہ دونوں اونٹ کو بھگا رہی تھیں یکایک اونٹ بھٹکا، اس پر لرزہ چڑھ گیا حدیباء نے کہا کہ امانت کی قسم تجھ پر اثواب کے سحر کا اثر پڑ گیا، میں نے (یعنی قبیلہ نے) گھبرا کر حدیباء سے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے اونٹ نے کیا کیا۔ حدیباء نے کہا کہ اپنے کپڑوں کو الٹ لو، اتر کر رخ ابرہہ کی طرف کر لو، تم کو پشت کی طرف

پھر لو، اونٹ کے گدے کو پلٹ دو۔ پھر لڑکی نے اپنا کبیل اتارا، اُسے الٹ لیا اپنے شکم کو پشت کی طرف گھما دیا (یعنی رخ بدل کر بیٹھ گئی)۔

جب میں نے بھی وہی کیا جس کا مشورہ حدیسا نے دیا تھا تو اونٹ نے پیشاب کیا، پھر کھڑا ہو گیا، پیر پھیلا، اُسے اور پیشاب کیا، حدیسا نے کہا کہ اپنے سامان کو دو بارہ اپنے اوپر کر لو، میں نے کر لیا۔

ہم لوگ اونٹ کو دوڑاتے ہوئے روانہ ہوئے، اتفاق سے اثوب بن زبیر چک دار تلوار لٹے ہوئے ہمارے پیچھے دوڑ رہا تھا، ہم نے مکانوں کی ایک گھنی صف کی پناہ لی، اس نے اونٹ کو ایک زمانہ درادونٹ کی طرح درمیانی مکان کے چھبے تک پہنچا دیا، میں مکان کے اندر گھس چکی تھی۔

اُس نے مجھے تلوار سے روک لیا، اُس کی دھار میری پیشانی کے ایک حصے پر لگی، اور کہا او لونڈی میری بھتیجی کو میرے آگے ڈال دے، میں نے لڑکی کو اس کے آگے پھینک دیا، خود نکل کر اپنی ایک بہن کے پاس چلی جس کی شادی بنی شیبان میں ہوئی تھی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تلاش کروں،

ایک شب کو بہن کے یہاں تھی، وہ مجھے سوتا ہوا سمجھتی تھی، یکایک اُس کے شوہر مجلس سے آئے اور کہا کہ تمہارے والد کی قسم میں نے قیلہ کے لئے ایک سچے آدمی کو پالیا، میری بہن نے کہا کہ وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ حُرث بن ابن حسان الشیبانی ہیں جو صبح کو پکرنے والے کے وفد کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جایا کرتے ہیں۔

میں اپنے اونٹ کے پاس گئی، ان دونوں کی گفتگو سن چکی تھی، اس پر کجاوہ کس دیا، حرث کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دو نہیں ہیں ان سے ہمراہ لے چلنے کی درخواست کی تو انھوں نے کہا کہ ہاں بسر و چشم۔

اونٹ طیار تھے میں ان صاحبِ صدق کے ہمراہ روانہ ہوئی، یہاں تک کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ لوگوں کو نماز صبح پڑھا رہے تھے، نماز اُس وقت شروع کی گئی تھی جب پوچھٹ گئی تھی اور ستارے آسمان میں جھلملا رہے تھے، لوگ رات کی تاریکی کی وجہ سے باہم پہچان نہ سکتے تھے۔

میں مردوں کی صف میں کھڑی ہو گئی، میں ایک ایسی عورت تھی جس کا زمانہ زمانہ جاہلیت سے قریب تھا مجھ سے ایک مرد نے جو صف میں میرے متصل تھے کہا کہ تم عورت ہو یا مرد؟ میں نے کہا کہ عورت، انہوں نے کہا کہ تم نے تو مجھے آفتے میں ڈال دیا تھا، تم عورتوں کے ساتھ نماز پڑھو جو تمہارے پیچھے ہیں اتفاق سے حجروں کے پاس عورتوں کی صف قائم ہو گئی تھی جس کو میں نے داخل ہونے کے وقت نہیں دیکھا تھا کہ انہیں میں ہو جاتی، آفتاب نکل آیا تو میں نزدیک گئی، میں یہ کرنے لگی کہ جب کسی شخص کو ترو تارہ سُرُخ و سفید دیکھتی تو اس کی طرف نظر اٹھاتی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے اوپر دیکھوں

آفتاب بلند ہو چکا تھا کہ ایک شخص آئے انہوں نے کہا "السلام علیک یا رسول اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پیوند دار دو پرانی چادریں تھیں جن سے زعفران کا رنگ دور کیا ہوا تھا، آپ کے پاس کھجور کی ایک چھڑی تھی جس کا چھلکا اتر ہوا تھا، اوپر کی چھال نہیں اتری تھی، آپ ہاتھ پاؤں سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشست میں فروتنی و عاجزی کرتے دیکھا تو میں خوف سے کانپنے لگی، ہمیشہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ مسکینہ کانپ رہی ہے، آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا حالانکہ میں آپ کی پشت کے پاس تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسکینہ الطمینان سے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تو اللہ نے جو رعب میرے قلب میں ڈال دیا تھا اسے دور کر دیا۔

میرے ہمراہی آگے بڑھے، انہوں نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے سب سے پہلے آپ سے بیعت کی، پھر عرض کی یا رسول اللہ (مقام) دہنا کے متعلق آپ ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان یہ تحریر فرمادیں گے کہ ان لوگوں میں سے سوائے مسافر یا ہمسائے کے اور کوئی شخص اس مقام سے ہماری طرف نہ بڑھے فرمایا کہ اے لڑکے ان کو دہنا کے متعلق لکھ دو۔

جب میں نے دیکھا کہ آپ نے ان کے لئے حکم دیدیا کہ دہنہا کے متعلق لکھ دیا جائے تو مجھ سے نہ ہلاکسیا، یہ میرا وطن اور میرا مکان تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب انھوں نے آپ سے یہ درخواست کی تو زمین کے متعلق انصاف نہیں کیا، یہی دہنہا، آپ کے نزدیک بھی اونٹوں کے روکنے کی جگہ اور بکریوں کی چراگاہ ہے، بنی تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے اس کے پیچھے ہیں،

فرمایا کہ اے لڑکے ابھی رک جا (یعنی نہ لکھو) یہ مسکینہ بیچ کہتی ہے، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، پانی اور درخت دونوں کے لیے ہیں دونوں فتنہ انگیز کے مقابلے میں باہم مدد کرتے ہیں، جب حُریت نے دیکھا کہ ان کے فرمان میں رکاوٹ پڑ گئی تو انھوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور (مجھ سے) کہا کہ میں اور تم اس طرح تھے جس طرح کہا گیا ہے کہ ”بھیر کی موت اس میں ہے کہ دوسری بھیر کو اس کے سم پکڑ کے اٹھائے میں نے کہا کہ واللہ تم تاریکی میں رہ رہتے تھے، مسافر کے ساتھ سخی اور اپنی رفیقہ کے ساتھ باکہ امن تھے، یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئی۔ لیکن جب تم نے اپنے حصے کی درخواست کی تو میرے حصے پر مجھے ملامت نکر۔

انھوں نے کہا کہ تمہارا باپ نہ رہے دہنہا، میں تمہارا کیا حصہ ہے؟ میں نے کہا کہ میرے اونٹ کے روکنے کی جگہ ہے جس کو تم اپنی عورت کے اونٹ کے لئے مانگتے ہو، انھوں نے کہا کہ لامحالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں گا کہ جب تک زندہ ہوں تمہارا بھائی ہوں۔ اس لئے کہ تم نے آنحضرت کے سامنے میری مدح کی ہے، میں نے کہا کہ جب تم نے اس کو شروع کیا ہے تو میں ہرگز اسے ضائع نہ کروں گی (یعنی برادری کو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ان (عورت) کے بیٹے کو اس پر ملامت کی جا سکتی ہے کہ وہ حجرے کے اندر سے کام کا فیصلہ کرے۔ میں روئی اور کہا: یا رسول اللہ بخدا وہ میرے یہاں عقلمند ہی پیدا ہوا تھا،

جنگ ربدہ میں آپ کے ہمراہ تھا، وہ میرے لئے غلہ لانے خیر گیا وہاں خیر کا
سجارا گیا، اور میرے پاس لڑگیاں چھوڑ گیا،

آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) کی جان ہے، اگر تم مسکینہ نہو تو ہم تم کو تمہارے منہ کے بل گھسیٹتے،
کیا تم میں سے کوئی شخص اس پر مغلوب ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ
دنیا میں اچھا برتاؤ کرے۔ (مطلب یہ ہے کہ بظاہر قبیلہ کے کلام سے یہ مفہوم
ہوتا ہے کہ میرا لڑکا میرے لئے غذا لانے گیا، یہی اس کی موت کا باعث ہوا۔
اس پر آنحضرت ناخوش ہوئے اور آپ کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی سے
مصیبت نہیں آتی۔)

جب اس کے اور اُس کے درمیان وہ شخص حائل ہو گیا جو اُس سے زیادہ اُس کے
قریب تھا تو اُس نے واپس لے لیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے اللہ تو نے
جو گزار دیا اُس کو مجھ سے بھلا دے اور جو تو نے باقی رکھا ہے اس پر میری مدد کر،
قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے،
تم میں سے ایک شخص روتا ہے، پھر اُس کے پاس اُس کا ساتھی روتا ہے، لہذا
اے بندگان خدا اپنے بھائیوں پر عذاب نہ کرو۔

آپ نے سُرخ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر قبیلہ اور دختران قبیلہ کے لئے
تحریر فرمایا کہ ان کے حق میں ظلم نہ کیا جائے، نہ انہیں نکاح پر مجبور کیا جائے،
ہر مومن مسلم ان کا مددگار ہے، تم (عورتیں) بھی اچھا کرو، برائی نہ کرو۔

۵۹ صفیہ و دُحیبہ دختران علیہ سے جن کے دادا حرمہ تھے مروی ہے کہ
حرمہ نکلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ کے پاس رہنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عارف بنا دیا، انہوں نے کوچ کیا۔
حرمہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو ملامت کی، قصد کیا کہ اب نہ جاؤں گا
تا وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (رہ کر) اپنے علم میں اضافہ نہ کروں،
میں آیا گھڑا ہو گیا، اور عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں
فرمایا کہ اے حرمہ نیکی پر عمل کرو، اور بدی سے پرہیز کرو۔

میں روانہ کے اپنی سواری کے پاس آگیا واپسی میں اپنے مقام پر یا اس کے قریب کھڑا ہو گیا، عرض کی: یا رسول اللہ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں؟

فرمایا

اے حرمہ نیکی کرو اور بدی سے بچو، دیکھو کہ جب تم قوم کے پاس سے اٹھو تو تمہاری سماعت کیا پسند کرتی ہے کہ قوم تمہاری نسبت کیا کہے، بس وہی کرو اور جب تم اپنی قوم کے پاس سے اٹھو تو سوچو کہ تم اپنے حق میں قوم کے کیا کہنے کو ناپسند کرتے ہو، بس اسی سے پرہیز کرو۔

وفود اہل یمن

(۲۸) وفد طے

عبادۃ الطائی نے اپنے شاخ سے روایت کی کہ قبیلہ طے کے پندرہ آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے رئیس و سردار زید خیر تھے، یہی زید خیر زید خیل بن مہلب تھے جو بنی نہمان میں سے تھے۔ ان لوگوں میں وزیر بن جابر بن سدوس بن الصمغ البنبہانی و قبیلہ بن الاسود ابن عامر بھی تھے جو طے کی شاخ جرم سے تھے۔ بنی معن میں سے مالک بن عبد اللہ ابن خیبری اور قعین بن خلیف بن جدیلہ تھے، بنی بولان میں سے بھی ایک شخص تھے، جب مدینے میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد ہی میں تھے، ان لوگوں نے اپنی سواریوں کو مسجد کے سامنے والے میدان میں باندھ دیا اندر گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا، سب مسلمان ہوئے،

پہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام میں دی زید خیل کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے عرب کے کسی شخص کا تذکرہ نہیں کیا گیا جس کو میں نے اس سے کم نہ پایا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا بجز زید کے کہ ان کی جتنی خوبیاں بیان کی گئیں اُس سے زیادہ ہی پائیں۔

۶۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زید خیل رکھا، آپ نے انھیں فید اور دو زمینوں کی جاگیر عطا فرمائی، اس کے متعلق انھیں ایک فرمان لکھ دیا وہ اپنی قوم کے ساتھ واپس ہوئے مقام فردہ پہنچے توفوت کرتے ان کی بیوی نے تمام فرامین پر قبضہ کر لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو لکھے تھے اور چاک کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ طے کے بت فلس کی جانب علی بن ابی طالب کو روانہ فرمایا تھا کہ اُسے نہ ہدم کر دیں اور ہر طرف سے گھیر لیں، وہ دو سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے، انھوں نے خاندان حاتم کے حاضرین پر چھاپہ مارا، دختر حاتم ان لوگوں کے ہاتھ لگیں، یہ لوگ انھیں بھی قبیلہ طے کے قیدیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

ہشام بن محمد کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں سے جن صاحب نے قبیلہ طے پر چھاپہ مارا اور حاتم کی دختر کو گرفتار کیا وہ خالد بن الولید تھے (علی بن ابی طالب نہ تھے)۔

(اس گرفتاری کے وقت) عدی بن حاتم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے بکھر بھاگ نکلے، اور ملک شام پہنچ گئے۔ وہ دین نصرانیت پر تھے، اپنی قوم کے ہمراہ (مقام) مریخ جایا کرتے تھے۔

حاتم کی دختر کو مسجد نبوی کے دروازے کے ایک سائبان میں کر دیا گیا وہ خوبصورت اور شیریں کلام تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو اٹھکراپ کے پاس آئیں اور عرض کی والدہ مر گئے وافد (بطور وفد آنے والے) کھو گئے، لہذا مجھ پر احسان فرمائے، اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا واد کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ عدی بن حاتم فرمایا وہ تو اللہ ورسول سے بھاگنے والے ہیں“

ایک وفد قبیلہ قضاہ کا شام سے آیا ہوا تھا، دختر حاتم کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لباس عطا فرمایا، خرچ دیا اور سواری عطا فرمائی، میں نہیں (قبیلہ قضاہ) کے ہمراہ روانہ ہوئی، ملک شام میں عدی کے پاس آئی، ان سے کہا کہ اے قطع رحم کرنے والے ظالم تم نے اپنے بیوی بچوں کو تو سوار کر لیا اور والد کے پیسہ ماندگان کو چھوڑ دیا!

چند روز وہ عدی کے پاس مقیم رہیں، انہوں نے عدی سے کہا، میری رائے یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملو، عدی روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کو سلام کیا، اس وقت آپ مسجد میں تھے۔

آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ عدی بن حاتم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے مکان پر لے گئے، ایک گدہ بچھا دیا جس میں کھجور کی جھال بھری ہوئی تھی اور فرمایا کہ اس پر بیٹھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے، آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، عدی اسلام لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم کے صدقات (محال) پر عامل بنا دیا۔

جہیل بن مرثد الطائی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ عمرو بن المثنیٰ بن کعب بن عمرو بن عَصْر بن عَثْم بن حارثہ بن ثوب بن معن الطائی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اس زمانے میں ڈیڑھ سو برس کے تھے۔

انہوں نے آنحضرت سے شکرار کو دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ جس کو تم قتل کرو اور اس کو خود مرتے دیکھ لو تو کھاؤ، جو شکرار زخمی ہو کر بھاگ جائے اور تمہاری نظر سے اوجھل ہو کر مر جائے تو اسے چھوڑ دو،

یہ عرب میں سب سے بڑے تیر انداز تھے، یہی وہ شخص ہیں جن کے بارے میں شاعر امرؤ القیس بن حجر یہ شعر کہتا ہے۔

رب رام من بنی نعل مخرج کفیه می ستره
(قبیلہ بنی نعل میں ایسے تیر انداز بھی ہیں کہ چھپے ہوئے مقام سے اپنی دونوں ہتیلیاں نکال کے تیر چلاتے ہیں)۔

(۲۹) وفد تجیب

ابو الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹۰ھ میں وفد تجیب آیا، یہ لوگ تیرہ آدمی تھے اپنے ہمراہ وہ صدقات بھی لیتے آئے جو اللہ نے ان پر فرض کئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مرجا فرمایا، اچھی جگہ ٹھہرایا اور مقرب بنایا، بلال کو حکم دیا کہ ان کی مہمانداری اچھی طرح کریں اور اچھی طرح انعامات دیں

آپ (معمولاً) وفد کو جتنا عطا فرمایا کرتے تھے ان لوگوں کو اُس سے زائد دیا اور فرمایا کہ اب تو تم میں کوئی نہیں رہا (جس کو انعام نہ ملا ہو) ان لوگوں نے عرض کی کہ ایک لڑکا ہے جس کو ہم اپنے کجاووں پر چھوڑ آئے ہیں، وہ ہم سب سے کم سن ہے۔ فرمایا کہ اُسے بھی ہمارے پاس لاؤ،

لڑکا حاضر خدمت ہوا، اور عرض کی کہ میں بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہوں، جو ابھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، آپ نے ان کی حوائج پوری کر دی ہیں، میری حاجت بھی پوری فرما دیجئے۔

فرمایا تمھاری حاجت کیا ہے، عرض کی: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری مغفرت کرے، مجھ پر رحمت نازل کرے، اور میری امیری میرے دل میں کر دے۔ فرمایا کہ اے اللہ اس کی مغفرت کر، اس پر رحمت نازل کر اور اس کی امیری اس کے دل میں کر دے۔

آپ نے اُس کے لئے بھی اتنے ہی انعام کا حکم دیا جتنا اُس کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کو دلایا تھا، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس روانہ ہو گئے۔

سولہ آدمی بزمانہ و حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منامیں لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اُس لڑکے کو دریافت فرمایا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ اُسے جو کچھ اللہ دیدے اُس پر اس سے زیادہ قناعت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ ہم سب کا خاتمہ اسی طرح ہو۔

(۳۰) وفد خولان

متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ وفد خولان جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا، شعبان شاہ میں آیا، ان لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے؛ اُس کے رسول کی تصدیق کرنے والے اور اپنی قوم کے رہ جانے والوں کے قائم مقام ہیں، اور ہم نے آپ کی جانب اونٹوں کو تھکا کر سفر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عم انس جو ان لوگوں کا بت تھا کیا ہوا؟ ان لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو خراب اور بری حالت میں ہے ہم نے اُسے اُس اللہ سے بدل لیا جس کو آپ لائے ہیں، اگر ہم اُس کی جانب واپس ہوں گے تو مشرک مکرہ کریں گے۔

ان لوگوں نے امویوں کے متعلق چند باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں تو آپ ان کے متعلق بتانے لگے، آپ نے کسی کو حکم دیا کہ انہیں قرآن و حدیث کی تعلیم دے، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں ٹھہرائے گئے اور ان کی مہمانداری کی گئی۔

چند روز کے بعد جب رخصت ہونے آئے تو آپ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی

انعام دینے کا حکم دیا، یہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے (اپنے اسباب کی) گرہ تک نہ کھولی جب تک عم انس بت کو منہدم نہ کر دیا، ان لوگوں نے ان چیزوں کو حرام کر لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حرام کر دی تھیں اور انہیں حلال کر لیا جو آپ نے ان کے لئے حلال کر دی تھیں۔

(۳۱) وفد جعفی

۶۲ ابی بکر بن قیس جعفی سے مروی ہے کہ قبیلہ جعفی کے لوگ زمانہ جاہلیت میں دل کو حرام سمجھتے تھے، ان میں سے دو آدمی قیس بن سلمہ بن شریل بنی مران بن جعفی میں سے اور سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن الجمع بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ دونوں اخیانی بھائی تھے، ان کی والدہ ملیکہ بنت الحلو بن مالک بن حریم بن جعفی میں سے تھی، اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ دل نہیں کھاتے۔ ان دونوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ بغیر اس کے کھاتے ہوئے تمہارا اسلام مکمل نہیں ہو سکتا، آپ نے ان کے لئے دل منگایا، وہ بھونا گیا، آپ نے سلمہ بن یزید کو دیا جب اُس نے لیا تو اُس کا ہاتھ کاٹنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کھا لو، اُس نے کھا لیا اور یہ شعر کہا۔

على انى اكلت القلب كرها وترعد حين مسته بنانى

اس بات پر کہ میں نے جیرا دل کو کھایا۔ جب میری انگلیوں نے اُسے چھوا تو وہ کانپتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن سلمہ کو ایک فرمان لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ”یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے قیس بن سلمہ بن شریل کے لئے ہے کہ میں نے تم کو قوم مران اور ان کے موالیٰ حریم اور ان کے

موالی اور کلاب اور ان کے موالی میں سے اُن لوگوں پر عامل بنایا جو نماز کو قائم کریں،
زکوٰۃ دیں، اپنے مال کا صدقہ دیں، اُسے پاک و صاف کریں۔

راوی نے کہا کہ قبیلہ کلاب میں اود و زبید و جز بن سعد العشرہ فرید اللہ
ابن سعد و عائذ اللہ بن سعد و بنی صلاہ تھے جو بنی الحارث بن کعب میں سے تھے۔
راوی نے کہا کہ ان دونوں (قیس بن سلمہ و سلمہ بن زید) نے کہا کہ یا رسول اللہ
ہماری والدہ ملیکہ بنت الحلو قیدی کو رہا کرتی تھی، فقیر کو کھلاتی تھی، مسکین پر رحم کرتی
تھی، وہ مری ہے، اس نے اپنی ایک بہت چھوٹی لڑکی کو زندہ درگور کر دیا تھا،
اُس کا کیا حال ہے۔

فرمایا کہ جس نے زندہ درگور کیا (وہ بطور عذاب کے) اور جس کو
زندہ درگور کیا گیا (وہ بطور انتقام یا شہادت) دوزخ میں ہیں، (یہ سنگر) دونوں
ناراض ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے یا

فرمایا کہ میرے پاس آؤ، دونوں واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ
میری والدہ بھی تمھاری والدہ کے ساتھ ہیں، مگر ان دونوں نے نہ مانا اور چلے گئے،
دونوں کہتے جاتے تھے کہ واللہ جس شخص نے ہمیں دل کھلایا اور یہ دعویٰ کیا کہ
ہماری ماں دوزخ میں ہے وہ اس کا اہل ہے کہ ہرگز اُس کی پیروی نہ کی جائے۔
یہ دونوں چلے گئے، راستے میں کسی مقام پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک صحابی ملے جن کے ہمراہ زکوٰۃ کے کچھ اونٹ تھے، صحابی کو
ان دونوں نے رسی سے جکڑ دیا اور اونٹ ہنکالے گئے۔

یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے دوسرے ملعونین
کے ساتھ ان دونوں پر بھی لعنت فرمائی کہ رعل و ذکوان و عَصِیۃ و بیکان اور ملیکہ کے
دونوں بیٹوں پر جو حرم و مران کے خاندان سے ہیں اللہ لعنت کرے۔

ولید بن عبد اللہ الجعفی نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے شیوخ سے
روایت کی کہ ابو سبرہ جن کا نام یزید بن مالک بن عبد اللہ بن الذویب بن سلمہ بن
عمر بن ذہل بن مُران بن جعفی تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے ہمراہ ان کے دو بیٹے سبرہ و عزیز بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزیز سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے، انہوں نے کہا کہ عزیز۔ (علیہ و عزت والا۔) فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عزیز نہیں، تم عبد الرحمن ہو، یہ لوگ اسلام لے آئے۔

ابوسبرہ نے عرض کی یا رسول اللہ میری بہتیلی کی پشت میں ایک بتوڑی ہے جو مجھے اپنی سواری کی تکمیل بکھڑنے سے روکتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا، اس سے بتوڑی پر مارنے لگے اور ہاتھ سے چھونے لگے جیسا نچہ وہ جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ان کے دونوں بیٹوں کے لئے دعا فرمائی، ابوسبرہ نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے میری قوم کی وادی میں بطور جاگیر عطا فرمائیے، آپ نے عطا فرمادی، اس وادی کا نام حر دان تھا۔ یہی عبد الرحمن خثیمہ بن عبد الرحمن کے والد تھے۔

(۳۲) وفداء

بنی المصطلق کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہ میں جب جبرائیل سے واپس ہوئے تو قیس بن سعد بن عبادہ کو نوح میں بھیجا اور حکم دیا کہ قبیلہ صداء کو روند ڈالیں، وہ چار سو مسلمانوں کے ہمراہ قناتہ کے لاج میں لشکر انداز ہوئے قبیلہ صداء کا ایک شخص آیا، اس لشکر کو دریافت کیا تو اسے ان لوگوں کے متعلق بتایا گیا، وہ تیزی سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وارد ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں اپنے پس پشت والوں کے وفد کے طور پر حاضر ہوا ہوں، آپ لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں مع اپنی قوم کے آپ ہی کا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس بلا لیا، اس کے بعد ان (صداء کے) لوگوں میں سے پندرہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پس ماندہ لوگوں کی طرف کلمہ بیعت کی اور اپنے وطن واپس گئے۔

اسلام ان لوگوں میں پھیل گیا ان میں سے سو آدمی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

زیاد بن الحارث الصدائی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم کی جانب لشکر بھیج رہے ہیں لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں مع اپنی قوم کے آپ ہی کا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو واپس بلا لیا،

میری قوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے (مجھے) فرمایا کہ اے برادر صدائے شکر تمہاری قوم میں تمہاری اطاعت کی جاتی ہے، عرض کی یہ اللہ ورسول کے طفیل میں ہے۔

راوی نے کہا کہ یہی (زیاد) وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں اذان کہنے کا حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی، بلال آئے کہ اقامت کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برادر صداء نے اذان کہی ہے اور جس نے اذان کہی ہے وہی اقامت کہے گا۔

(۳۳) وفد مراد

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن میک المرادی شاہان کندہ کو چھوڑ کر اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع بنکر بطور وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سعد بن عبادہ کے یہاں ٹھہرے، وہ قرآن اور فرائض و شرائع اسلام سکھا کرتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بارہ اوقیہ چاندی انعام فرمائی ایک اچھی نسل کا اونٹ سواری کے لئے، اور عمان کا بنا ہوا ایک جوڑہ پہننے کے لئے

عنایت فرمایا۔
 انھیں قبیلہ مراد و مذحج وزبید پر عامل بنایا، ان کے ہمراہ خالد بن سعید
 ابن العاص کو صدقات پر (مامور فرما کر) بھیجا، ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں فرض
 صدقہ تھے؛
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک برابر وہ عامل صدقہ رہے؛

(۳۴) وفد زبید

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمر بن معدی کرب الزبیدی
 قبیلہ زبید کے دس آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے، پوچھا کہ اس سرسبز جگہ میں
 رہنے والے بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ ان سے کہا گیا کہ سعد بن عبادہ ہیں
 اپنی سواری کو گھسیٹتے ہوئے روانہ ہونے لگاؤں کہ سعد کے دروازے پر
 پہنچے، سعد نکل کر ان کے پاس آئے، انھیں مرجبا کہا، کجاوے کے اتارنے کا
 حکم دیا۔ اور ان کی خاطر بدالات کی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے وہ اور ان کے
 ہمراہی اسلام لائے چند روز مقیم رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 انھیں انعام دیا اور اپنے وطن کو واپس گئے، اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر قائم رہے
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو مرتد ہو گئے، اس کے بعد
 پھر اسلام کی طرف رجوع کیا، جنگ قادسیہ وغیرہ میں خوب شجاعت ظاہر کی۔

(۳۵) وفد کندہ

زہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس قبیلہ کندہ کے انیس سرداروں کے

ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آئے، وضع یہ تھی کہ کاکل بڑھے ہوئے تھے، سر مہ لگاتھا، جبرہ کے جیسے پہنے ہوئے تھے۔ جن کا حاشیہ حریر کا تھا اور اوپر سے ریشمی کپڑے تھے جن پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگ اسلام نہیں لائے؟ ان لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں، فرمایا یہ کیا حال ہے جو اپنا بنا رکھا ہے؟ ان لوگوں نے اسے ڈال دیا، جب وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ انعام دیا اور اشعث کو بارہ اوقیہ عطا فرمایا۔

(۳۶) وفدِ صدف

شمر جلیل بن عبدالعزیز الصدفی نے اپنے بزرگوں سے روایت کی کہ پہلا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کل انیس آدمی تھے جو اونٹنیوں پر سوار تھے، تہمد اور چادر لباس تھا، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے مکان اور منبر کے درمیان پہنچے اور بیٹھ گئے، سلام نہیں کیا۔ فرمایا کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں قرظیہ: پیر سلام کیوں نہیں کیا؟

وہ لوگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ السلام علیک ایہا البتی ورحمۃ اللہ آپ نے فرمایا وعلیکم السلام، بیٹھ جاؤ، لوگ بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز دریافت کئے آپ نے انہیں بتائے۔

(۲۶) وفدِ خشین

عجمن بن وہب سے مروی ہے کہ ابو طلحہ انخسنی اس وقت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ خیر کی طیاری فرما رہے تھے وہ اسلام لائے آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور خیر میں حاضر ہوئے، اس کے بعد خشین کے سات آدمی آئے اور ابو ثعلبہ کے پاس اترے، اسلام لائے، بیعت کی اور اپنی قوم میں واپس گئے۔

(۳۸) وفد سعد ہذیم

ابو النعمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم لوگ مدینے کے نواح میں اترے، مسجد نبوی کے ارادے سے نکلے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں جنازے کی نماز پڑھاتے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کی: ہم بنی سعد ہذیم میں سے ہیں، ہم اسلام لائے، بیعت کی، اور اپنی سوار یوں کی طرف واپس ہوئے،

آپ نے ہمارے متعلق حکم دیا تو ہم ٹھیرائے گئے، ہماری مہانداری کی گئی، تین دن تک مقیم رہے، اس کے بعد آپ کی خدمت میں آئے کہ رخصت ہوں، آپ نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنا لو، بلال کو حکم ہوا تو انھوں نے ہمیں چند اوقیہ چاندی انعام دی، ہم لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آئے، اللہ نے انھیں بھی اسلام عطا فرمایا۔

(۳۹) وفد بلی

رویف بن ثابت البلوی سے مروی ہے کہ میری قوم کا وفد ربیع الاول ۶ھ میں

آیا، میں نے ان لوگوں کو اپنے مکان (واقع محلہ) بنی جدیلہ میں اتارا، میں ان لوگوں کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

آپ صبح کے وقت اصحاب کے ہمراہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے، شیخ وفد ابوالضیاب آگے بڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور گفتگو کی، یہ قوم اسلام نے آئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبیافت اور اپنے دینی امور میں چند باتیں دریافت کیں، آپ نے جواب دیا، میں ان لوگوں کو اپنے مکان واپس لایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوجھ کھجور لاکر فرمانے لگے کہ اس کھجور کو استعمال کرو، یہ لوگ کھجور وغیرہ کھایا کرتے تھے، تین دن تک رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے رخصت ہوں، آنحضرت نے ان لوگوں کو بھی انعام دیا جیسا کہ ان کے قبل والوں کو دیا تھا، یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

www.KitaboSunnat.com

(۴۰) وفد بہراہ

ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ وفد بہراہ میں سے آیا جو تیرہ آدمی تھے؛ یہ لوگ اپنی سواریوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے (محلہ) بنی جدیلہ میں مقداد ابن عمرو کے دروازے پر پہنچے، مقداد نکلا ان لوگوں کے پاس آئے ان کو مرحبا کہا اور مکان کے ایک حصے میں ٹھہرایا، یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسلام لائے، فرائض سیکھے اور چند روز قیام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آپ سے رخصت ہوں، آپ نے ان کو انعام کا حکم دیا، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئے۔

(۴۱) وفد عذرہ

ابن عمرو بن حُرَیث العذری سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں کے

خط میں پایا کہ بارہ آدمیوں کا وفد صفر ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جن میں حمزہ بن النعمان العذری و سلیم و سعد فرزند ان مالک و مالک بن ابی رباح بھی تھے،

یہ لوگ رملہ بنت الحارث النجاریہ کے مکان میں اترے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ایام جاہلیت کا سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ قحطی کے انبیائی بھائی ہیں، ہمیں لوگوں نے خزاہ و بنی بکر کو اٹکے سے ہٹایا تھا، ہماری قرابتیں اور رشتہ دریاں ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مرحبا و اہلاً“ مجھ سے کسی نے تمہارا تعارف نہیں کرایا، تمہیں اسلامی سلام سے کس نے روکا ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کی فکر میں آئے ہیں،

اور دین کے متعلق چند باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں، آپ نے جواب دیا، سب مشرف بہ اسلام ہوئے چند روز قیام کیا، پھر اپنے متعلقین میں واپس گئے، آپ نے انھیں اسی طرح انعامات دیئے جس طرح آپ ۶۷

۶۷ ابو زفر الکلبی سے مروی ہے کہ زلزلہ بن عمر و العذری بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انھوں نے عذرہ کے بت سے (تصدیق رسالت کے متعلق) جو کچھ سنا تھا بیان کیا، فرمایا کہ یہ (کہنے والا) کوئی مومن جن تھا۔ (بت نہ تھا) زلزلہ اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ دیا یصقین میں معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ انھیں کے ساتھ مرج میں تھے کہ قتل کر دیے گئے۔

جس وقت وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو یہ اشعار زبان پر تھے۔

الینث رسول اللہ اعملت نصھا
اکلفھا حزنا و قوزا من الرمل
دیار رسول اللہ میں نے آپ ہی کی جانب سواری کا رخ پھیرا ہے، ناہموار و دشوار گزار ریگستان طے کر رہی

میں اُسے تکلیف دے رہا ہوں)

لَا نَصْرَ خَيْرِ النَّاسِ نَصْرًا مَوْزِرًا
وَاعْقَدْ جِلْمًا مِنْ جِبَالِكَ فِي جَبَلِي
(غرض یہ ہے کہ بہترین انسان کی محکمہ و استوار آمد اور کروں، اور پکے رشتہ مبارک کی ایک مجمع خود بھی باندھ لوں)
وَاشْهَدَ أَنَّ اللَّهَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ
أَدِينٌ لَهُ مَا أَثَقَلْتُ قَدَمِي عَلَى
(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں۔ میں اُس وقت تک اُسی کے دین پر ہونگا
جب تک میرا جوتہ میرے قدم کو بھاری رکھے)

(۴۲) وفدِ سلمان

محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حشمہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کے خطوط میں پایا کہ جنیب بن عمر و السلمان بن بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ وفدِ سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہم سات آدمی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ مسجد سے نکل کر ایک جنازے کی طرف جس کی آپ نے دعوت دی تھی جا رہے تھے، ہم نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ فرمایا: وعلیکم تم لوگ کون ہو؟ عرض کی ہم سلمان سے ہیں اور اس لئے آئے ہیں کہ آپ سے اسلام پر بیعت کریں، ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے بھی قائم مقام ہیں۔

آپ اپنے غلام ثوبان کی طرف مڑے اور فرمایا کہ اس وفد کو بھی وہیں اتارو جہاں وفد اترتے ہیں نماز ظہر پڑھ لی تو اپنے مکان اور منبر کے درمیان بیٹھ گئے، ہم لوگ آپ کے پاس گئے، نماز شریعہ اسلام اور جھاڑ چھونک کو دریافت کیا، آپ نے ہم میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی، ہم لوگ وطن واپس گئے۔ یہ واقعہ شوال ۳۸ھ کا ہے۔

(۴۳) وفدِ حبشہ

ابو عبد الرحمن المدنی سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ

تشریف لائے تو آپ کے پاس عبدالعزیٰ بن بدر بن زید بن معاویۃ الجہنی جو نبی الربیعہ
ابن رشدان بن قیس بن جہینہ میں سے تھے بطور وفد آئے، ہمراہ ان کے اخیافی اور
چچا زاد بھائی ابو روعہ بھی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالعزیٰ سے فرمایا کہ تم عبداللہ بن ابوروعہ
سے فرمایا کہ انشاء اللہ تم دشمن کو دھلا دو گے،

آنحضرت نے فرمایا تم لوگ کون ہو، انھوں نے کہا کہ ہم نبی غیانی ہیں (غیانی کے
معنی سرکشی کے ہیں)، فرمایا کہ تم نبی رشدان ہو۔ (رشدان کے معنی ہدایت
پانے کے ہیں)۔

ان لوگوں کی وادی کا نام غوی تھا (جس کے معنی گمراہی و سرکشی کے ہیں) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام رشد رکھا آپ نے جہینہ کے کوہ اشعر و کوہ اجسر
کے لئے فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں جن کو کوئی فتنہ نہ روند سکیگا
فتح مکہ کے دن جہنڈا عبداللہ بن بدر کو دیا، ان لوگوں کو مسجد کے لئے زمین
عطا فرمائی، یہ مدینے کی سب سے پہلی مسجد تھی جس کے لئے زمین دی گئی۔ تقطیم
عمر بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہمارا ایک بت تھا، جس کی سب تقطیم
کیا کرتے تھے، میں اس کا مجاور تھا، جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق سنا تو اس سے توڑ ڈالا، وہاں سے روانہ ہوا، مدینہ شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آیا، مسلمان ہوا، کلمہ شہادت ادا کیا، حلال و حرام کے متعلق جو احکام
تھے سب پر ایمان لایا۔
اسی مضمون کو میں ان اشعار میں کہتا ہوں۔

شہدت بان اللہ حق واننی
لا الہ الا ہذا اول تارک

(میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے، بیشک میں۔ پتھروں کے معبودوں کا سب سے
پہلے چھوڑنے والا ہوں۔)

وشمّرت عن ساقی کلا زمر مہاجرا
الیک اجوب الوعث بعدا لکوارک

(میں نے اپنی پنڈلی سے ہمدرد چڑھا کر آپ کی طرف اس طرح ہجرت کی کہ میں سخت و دشوار گزار راہ وزمین کو قطع کرتا ہوں۔)۔

لاصحب خیر الناس نفسا ووالدا رسول ملک الناس فوق الحیاء

(تاکہ میں ایسے شخص کی صحبت اٹھاؤں جو اپنی ذات و خاندان کے اعتبار سے سب سے بہترین اور لوگوں کے اُس مالک کے رسول ہیں جو آسمانوں کے اوپر ہے)۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم کی جانب بھیجا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں، ان سب نے اس کو قبول کیا سوائے ایک شخص کے جس نے ان کی بات کو رد کیا۔

عمر بن مرہ نے اُس پر بدو عاکی جس سے اُس کا منہ ٹوٹ گیا، وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا، نابینا اور محتاج ہو گیا۔

(۴۴) وفد کلب

عبد عمرو بن جبلیہ بن وائل بن الجراح الکلبی سے مروی ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم جو بنی عامر کے بنی رقاش میں سے تھے روانہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا، ہم اسلام لائے۔ اس شخص نے فرمایا کہ میں بنی امی صادق و پاکیزہ ہوں، خرابی اور پوری خرابی اُس شخص کی ہے جو میری تکذیب کرے مجھ سے روگرداں ہو اور جنگ کرے، بہتری اور پوری بہتری اُس شخص کی ہے جو مجھے جگہ دے میری مدد کرے مجھ پر ایمان لائے، میرے قول کی تصدیق کرے اور میرے ہمراہ جہاد کرے۔

ہم دونوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ پر ایمان لاتے ہیں، آپ کے قول کی تصدیق کرتے ہیں؛ دونوں اسلام لے آئے، عبد عمرو یہ شعر پڑھنے لگے۔

واجبت رسول اللہ اذ جاء بالهدی واصبحت بعد الحمد باللہ اوجرا

میں نے رسول اللہ کو مان لیا جب آپ ہدایت لائے پہلے میں اللہ کا منکر تھا، اب میں ہوں اور اس کا مجھے اجر ملیگا۔)

وودعت لذات القدر الحوقل وقدراری
بھاسد کا عمری ولھو اصورا
(تیروں کے ذریعے سے خال و شگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیئے حال آں کہ ایسے ہی ہو و لعب میں میری عمر گزری تھی)۔

وامنت باللہ العلی مکانه
واصحت للاوثان ماعشت منکرا

۶۹ میں اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے۔ میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا
ربیعہ بن ابراہیم دمشقی سے مروی ہے کہ حارثہ بن قطن بن زائر بن حصن بن
کعب بن علیہم نکلی اور حنظل بن سعدانہ بن حارثہ بن مفضل بن کعب بن سلیم بطور وفد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے،
حمل بن سعدانہ کے لئے جھنڈا باندھا، وہ اُس جھنڈے کو لیکر معاویہ کے ہمراہ
صفین میں تھے۔

حارثہ بن قطن کے لئے ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں یہ مضمون تھا کہ یہ فرمان
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دومتہ الجندل اور اس کے نواح کے
ان باشندگان کے لئے ہے جو قبیلہ کلب کے حارثہ بن قطن کے ساتھ ہیں بارش سے
سیراب ہونے والی صحرائی تھجور کے درخت ہمارے ہیں، شہر کے کھجور کے درخت تمہارے ہیں
جس زمین پر چشمہ وغیرہ کا پانی جاری ہو اس پر محصول عشر (دسواں حصہ) ہے اور جو بارش سے
سیراب ہو اس پر محصول نصف عشر (پنچواں حصہ) ہے، مانہ تمہارے اوتھوں
کی جمعیت کو جمع کیا جائے گا اور نہ ایک دو مویشی ہوں تو ان کو برابر کیا جائیگا
تمہیں منسا زکوہ وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ اس کے حق کے موافق ادا کرنا
ہوگی تم سے گھاس نہیں روکی جائے گی، اور نہ سامان خانہ داری کا عشر (دسواں حصہ)
لیا جائے گا، تم سے اس کا عہد و پیمانہ ہے تمہارے ذمے ہماری خیر خواہی و وفاداری
اور اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے۔ اللہ اور مومنین حاضرین گواہ ہیں۔

(۴۵) وفد جرم

سعد بن مرۃ ابجرمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارے دو آدمی بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک کا نام اصقع ابن شریح بن صرم بن عمرو بن ریاح بن عوف بن عمیرہ بن الہون بن اعجب بن قدامہ بن جرم ابن ریال بن مخلوان بن عمران بن الحاف بن قضاہ تھا اور دوسرے ہودہ بن عمرو ابن یزید بن عمرو بن ریاح تھے۔

دونوں اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک فرمان تحریر فرمادیا۔

مجھے بعض جریشین نے وہ شعر سنائے جو اصقع یعنی عامر بن عاصمہ بن شریح نے کہے تھے۔

وكان ابوشیخ الخیر عھی فقی الفتیان جمال الغلامہ

(ابو شریح الخیر میرے چچا تھے۔ جو بڑے بہادر اور ذمہ داری کے برداشت کرنے والے تھے)

عمید الحی مجرم اذا ما ذو الاکال سامونا ظلامہ

(ایسی حالت میں بھی وہ قبیلہ جرم کے سردار تھے جبکہ مال و متاع پر دست درازی کرنے والوں نے ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا تھا)

وسابق قومہ لما دعاهم الی الاسلام احمد من قلامہ

(جبکہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو وہ اس دعوت حق کے قبول کرنے میں اپنی تمام قوم سے سبقت لے گئے)

فلباہ وکان لہ ظہیرا فرقہ علی حتی قدامہ

(انہوں نے آپ کو لبیک کہا اور آپ کے مددگار ہو گئے۔ آپ نے انہیں قدامت کے دونوں قبیلوں پر سردار بنا دیا۔)

عمر بن سلمہ بن قیس الجرمی سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ اسلام لائے تو ان کے والد اور قوم کے چند آدمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے قرآن لیکھا حواجج دینی پوری کیں۔

ان لوگوں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ ہمیں نماز کون پڑھائے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے نماز پڑھائے جس نے سب سے زیادہ قرآن یاد کیا یا سیکھا ہو، یہ لوگ اپنی قوم میں آئے دریافت کیا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھ سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہو، حالانکہ میں اُس زمانے میں اتنا چھوٹا تھا کہ میرے بدن پر صرف ایک چادر تھی، ان لوگوں نے مجھے امام بنایا اور میں نے انہیں نماز پڑھائی، آج تک قبیلہ جرم کا کوئی مجمع ایسا نہ ہوا جس میں موجود ہوں اور امام نہ ہوں۔

راوی نے کہا کہ عمر بن سلمہ اپنی وفات تک برابر لوگوں کی نماز جنازہ پڑھاتے اور مسجد میں امامت کرتے،

ابویزید عمرو بن سلمہ الجرمی سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک ایسے پانی (کے کنوئیں) کے سامنے رہا کرتے تھے جس پر لوگوں کا راستہ تھا، لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ یہ امر (اسلام) کیا ہے، وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہیں، اللہ نے انہیں رسول بنایا ہے، اور یہ یہ وحی بھیجی ہے۔

میں یہ کرنے لگا کہ اس میں سے جو کچھ سنتا تھا اُسے اس طرح یاد کر لیتا تھا کہ گویا میرے سینے پر رنگ چڑھنا دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں بہت سا قرآن جمع کر لیا عرب قبول اسلام کے لیے فتح مکہ کے منظر تھے کہتے تھے کہ دیکھتے رہو، اگر آنحضرت ان لوگوں پر غالب آجائیں تو آپ صادق و نبی ہیں، جب فتح مکہ کی خبر آئی تو یہ قوم نے اسلام لانے میں سبقت کی میرے والد ہمارے ہمراہ لوگوں کے اسلام کی خبر (آنحضرت کے پاس) لے گئے، جب تک اللہ کو ان کا قیام منظور ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقیم رہے۔

اس کے بعد آئے، جب وہ ہمارے نزدیک آئے تو ہم نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا

انہوں نے کہا: بخدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں، آنحضرتؐ تھیں اس بات کا حکم دیتے ہیں اور اس بات سے منع فرماتے ہیں۔ فلاں نماز فلاں وقت پڑھو، اور فلاں نماز فلاں وقت، جب نماز کا وقت آئے تو کوئی تم میں سے اذان کہے، تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

ہمارے ہمسایہ نے غور کیا تو ان لوگوں نے کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن جانتے والا نہ پایا، اس لئے کہ میں شترسواروں سے یاد کیا کرتا تھا، ان لوگوں نے مجھے اپنا امام بنایا، میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا حالانکہ میں چھ برس کا تھا میرے بدن پر ایک چادر تھی کہ جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ بدن سے ہٹ جاتی تھی، قبلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم لوگ اپنے قاری کے سرین کو ہم سے کیوں نہیں چھپاتے ان لوگوں نے مجھے بحرین کا ایک گرہ درگرہ کرتے پہنایا جتنی مسرت مجھے اس کرتے سے ہوئی اتنی کسی چیز سے نہیں ہوئی۔

عمر بن سلمہ الجرمی سے مروی ہے کہ میں شترسواروں سے ملتا تھا، وہ مجھے آیتیں پڑھاتے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں امامت کیا کرتا تھا عمر بن سلمہ سے مروی ہے کہ میرے والد اپنی قوم کے اسلام کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ نے ان لوگوں کے لئے جو کچھ فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔ میں ان سب میں چھوٹا تھا اور امامت کیا کرتا تھا، ایک عورت نے کہا کہ اپنے قاری کے سرین تو ہم سے چھپاؤ۔ پھر ان لوگوں نے میرے لئے کرتہ بنا یا میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔

عمر بن سلمہ سے مروی ہے کہ جب میری قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آئی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

ان لوگوں نے مجھے بلایا، رکوع و سجد سکھایا میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا، میرے بدن پر ایک پھٹی ہوئی چادر تھی، لوگ میرے والد سے کہا کرتے تھے کہ

تمہ سے اپنے بیٹے کے سرن کیوں نہیں چھپاتے۔

(۴۶) وفدازد

خیر بن عبد اللہ الازدی سے مروی ہے کہ صرد بن عبد اللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فردہ بن عمرو کے پاس اترے، فردہ نے ان لوگوں کو سلام کیا اور ان کا اکرام کیا۔

یہ لوگ ان کے یہاں دس روز رہے، صرد ان سب میں افضل تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرک قبائل میں سے جہاد کریں جو قرب و جوار میں ہیں۔

یہ نیکلے اور جرش میں پڑاؤ کیا جو ایک محفوظ شہر تھا، اسی میں قبائل میں تھے جو قلعہ بند ہو گئے تھے صرد نے پہلے اسلام کی دعوت دی انکار کیا تو ایک ہفتے تک محاصرہ رکھا، ان کے مویشی حملہ کر کے لوٹا لیا کرتے تھے،

وہ محاصرہ اٹھا کر گوہ شکر کی طرف چلے گئے۔ سمجھے کہ بھاگ گئے، لوگ ان کی تلاش میں نکلے صرد نے اپنی صفیں آریستہ کیں اور حملہ کر دیا، جس طرح چاہا ان لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ میں گھوڑے پکڑ لئے دو پہر تک طویل جنگ ہوئی،

اہل جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا جو متلاشی و منتظر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں کے مقابلے اور صرد کی فتح کی خبر دی،

یہ دونوں اپنی قوم کے پاس آئے اور کل حال بیان کیا۔ ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ارکان و قد اسلام لائے، آپ نے انھیں مرحبا فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ صورت کے اچھے ملاقات میں سچے، کلام میں پاکیزہ اور امانت میں بڑے ہو، تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

آپ نے ان لوگوں کا (میدان جنگ میں) شعار (لفظ) مبرور مقرر فرمایا،
اور ان کے گاؤں کو خاص نشانوں سے محفوظ و محدود فرمادیا۔

(۴۷) وفد غسان

مہاجر بن بکیر الغسانی نے اپنی قوم غسان سے روایت کی کہ ہم لوگ رمضان
۱۰ شہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے، اہل تیرہ آدمی تھے
رملہ بنت الحارث کے مکان میں اترے دیکھا کہ تمام وفد عرب سب کے سب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر رہے تھے کہ ہم نے آپس میں کہا کہ عرب کے اہل بصیرت
کیا اس نظر سے دیکھیں گے، ہمیں بھی نہیں، ہم ہی بڑے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسلام لائے، تصدیق کی،
اور گوہری دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں سب حق ہے، ہم جانتے نہ تھے کہ قوم ہماری
پیروی کرے گی یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں انعامات دیئے۔
یہ لوگ واپس ہوئے، قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے ان کی بات نہیں
مانی، ان لوگوں نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا، ان میں سے دو مسلمان مر گئے اور ایک
نے جنگ یرموک میں عمر بن الخطاب کو پایا، وہ ابو عبیدہ سے ملے، اپنے اسلام کی خبر دی،
وہ انکا اکرام کیا کرتے تھے۔

(۴۸) وفد حارث بن کعب

عبد اللہ بن عکرمہ بن عبد الرحمن بن الحارث نے اپنے والد سے روایت
کی کہ ربیع الاول ۱۰ شہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو
چار سو مسلمانوں کے ساتھ نجران بھیجا اور حکم دیا کہ جہاد کرنے سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی

دعوت دی۔

خالد نے یہی کیا۔ جو بنی الحارث بن کعب وہاں تھے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اُس مذہب میں داخل ہو گئے جس کی انہیں خالد نے دعوت دی تھی خالد انہیں لوگوں کے پاس ٹھہر گئے، انہیں اسلام و شرائع اسلام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم دی،

یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور بلال بن الحارث المزنی کے ہمراہ بھیجا کہ آپ کو مسلمانوں کے غلبے اور بنی الحارث کے اسلام کی طرف تیزی سے سبقت کرنے کی خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو خوشخبری دو اور ڈراؤ بھی، اُو جیب تو اس طرح کہ تمہارے ہمراہ اُن کا وفد بھی ہو، خالد اسی طرح آئے کہ ہمراہ اُن لوگوں کا وفد بھی تھا، جن میں قیس بن الحصین ذوالغصہ، یزید بن عبد المدان، عبد اللہ بن عبد المدان، یزید بن المحجل، عبد اللہ بن قراؤشد بن عبد اللہ القحطانی و عمرو بن عبد اللہ بھی تھے،

خالد نے ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ لوگ بھی ہمراہ تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ بنی الحارث بن کعب ہیں۔

اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، کلمہ شہادت لاکا اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ پڑھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی انعام عطا فرمائی، قیس بن الحصین کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب پر امیر بنایا۔

یہ لوگ بقیہ ایام شوال میں اپنی قوم کی جانب واپس گئے، اس کے چار ماہ بعد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ ورحمۃ وبرکاتہ کثیرہ اُدائما کی وفات ہو گئی۔

شعبی سے مروی ہے کہ عبیدہ بن شہر الحارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ سے وہ چیزیں دریافت کیں جن کو وہ چھپے چھپوئے تھے

اور اپنے سفر میں انھوں نے دیکھی تھیں،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں وہ چیزیں بتانے لگے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابن مسہر! سلام لے آؤ اور اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرو، وہ اسلام لے آئے۔

(۴۹) وفد ہمدان

حبان بن ہانی بن مسلم بن قیس بن عمرو بن مالک بن لائی الہمدانی تم الارحبی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ قیس بن مالک بن لائی الارحبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ مکے میں تھے، انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ میں اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ پر ایمان لاؤں اور آپ کی مدد کروں۔

فرمایا، مرجبا، اے گروہ ہمدان کیا تم لوگ وہ اختیار کرو گے جو مجھ میں ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں جی ہاں فرمایا: اچھا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ، اگر انھوں نے بھی یہی کیا تو واپس آنا میں تمہارے ساتھ چلوں گا،

قیس اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے، وہ لوگ اسلام لائے، غسل کے لئے اندر گئے، قبلے کی طرف رخ کیا، قیس بن مالک ان لوگوں کے اسلام کی خبر لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوئے، عرض کی کہ میری قوم اسلام لے آئی ہے، انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے اخذ کروں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیس کیسے اچھے قاصد قوم ہیں۔ اور فرمایا کہ تم نے وفا کی اللہ تمہارے ساتھ وفا کرے۔

آپ نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا، ان کی قوم ہمدان کے (قبائل) اجر خالص و نجیب تھے، جو یہ دینی تھے، جلد اتنی تھے اور جو ان کے موالی تھے سب پر ان کی امارت کے لئے تحریر فرمایا کہ وہ لوگ ان کی باتیں اطاعت کریں، اور یہ کہ ان کے لیے اللہ رسول کی ذمہ داری ہے جب تک تم لوگ

نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

آپ نے قیس کو تین سو فرق (پیمانہ مین) بیت المال میں سے ہمیشہ کے لئے جاری فرمایا، دو سو فرق کشتش اور جو اربع نصف نصف اور ایک سو فرق گیبوں۔
ابو اسحاق نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ایام حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کیا، قبیلہ ارحب کے ایک شخص جن کا نام عبد اللہ بن قیس بن ام غزال تھا آپ کے پاس سے گذرے فرمایا: کیا تمہاری قوم کے پاس مدافعت کی قوت ہے عرض کی جی ہاں، آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہوئے، مگر یہ اندیشہ ہوا کہ ان کی قوم آپ کے ساتھ بد عہدی کرے گی، اس لئے آپ سے آئندہ حج کا وعدہ کیا۔ آپ نے ان بھائی کو ان کی قوم کے ارادے سے روانہ فرمایا یہی زبید کے ایک شخص زباب نے انھیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد قبیلہ ارحب کے چند نوجوانوں نے عبد اللہ بن قیس کے عوض زباب الزبیدی کو قتل کر دیا۔

۷۳ اہل علم سے مروی ہے کہ وفد ہمدان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کیفیت سے آیا کہ ان کے بدن پر جبرہ کے بنے ہوئے کپڑے تھے جن کی گوٹھ ریباچ (ریشم) کی تھی، ان لوگوں میں ذی شعار کے حمزہ بن مالک بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمدان کیا اچھا قبیلہ ہے کہ مدد پر سبقت کرنے والا اور مصیبت پر صبر کرنے والا ہے انھیں میں سے اسلام کے رؤسا و ابدال ہوں گے۔

یہ لوگ اسلام لے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمدان کے خارف و یام شاکر کے علاقے، اہل البضب و حواف الرل مسلمانوں کے لئے ہیں۔

(۵۰) وفد سعد العسیرہ

عبدالرحمن بن ابی سبرۃ الجعفی سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

روانگی کی خبر سنی تو بنی انسؓ ابن سعد العشیرہ کے ایک شخص ذباب نے سعد العشیرہ کے بت پر جس کا نام قرآض تھا حملہ کیا اور اُسے ریزہ ریزہ کر دیا۔
اس کے بعد وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اسلام لائے۔
اور یہ شعر کہے۔

تبعث رسول الله اذ جاء بالهدى
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لی جب آپ ہدایت لائے۔ اور قرآن کو میں نے
مقامِ دلالت میں چھوڑ دیا۔

شددت عليه شدة فتركته
کان لم یکن والد هرد و حد ثان
(میں نے اُس پر حملہ کیا اور اُسے اس حالت میں چھوڑا، کہ گویا وہ تھا ہی نہیں زیادہ تو انقلاب لایا ہی)

فلما رأیت الله اظہر دینہ
اجبت رسول الله حین دعانی
رجب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا، تو جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دعوت دی میں نے قبول کر لی۔

فاصححت الاسلام ماعشت ناصرا
والقبت فیہا کلکلی وجرانی
میں جب تک زندہ رہوں گا اسلام کا مددگار رہوں گا۔ اور اسی میں میں اپنا
تمام زور لگاؤں گا۔

فن مبلغ سعد العشیرہ اننی
شریت الذیبتی یاخرفان
رہنے کوئی جو سعد العشیرہ کو یخبر پہنچا رہے کہ میں نے فانی چیز کے عوض باقی
رہنے والی چیز خریدی ہے)

مسلم بن عبد اللہ بن شریک النخعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد اللہ
ابن ذباب الاتکی جنگ صفین میں علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے وہ اُن کے لئے کافی تھے۔

(۵۱) وفد عیش

مذحج کے عیش بن مالک کے قبیلے کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں ایک شخص تھے جو بطور وفیدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت شام کا کھانا نوش فرما رہے تھے، آپ نے انھیں کھانے کے لئے بلایا تو یہ بھیج گئے۔

جب آپ کھانا نوش فرما چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب آئے اور فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ و رسول ہیں، انھوں نے کہا کہ اے اللہ! لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ۔

۴۵ فرمایا: تم طمع سے آئے ہو یا خوف سے، عرض کی: طمع کے متعلق یہ عرض ہے کہ بخدا آپ کے قبضے میں کوئی مال نہیں (جس کا کوئی لالچ کرے) اور خوف کے متعلق یہ گزارش ہے کہ بخدا میں ایسے شہر میں رہتا ہوں جہاں آپ کے لشکر نہیں پہنچ سکتے (کہ کوئی خوف کرے) لیکن مجھے (عذاب آخرت کا) خوف دلایا گیا تو میں ڈر گیا، مجھے کہا گیا کہ اللہ پر ایمان لاؤ میں ایمان لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قبیلہ عیش کے اکثر لوگ مقرر ہیں، چند روزہ قیام میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت کرتے رہے، آخر آپ سے رخصت ہوتے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ۔ آپ نے انھیں زاد راہ دیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی چیز (مرض وغیرہ) محسوس ہو تو کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لینا۔ وہ روانہ ہوئے راستے میں شدید بھاری آگیا انھوں نے کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لی اور وہیں وفات پائی، اللہ ان پر رحمت کرے۔ ان کا نام ربیعہ تھا۔

(۵۲) وفد دارمین

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ وغیرہ سے مروی ہے کہ دارمین کا وفد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی تبوک سے واپسی کے وقت آیا یہ دس آدمی تھے جن میں تیمم و نعیم فرزندان اوس بن خارجہ بن سواد بن جذیمہ بن ذراع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن شمارہ بن لحم، یزید بن قیس بن خارجہ، الفا کہ بن النعمان بن جیلہ بن صفارہ یا صفار بن ربیعہ بن ذراع بن عدی بن الدار، جیلہ بن مالک بن صفارہ، ابوہند و طیب فرزندان ذریعہ بن عبد اللہ بن رزین بن عمیت بن ربیعہ بن ذراع تھے، ہانی بن حبیب، عزیز و مرہ فرزندان مالک بن سواد بن جذیمہ تھے،

یہ لوگ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب کا نام عبد اللہ اور عزیز کا نام عبد الرحمن رکھا، ہانی بن حبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہراب کی مشک، چند گھوڑے اور ایک ریشمی قبا جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بطور ہدیہ پیش کی۔

آپ نے گھوڑوں اور قبا، کو قبول فرمایا (اور مشک کو قبول نہیں فرمایا) یہ قبا، عباس بن عبد المطلب کو عطا فرمائی عباس نے عرض کی کہ میں اسے کیا کروں گا کیونکہ اس کا پہننا جائز نہیں، فرمایا: سونا نکال کر اپنی عورتوں کے لئے اس کا زیور بنا لو یا اسے (فروخت کر کے) خرچ کر لو، قبا، کے ریشم کو فروخت کر ڈالو اور اس کی قیمت لے لو۔

عباس نے اسے ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درم کو فروخت کر دیا تم نے عرض کی: پہلے نواح میں روم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جری اور دوسرے کا بیت عینون ہے اگر اللہ آپ کو ملک شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے ہدیہ فرمادیجئے فرمایا: وہ تمہارے ہی ہوں گے۔

جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو یہ گاؤں دیدیئے انہیں ایک فرمان لکھ دیا واپسین کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مقیم رہا آپ نے ان لوگوں کے لئے ایک سو وسق (پیمانہ غلہ) وصیت فرمائی۔

(۵۳) وفد الرہا وین از قبیلہ مذحج

یزید بن طلحہ البیتھی سے مروی ہے کہ سنہ میں پندرہ آدمی رہا وین کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے یہ لوگ قبیلہ مذحج کے تھے، رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے، ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند ہدایا پیش کئے جن میں ایک گھوڑا بھی مباح نام کا تھا، آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو آپ کے سامنے پھیر گیا آپ نے اسے پسند فرمایا،

یہ لوگ اسلام لائے، قرآن و فرائض سیکھے، آپ نے ان لوگوں کو بھی اسی طرح انعام دیا جس طرح آپ وفد کو دیا کرتے تھے کہ ان کے بڑے درجے والے کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی اور کم درجے والے کو پانچ اوقیہ یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ان میں سے چند آدمی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے حج کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مقیم رہے، آپ نے خیبر کی پیداوار سے لشکر کی مدد میں ان لوگوں کے لئے ایک سو وستی جاری کرنے کی وصیت فرمائی، اور فرمان لکھ دیا،

ان لوگوں نے اس کو زمانہ معاویہ میں فروخت کر ڈالا۔

عمر بن ہریران بن سعد الرہادی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم میں سے ایک آدمی جن کا نام عمر بن سبیح تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک جھنڈا باندھ دیا یہی جھنڈا لیکر انھوں نے معاویہ کے ہمراہ جنگ صفین میں (حضرت علیؑ کے لشکر سے) جنگ کی، بارگاہ رسالت میں اپنی حاضری کے متعلق یہ اشعار کہے۔

الیک رسول اللہ اعملت نصہا تجوب الفیانی سملقا بعد سملق

دیار رسول اللہ میں نے سواری کا رخ آپ کی جانب کر دیا ہے جو یکے بعد دیگرے دشت و بیابان کی صحرا نوردی کر رہی ہے)

على ذات الواح اُكلفها السرى تختب برحلى مرة ثم تعنق

(وہ سواری جس پر لکڑی کی زین ہے میں اس کو شبِ ندری کی تکلیف رہ رہا ہوں میل سمان اٹھائے ہوئے کبھی تو جھک جاتی ہے اور کبھی گردن اونچی کر لیتی ہے)۔

فالمك عندى راحة او تلجلى بياب النبی الهاشمی الموفق

(اے سواری میرے ہاں تجھے اُس وقت تک آرام ملنے کا نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے تک تو نہ پہنچ جائے)۔

عقت اذا من رحلة تفرحلة وقطع ديامير وهم مؤرق

(دہاں پہنچنے کے بعد پھر تو ہر ایک سفر سے رہا و آزاد ہو جائے گی، تہ تجھے کہیں جانا پڑے گا نہ ایسی زحمت ہوگی کہ شب بھر بیدار رہے)۔

تیسرے شعر میں "تلجلی" کا لفظ ہے، اس کے معنی بتاتے ہوئے ہشام کہتے ہیں کہ تلجلی اونٹنی کے ایسے پیٹھ جانے کو کہتے ہیں کہ پھر نہ اُٹھے۔

شاعر کہتا ہے:

فن مبلغ الحسناء ان حليلها مصادین مذعور تلجلی غادرا

(محبوبہ سے کون ہے کہ جا۔ کے کہہ دے کہ اس کا شوہر غداری کے باعث تذبذب میں پڑ گیا ہے)۔

(۵۴) وفد غاد

متقدراہل علم سے مروی ہے کہ وفدِ غادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رمضان میں آیا، یہ دس آدمی تھے جو قبوع الغرقدین اترے اپنے اپنے کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے آپ کو سلام کیا اور

اسلام کا اقرار کیا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں
 شرائع اسلام تھے، یہ لوگ ابی بن کعب کے پاس آئے تو انہوں نے ان لوگوں کو
 قرآن سکھایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسی طرح انعام دیا
 جس طرح وفد کو دیتے تھے اور یہ واپس گئے۔

(۵۵) وفد النخع

شیوخ نخع سے مروی ہے کہ قبیلہ نخع نے اپنے دو آدمیوں کو جن میں
 سے ایک کا نام ارطاة بن شراحیل بن کعب تھا کہ نبی حارثہ بن سعد بن مالک بن نخع میں
 سے تھے، دوسرے جہش کو جن کا نام ارتسم تھا کہ بنی بکر بن عوف بن النخع میں
 سے تھے بطور وفد اپنے اسلام کی خبر کے ساتھ رسول اللہ کے پاس بھیجانیہ دونوں روانہ
 ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

آپ نے ان دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا، دونوں نے قبول کیا اور
 اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت
 اور حسن ہدیت پسند آئی، فرمایا: کیا تمہارے پیچھے تمہاری قوم میں سے کوئی
 تم دونوں کے مثل ہے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم اپنی قوم کے ایسے
 ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو سب کے سب ہم دونوں سے افضل ہیں ان میں سے
 ہر ایک معاملات کا فیصلہ کرتا ہے اور کاموں کو پورا کرتا ہے، یہ جب کوئی کام ہوتا ہے
 لوگ ہمارے شریک و سہیم نہیں ہوتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ان کی قوم کے لئے دعائے خیر
 فرمائی، اور فرمایا کہ اے اللہ نصح کو برکت دے، ارطاة کو امیر قوم بنا کے
 ایک جھنڈا عطا فرمایا جو فتح مکہ میں ان کے ہاتھ میں تھا، وہ اُسے
 قادسیہ میں بھی لائے تھے اسی روز (یعنی جنگ قادسیہ میں) وہ شہید ہو گئے، ان کے

بھائی درید نے اسے لیلیا اور وہ بھی شہید ہو گئے، دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے
پھر اُسے نبی جزیہ کے سیف بن الحارث نے لیلیا اور کوفہ لے گئے۔
محمد بن عمر الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو
سب سے آخری وفد آیا وہ وفد غنح تھا یہ لوگ مین سے وسط محرم ۱۱ھ میں آئے
یہ دو سو آدمی تھے جو رطلہ بنت الحارث کے مکان پر اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔
ان لوگوں نے مین میں معاذ بن جبل سے بیعت کی تھی، ان میں زرارہ بن عمرو
بھی تھے۔

ہشام بن محمد نے کہا کہ یہ زرارہ بن قیس بن الحارث بن عدا، تھے اور یہ نصرانی تھے

(۵۶) وفد بجیلہ

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جریر بن عبداللہ الجبلی
۱۱ھ میں مدینہ آئے ہمراہ ان کی قوم کے ڈیڑھ سو آدمی تھے، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے (ان لوگوں کی آمد سے پہلے بطور پیشینگوئی حاضرین سے) فرمایا تھا
کہ اس وسیع راہ سے تمہیں ایک بہترین بابرکت شخص نظر آئے گا جس کی پیشانی پر
سلطنت کا نشان ہوگا،

جریر اپنی سواری پر نظر آئے ہمراہ ان کی قوم بھی تھی یہ لوگ اسلام لائے
اور بیعت کی۔

جریر نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیلا یا اور مجھے
بیعت کیا اور فرمایا کہ (یہ بیعت) اس پر ہے کہ تم شہادت دو کہ سوائے اللہ کے
کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے
روزے رکھو، مسلمانوں کی خیر خواہی کرو، والی کی اطاعت کرو، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو۔
عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے انھیں بیعت کر لیا۔

قیس بن عزرۃ الاحمسی قبیلۃ احس کے ڈھائی سو آدمیوں کے ہمراہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ احس (اللہ کے بہادر) ہیں زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں کو یہی کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تم لوگ احس (اللہ کے لئے بہادر) ہو۔ بلال کو حکم دیا کہ بچیلہ کے شتر سواروں کو انعام دو اور چھین سے شروع کرو انھوں نے یہی کیا۔

جریر بن عبد اللہ کا قیام فروہ بن عمر و البیاضی کے پاس تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے پس پشت والوں کا حال دریافت فرمایا، عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، اذان کو مساجد اور صحیفوں میں غالب کر دیا، قبائل نے اپنے وہ بہت توڑ ڈالے جن کی وہ پوجا کرتے تھے، فرمایا: اچھا ذوالنخلصہ (بت) کیا ہوا۔ عرض کی کہ ابھی تو اپنی حالت پر مانتی ہے، انشاء اللہ اس سے بھی راحت مل جائیگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذوالنخلصہ کو توڑنے کے لئے بھیجا، ان کے لئے جھنڈا باندھا تو عرض کی کہ میں (سواری نہ جاننے سے) گھوڑے پھینک نہیں سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو ہادی (ہدایت کرنے والا) اور جہدی (ہدایت یافتہ) بنا دے، وہ اپنی قوم کے ہمراہ جو ترقیبیاد و سو تھے روانہ ہوئے، زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ واپس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اسے توڑ ڈالا؟ عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، جی ہاں (توڑ ڈالا)۔ اس پر جو کچھ تھا میں نے لپیٹا، اسے آگ میں جلا دیا، ایسی گت بنا دی کہ جو اس سے محبت کرتا ہے اسے ناگوار ہوگا، میں اس کے توڑنے سے کسی نے نہیں دکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبیلۃ احس کے پیادہ اور سواروں کے لئے دعائے برکت کی،

(۵۷) وفد ختم

یزید و دیگر اہل علم سے مروی ہے کہ جریر بن عبد اللہ کے ذوالنخلصہ کو ہندم کرنے

اور قبیلہ خشعم کے کچھ لوگوں کو قتل کرنے کے بعد وفدِ عثمت بن زحر و انس بن مدریک
قبیلہ خشعم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا،
ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول پر جو کچھ وہ اللہ کے پاس
لائے ایمان لاتے ہیں، آپ ہمیں ایک فرمان لکھ دیجئے کہ جو کچھ اُس میں ہو ہم اُس کی
پیروی کریں۔

آپ نے ان لوگوں کو ایک فرمان لکھ دیا جس میں جریر بن عبد اللہ و حاضرین
کی گواہی تھی۔

(۵۸) وفد الاشعرین

۷۹

اہل علم نے کہا ہے کہ اشعرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
وہ پچاس آدمی تھے جن میں ابو موسیٰ الاشعری، اُن کے بھائی اور ان کے ہمراہ قبیلہ عک کے
دو آدمی تھے، یہ لوگ کشتی میں بحری راستے سے آئے اور جدے میں اترے۔
جب مدینے کے نزدیک پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ کُفُذْ اَنْتَی الْاِحْبَابُ مَجْلُ وِضْرِبَہُ
کل ہم اجباب سے ملیں گے، صحیح صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے۔
یہ لوگ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ خیبر میں پایا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے قدامتوں ہوئے بیعت کی اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اشعرین لوگوں میں ایسے ہیں جیسے تھیلی میں مشک ہو۔

(۵۹) وفد حضرموت

اہل علم نے کہا ہے کہ وفدِ حضرموت وفدِ کندہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آیا، یہ لوگ بنی دلیعہ شاہانِ حضرموت حمزہ و حنوس و مشرح و البضع
تھے یہ لوگ اسلام لائے۔

مخوس نے کہا: یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری زبان سے میرے اس پہلے پن کو دور کر دے آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور انھیں کچھ غلہ (سالانہ) حضرموت کی پیداوار سے عطا فرمایا۔

و ائل بن حجر الحضرمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کی کہ میں اسلام و ہجرت کے شوق میں آیا ہوں، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

و ائل بن حجر کی آمد کی خوشی میں نداد یگنی کہ ”الصلوة جامعة تاک لوگ جمع ہو جائیں (جب کسی کام کے لئے لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہوتا تھا تو یہی نداد یگنی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کو حکم دیا کہ انھیں ٹھہرائیں وہ وائل کے ہمراہ پیادہ روانہ ہوئے وائل اونٹ پر سوار تھے۔

معاویہ نے ان سے کہا کہ اپنا جوتہ میری طرف ڈال دیجئے کہ میں اُسے پہن لوں انھوں نے کہا کہ نہیں، میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہارے پہننے کے بعد میں اُسے پہنوں، معاویہ نے کہا کہ اچھا مجھے اپنے پیچھے بیٹھا لیجئے انھوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ہم نشینوں میں نہیں ہو، معاویہ نے کہا کہ گرمی کی شدت میرے پاؤں جلنے دیتی ہے، انھوں نے کہا کہ میری اونٹنی کے سایے میں چلو بس یہی تمہارے شرف کے لئے کافی ہے۔

جب انھوں نے اپنے وطن کی روانگی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان لکھ دیا۔

یہ فرمان محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے وائل بن حجر شاہ حضرموت کے لئے ہے کہ تم اسلام لائے، جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے لئے کر دیئے تم سے دس میں سے ایک حصہ لے لیا جائے گا جس میں صاحب عدل غور کرے گا میں نے تمہارے لئے یہ شرط کی ہے، تم اس میں کمی نہ کرنا جب تک کہ دین قائم ہے اور نبی و مومنین اُس کے مددگار ہیں۔

ابن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ مخوس بن معدی کرب بن ولیدہ مع اپنے ہمراہیوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور وفد آئے یہ لوگ روانہ ہوئے تو

مخبر سے کہ لقمہ ہو گیا، ان میں سے کچھ لوگ واپس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! سردار عرب کو لقمہ ہو گیا، آپ ہمیں اُس کی دو اتائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سوئی لو اُسے آگ میں تیاؤ پھر ان کی دونوں پلکوں کو الٹو۔ بس اسی میں اس کی شفاء ہے، لامحالہ اسی کی طرف جانا ہے، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ تم لوگوں نے میرے پاس سے روانہ ہوتے وقت کیا کہا تھا (جس کی وجہ سے یہ سزا ملی، انھوں نے حضرت معاویہ سے متکبرانہ کلمات کہے تھے جو اللہ کو ناگوار ہوئے) ان لوگوں نے یہی کیا۔ وہ اچھے ہو گئے۔

عمر بن مہاجر الکندی سے مروی ہے کہ ایک خاتون حضرت موت کے قبیلہ تریحہ کی بیٹی تھی جن کا نام تہناہ بنت کلیب تھا۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک لباس بنایا، اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا اور کہا کہ اس لباس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤ، وہ اُسے آپ کے پاس لائے اور اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی، ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے اپنی قوم کو تعریف کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں۔

لقد مسح الرسول ابائنا
ولم يمسح وجوه بني بحير

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دادا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بنی بحیر کے چہروں پر آپ نے ہاتھ نہیں پھیرا)

شبابهم، وشيهم، سواء
فهم في اللوم اسنان الحمير

دینا بچہ ان لوگوں کے بوڑھے اور جوان سب برابر ہیں، بڑھ سب کمینہ پن میں گدھوں کے دانتوں کی طرح ہیں)

کلیب جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے۔

من دشتر برهوت تهوى بي عذافة
اليك ياخير من يحيى وينتع

(میں بڑھوت سے آ رہا ہوں، آتے ہوئے جھک جھک جاتا ہوں۔ میں آپ کی جناب میں حاضر ہو رہا ہوں، اے ان سب سے بہتر جو پابریہنہ و پاپوشیدہ ہیں)

تجداد عفو اذا ما ملکت الا بل تجوب بی صفصفا غیر امتاھلہ

(سواری مجھے ایسے میدانوں سے لاری ہے جہاں تالابوں کے گھاٹ بھی گرد آلود ہیں اونٹ جب تھک جائیں تو ان کا گرد وغبار اور بڑھ جائے)

شہرین اعمالھا نصاب علی وجہ ارجو بذک ثواب اللہ یا رجل

(اسی دشت فردی میں دو چھینے گزر گئے کہ نہ امت کے ساتھ سفر کر رہا ہوں اور اس سفر سے اللہ کے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں)

انت البنی الذی کنا نختبرہ وبشرتنا بک التوراة والرسل

آپ وہی بنی ہیں جن کو ہم فریدی جا رہی تھی، ہمیں توریت نے اور پیروں نے آپ کے متعلق بشارت دی تھی)

علقہ بن وائل سے مروی ہے کہ وائل بن حجر بن سعد الحضرمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی انھیں ان کی قوم کا سردار بنایا،

آپ نے لوگوں سے تقریر فرمائی کہ اے لوگو یہ وائل بن حجر ہیں جو تمہارے پاس اسلام کے شوق میں حضرموت سے آئے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنی آواز کو بلند فرمایا، پھر معاویہ سے فرمایا کہ انھیں لیجاؤ اور ان کو حجرہ میں کسی مکان میں ٹھہراؤ، معاویہ نے کہا کہ میں انھیں لیگیا، گرمی کی شدت میرے پاؤں جھلس رہی تھی، میں نے (وائل بن حجر سے) کہا کہ مجھے (اونٹ پر) اپنے پیچھے بٹھالے انھوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ہمشینوں میں نہیں ہو، میں نے کہا کہ اچھا اپنے جوتے مجھے دیدے پیچھے کہ انھیں پہن کر گرمی کی تکلیف سے بچوں، انھوں نے کہا کہ اہل یمن کو یہ خبر نہ پہنچے کہ رعیت نے بادشاہ کا جوتہ پہن لیا، اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے

اپنی اونٹنی کو (تیزی سے) روک لوں اور تم اُس کے سائے میں چلو۔
 معاویہ نے کہا کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
 آپ کو ان کی گفتگو کی خبر دی تو فرمایا کہ بیشک ان میں جاہلیت کا حصہ باقی ہے۔
 جب انھوں نے ایسی کارادہ کیا تو آپ نے فرمان لکھ دیا۔

(۶۰) وفادارِ عثمان

۶۰

علی بن محمد سے مروی ہے کہ اہل عثمان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے علاء بن الحضرمی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو شریع اسلام سکھائیں اور کوفہ و محل کریں
 ان لوگوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوا جن میں
 اسد بن سیرح الطحافی بھی تھے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے آپ سے درخواست
 کی کہ ان کے ہمراہ آپ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے۔
 حضرت العدی نے جن کا نام مد رک بن خوط تھا عرض کی کہ مجھے ان لوگوں
 کے پاس بھیج دیجئے کیونکہ ان کا بھرا ایک احسان ہے، انھوں نے جنگ جنوب
 میں مجھے گرفتار کر لیا تھا، پھر مجھ پر احسان کیا (کہ رہا کر دیا)۔

آپ نے انھیں کو ان لوگوں کے ہمراہ عثمان بھیج دیا، ان کے بعد سلمہ بن
 عیاذ الازدی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں اور کس چیز کی طرف دعوت
 دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتایا تو عرض کی کہ آپ اللہ سے
 دعا کیجئے کہ وہ ہماری بات اور الفت کو جمع کر دے۔
 آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی سلمہ اور ان کے ہمراہی اسلام لائے۔

(۶۱) وفدِ عافق

اہل علم نے کہا ہے کہ صحیح بن شجار بن صحار العافقی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے

ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ہم لوگ
اپنی قوم کے اِدِصِیْرِ عَمْر کے لوگ ہیں، اسلام لائے ہیں، ہمارے صدقات میدانوں
میں رُکے ہوئے ہیں،
فَسَرَّ مَایَاکَ تَمَّھَارے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں تم پر وہی
امور لازم ہیں جو مسلمانوں پر لازم ہیں،
عُوذِیْنِ مُریر الغافی نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور اس کے رسول کی
پیسروی کی۔

(۶۲) وفد باریق

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد باریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو
آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی، وہ لوگ اسلام لائے اور بیعت کی، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمان لکھ دیا کہ۔
یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے باریق کے لئے
ہے کہ نہ تو باریق سے بغیر دریافت کئے ہوئے ان کے پھل کاٹنے جائیں گے،
نہ چارٹے یا گرمی میں ان کے وطن میں جانور چرائے جائیں گے، جو مسلمان
چراگاہ نہ ہونے کی وجہ سے یا خود روگھاس چرانے کے لئے ان کے پاس سے گزرے تو
اُس کی تین روز کی ہمانداری (ان کے ذمے) ہوگی، جب ان کے پھل یک جائیں
تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھل اٹھانے کا حق ہوگا جو اُس کے شکم کو سیر کر لیں
بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ لاد کر لیجائے۔
گواہ شد ابو عبیدہ بن الجراح و حذیفہ بن الیمان بن بقلم ابی بن کعب۔

(۶۳) وفد دوس

اہل علم نے کہا ہے کہ جب طفیل بن عمرو والد دوسی اسلام لائے تو انھوں نے اپنی قوم کو

دعوت دی، وہ اسلام لائے اور سب سے پہلے انہی آدمی جو قرابت دار تھے مدینہ آئے ان میں ابو ہریرہ و عبداللہ بن ازیہر الدوسی بھی تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبیہ میں تھے، یہ لوگ آپ کے پاس گئے اور وہیں قدمبوس ہوئے۔

ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت خبیہ میں سے ان لوگوں کا بھی حصہ لگایا، یہ لوگ آپ کے ہمراہ مدینہ آئے۔
طفیل بن عمیر نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھ میں اور میری قوم میں جدائی نہ فرمائیے، آپ نے ان سب کو حترہ الدجاج میں ٹھہرایا۔
ابو ہریرہ جب وطن سے نکلے تو اپنی ہجرت کے بارے میں یہ شعر کہا۔

يا طونها من ليلة وعناءها
على الهامن بلدة الكفر نجت

(رات کو سفر کرتے، تکلیف اٹھاتے رہے، نور وہیں۔ کہ اس سفر نے کفر کی آبادی سے نجات دلائی)
عبداللہ بن ازیہر نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے اپنی قوم میں شرافت و مرتبہ حاصل ہے، آپ مجھے ان پر مقرر فرما دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسے بلور دوں، اسلام غریب (ہونے کی حالت میں) شروع ہوا اور غریب ہی ہو جائے گا، جو اللہ کی تصدیق کرے گا نجات پائے گا، جو کسی اور طرف مائل ہو گا برباد جائے گا۔ تمہاری قوم میں سب سے بڑے قزاق والا وہ شخص ہے جو صدق میں سب سے بڑا ہو، اور حق عنقریب باطل پر غالب ہو جائے گا۔

(۶۴) وفد شمالہ والحندان



اہل علم نے کہا کہ عبداللہ بن عمنس الشمالی و مسیلمہ بن ہبران الحدانی اپنی اپنی قوم کے گروہ کے ساتھ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زکوٰۃ ان کے اموال پر مقرر فرمائی اس کے متعلق ایک فرمان ان لوگوں کو تحریر فرمایا جس کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا، اس پر سعد بن عبادہ و محمد بن مسلمہ کی شہادت ہوئی۔

(۶۵) وفدِ اسلام

اہل علم نے کہا کہ عمیرہ بن افضی قبیلہ اسلام کی ایک جماعت کے ہمراہ آئے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ و رسول پر ایمان لائے، آپ کے طریقے کی پیروی کی، آپ اپنے یہاں ہمارا ایسا مرتبہ مقرر فرمادیجئے جس کی فضیلت عرب بھی جانیں، کیونکہ ہم لوگ انصار کے بھائی ہیں اور تنگی و فراخی میں ہمارے ذمے بھی آپ کی وفاداری و مددگاری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کو خدا سالم رکھے اور غفار کی خدا منقذت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور تمام مسلم قبائل عرب کے لئے خواہ وہ ساحل پر رہتے ہوں یا میدان میں، ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں اسی کے فرائض و زکوٰۃ کا ذکر تھا۔

اس صحیفہ کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا اور ابو عبیدہ بن الجراح و عمر بن الخطاب کی شہادت ہوئی۔

(۶۶) وفدِ حزام

اہل علم نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن عمر بن محمد الحزامی جو بنی النضیر کے ایک فرد تھے قبل نبیر ایک صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے،

آپ کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک فرمان لکھ دیا۔

یہ فرمان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لئے ان کی قوم اور ان کے ہمراہیوں کے نام ہے، رفاعہ ان لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں، جو آجائے وہ اللہ کے گروہ میں ہے، جو انکار کرے اُسے دو ماہ کے لئے امان ہے۔

قوم نے دعوت قبول کی اور اسلام لائی۔

لقیہ بن نائل الجذامی سے مروی ہے کہ قبیلہ جذام میں بنی نفاثہ کے ایک شخص تھے، جن کا نام فروہ بن عمرو بن النافذ تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر بھیجی، اور ایک سفید ماوہ خچر بطور ہدیہ پیش کی، فروہ روم کی جانب سے رومیوں سے ملے ہوئے علاقہ عرب پر عائل تھے، ان کا مستقر عمان اور اس کے متصل کا علاقہ شام تھا، اہل روم کو ان کے اسلام کی خبر پہنچی تو ان کو طلب کیا، گرفتار کر کے قید کر لیا، پھر انہیں نکالا کہ گردن مار دیں۔

انھوں نے یہ شعر کہا۔

ابلق سُرَاةِ الْهُومَنِينِ بَانْتِي سلم لربی اعظمی ومقامی

(سر دار مومنین کو میری خبر پہنچا دو۔ اپنے رب کے لیے میری بڑیاں بھی مطیع ہیں اور میرا مقام بھی فرمانبردار مقام ہے۔)

www.KitaboSunnat.com

(۶۷) وفد مہرہ

اہل علم نے کہا کہ وفد مہرہ، جن پر جہری بن الایض رئیس تھے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا یہ لوگ اسلام لائے،

آپ نے ان کو انعام دیا اور ایک فرمان تحریر فرمادیا۔
 یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مہری بن الہیض
 کے لئے ان مہرہ کے متعلق ہے جو آنحضرت پر ایمان لائیں نہ تو یہ فنا کئے جائیں
 نہ برباد کئے جائیں، ان پر شرائع اسلام کا قائم کرنا واجب ہے، جو اس حکم کو
 بدلے گا، وہ (گویا) جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو اس کے لئے
 اللہ ورسول کی ذمے داری ہے، گری پڑی چیز (مالک کو) پہنچانا ہوگی، مویشی کو
 سیراب کرنا ہوگا، میل کچیل برائی ہے، بیحیائی نافرمانی ہے۔

بقلم محمد بن سلمة اللخضاری -

اہل علم نے کہا کہ قبیلہ مہرہ کے ایک شخص جن کا نام زہیر بن قرضم بن
 العجیل بن قبات بن قموئی بن نفلان العبدی بن الامری بن مہری بن حیدان بن عمرو
 بن الحاف بن قضاعة تھا جو الشحر سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بعد مسافت کی وجہ سے اکرام و مہارت
 فرماتے تھے، جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے انھیں بٹھایا اور سوار
 کرایا۔ اور انھیں ایک فرمان تحریر کر دیا جو آج تک (بعہد مصنف) ان لوگوں کے پاس ہے۔

۸۴

(۶۸) وفد حمیر

قبیلہ حمیر کے ایک شخص سے، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 زمانہ پایا اور بطور وفد آپ کے پاس حاضر ہوئے، مروی ہے کہ مالک بن مرارة الرہادی
 قاصد ثبایان حمیر ان لوگوں کے خطوط و خبر اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس لائے۔

یہ واقعہ رمضان ۸ھ کا ہے، آپ نے بلال کو حکم دیا کہ ان کو ٹھیرائیں
 مدارات و ضیافت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عبدالکلال و نعیم بن

عبد کلال و نعمان سرداران ذی رُحین و معافر دہمدان کے نام تحریر فرمایا کہ:
 ابا بعد میں اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تمہارے قاصد
 ملک روم سے واپسی کے وقت، ہمارے پاس پہنچے، انہوں نے تمہارا پیام
 اور تمہارے یہاں کی خبریں ہمیں پہنچا میں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین کی خبریں
 بس اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا ہے، بشرطیکہ تم لوگ
 نیکی کرو، اللہ و رسول کی اطاعت کرو، نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور غنیمت
 میں سے اللہ کا خمس اُس کے بنی کا خمس اور منتخب حصہ جو صدقہ و زکوٰۃ مؤمنین پر
 فرض کیا گیا ہے ادا کرو۔

(۶۹) وفد بخران

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان بنام
 اہل بخران بھیجا، ان کے چودہ شرفائے نصاریٰ کا ایک وفد آپ کے پاس روانہ
 ہوا، جن میں قبیلہ کندہ کے عاقب عبد المسیح، بنی ربیعہ کے ابو الحارث بن
 علقمہ اور ان کے بھائی کرزہ اور سید داؤس فرزند ان حارث وزید بن قیس و شبیبہ
 و حویلد و خالد و عمرو و عبید اللہ بھی تھے۔

ان میں تین آدمی تھے جو تمام معاملات کے منتظم تھے۔
 عاقب امیر و مشیر تھے، انھیں کسی راے پر وہ لوگ عمل درآمد کرتے تھے،
 ابو الحارث اسقف (پادری) اور عالم و امام و منتظم مدارس تھے۔
 سیدان کی سواریوں کے منتظم تھے۔
 کرزہ برادر ابو الحارث یہ شعر پڑھتے ہوئے ان سب کے آگے بڑھے۔

الیک تعذ و قلقاً و ضینہا معرضانی بطنہا جنینہا
 آپ کی جناب میں اس طرح حاضر ہو رہے ہیں کہ مرکب کے شکم میں جو بچہ ہے وہ بھی منظر ہے)

مخالفادین انصاری دینھا

(انصاری کے مذہب سے اُن کا مذہب بالکل جدا ہے)

(یہ شعر پڑھتے ہوئے) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، وفد اُن کے بعد آیا لوگ مسجد میں داخل ہوئے ان کے بدن پر چہرے کے کپڑے اور چادریں تھیں جن پر ۸۵ حریر کی بیٹیاں لگی تھیں،

یہ لوگ مسجد میں مشرق کی جانب (جدھر بیت المقدس ہے) نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو رہنے دو۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا، بات نہیں کی عثمان نے اُن کے کہا کہ یہ تمھاری اس ہیبت کی وجہ سے ہے، اُس روز وہ لوگ واپس چلے گئے، صبح کو راہبوں کے لباس میں آئے سلام کیا تو آپ نے جواب دیا۔ اُنھیں اسلام کی دعوت دی، اُن لوگوں نے انکار کیا اور آپس میں بہت گفتگو اور بحث ہوئی۔

آپ نے اُنھیں قرآن سنایا اور فرمایا کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اگر تم انکار کرتے ہو تو او میں تم سے مباہلہ کرونگا یعنی یہ دعا کروں گا کہ تم دونوں میں جو فریق باطل پر ہو خدا اس پر لعنت کرے)

اس بات پر وہ لوگ واپس گئے، صبح کو عبدالمسیح اور اُن میں سے دو صاحبان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عبدالمسیح نے کہا کہ ہمیں یہ مناسب معلوم ہوا ہے کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں، آپ جو چاہیں حکم دیں، ہم مان لیں گے اور آپ سے صلح کر لیں گے۔

آپ نے اُن سے دو ہزار ہتھیاروں پر (اور امور ذیل پر اس طرح صلح فرمائی کہ) ایک ہزار ہتھیار ہر رجب میں اور ایک ہزار ہر صفر میں واجب الادا ہوں گے، اگر یمن سے جنگ ہو تو نجران کے ذمے بطور عاریت تیس زرہیں اور تیس نیزے اور تیس اونٹ اور تیس گھوڑے ہوں گے۔ نجران اور اُن کے آس پاس والوں کی جان، مال، مہرب، ملک، زمین، حاضر، غائب اور اُن کی عبادت گاہوں کے لئے اللہ کی پناہ

اور محمد بنی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے، نہ تو ان کا کوئی اُسقف اپنی اسقفی سے نہ کوئی راہب اپنی رہبانیت سے اور نہ کوئی وقف کرنے والا اپنے وقف سے ہٹایا جائے گا، اس پر آپ نے چند گواہ قائم فرمائے جن میں سے ابوسفیان بن حرب و اقرع بن حابس و مغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔

یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے، سید و عاقب بہت ہی کم ٹھہرنے پائے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور اسلام لائے آپ نے انھیں ابوایوب انصاری کے مکان پر اتارا۔

اہل بخران، جو فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے تحریر فرمادیا تھا، آپ کی وفات تک اس کے مطابق رہے (اللہ کا سلام و صلوات و سلام و رحمت و رضوان آپ پر ہو)۔

ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اپنی وفات کے وقت ان کے متعلق وصیت تحریر فرمائی جب یہ لوگ سو دخاری میں مبتلا ہو گئے تو عمر بن الخطاب نے ملک سے انھیں نکال دیا اور ان کے لئے تحریر فرمایا کہ:

یہ وہ فرمان ہے جو امیر المؤمنین عمر نے بخران کے لئے تحریر فرمایا ہے کہ ان میں سے جو جائے وہ اللہ کی امان میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر نے ان لوگوں کے لئے جو کچھ تحریر فرمایا اس پر عمل کرتے ہوئے ان کو کوئی مسلمان نقصان نہ پہنچائے، امرائے شام و عراق میں سے یہ لوگ جس کے پاس پہنچیں وہ انہیں فراخ دلی سے زمین دیں، اگر وہ اس میں کام کریں تو وہ ان کے اور ان کے اخلاف کے لیے صدقہ ہے، اس میں کسی کو ان پر نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کوئی بار، جو مسلمان ان کے پاس موجود ہو تو ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی مدد کرے، کیونکہ یہ وہ قوم ہے جن کی ذمہ داری ہے (عراق و شام) آنے کے بعد ان کا دو سال کا جزیرہ انہیں معاف کر دیا جائے گا، انہیں سوائے اس جاؤاد کے جس میں یہ کام کریں اور کسی چیز میں (محصول دینے کی) تکلیف نہ دی جائے گی، نہ ان پر ظلم کیا جائے گا، نہ سختی کی جائے گی، گواہ شدہ۔ عثمان بن عفان و معیقب بن ابی فاطمہ۔

ان میں سے کچھ لوگ عراق پہنچے اور مقام بخرانہ میں اترے جو نواح کوزہ میں ہے۔

(۷۰) وقدحیشان

عمر بن شعیب سے مروی ہے کہ ابو وہب الجیشانی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان لوگوں نے آپ سے عین کی شراب کے متعلق دریافت کیا اس ذیل میں بیع کا نام لیا جو شہد سے بنتی ہے اور میز کا جو ح سے بنتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس سے نشہ ہوتا ہے؟ عرض کی: زیادہ پسین تو نشہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا قلیل بھی حرام ہے جس کے قلیل سے نشہ ہوتا ہو۔

انھوں نے آپ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو شراب بنائے اور اپنے کارندوں کو پلائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

(۷۱) وقدالسباع

درندوں کا وفد

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس وقت مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک بھیڑیا آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آواز کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درندوں کا قاصد ہے جو تمہارے پاس آیا ہے، اگر تم لوگ اس کا کوئی حصہ مقرر کر دو تو اس کے علاوہ کسی چیز پر نہ بڑھے گا اور اگر تم اس کو چھوڑ دو اور اس سے بچو تو وہ جو کچھ لے لیکھا

اس کا رزق ہوگا۔

اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم تو اس کے لئے کسی چیز بھی راضی نہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس سے جلد کی چلا جا، وہ پلٹ گیا دیکھا تو بھاگ رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ توریت و انجیل میں

۸۷

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے پوچھا کہ آپ توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی تعریف پاتے ہیں انہوں نے کہا: ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ (نام نامی) محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام ولادت مکہ اور ہجرت گاہ کعبوروں کا باغ (یعنی مدینہ) ہوگا آپ کی سلطنت شام میں ہوگی، نہ تو آپ (معاذ اللہ) بہو وہ گفتار ہوں گے نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے، بدی کا بدلہ نہ لیں گے، معاف کر دیں گے اور بخشنے والے ابوصالح سے مروی ہے کہ کعب نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت میں یہ ہے

محمد میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ بد خلق ہیں نہ سخت کلام، نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں، نہ برائی کے بدلے برائی، بلکہ معاف کر دیں گے اور بخشنے والے۔ ان کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہوگی ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔

کعب سے مروی ہے کہ ہم توریت میں یہ پاتے ہیں کہ محمد نبی مختار نہ بد خلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہوں گے، برائی کے عوض برائی نہ کریں گے، معاف کر دیں گے اور بخشنے والے ہوں گے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا عبد اللہ بن سلام کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت توریت میں یہ ہے کہ "اے نبی ہم نے آپ کو شاید (یعنی آپ کی شریعت کو موجود رہنے والا) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور امینین کا محافظ بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل (خدا پر بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے، نہ تو وہ بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ رستوں میں شور غل کرنے والے۔ اور نہ برائی کے بدلے برائی کریں گے، لیکن معاف کر دیں گے اور درگزر کریں گے، میں انہیں اس وقت تک نہ اٹھاؤں گا تا وقتیکہ ان کے ذریعے سے ٹیڑھے ہو جائیوے، مذہب کو سیدھا کر دوں، اس طرح سے کہ لوگ "لا الہ الا اللہ" کہنے لگیں، ان شے کے ذریعے سے ناجینا آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور غلاف چڑھے ہوے دلوں کو کھول دے گا۔"

کعب کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام نے سچ کہا۔ زہری سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے کہا: توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نعت ایسی نہ رہی جو میں نے نہ دیکھی ہو، سوائے حلم کے، میں نے قیصل دینار ایک معینہ سیاد کے لئے آپ کو قرض دیے تھے، میں آپ کو چھوڑے رہا جب میعاد کا ایک روز رہ گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا حق ادا کر دیجئے، اے گروہ بنی عبدالمطلب آپ لوگوں کی مال منول بہت بڑھ گئی ہے۔

عمر نے کہا او یہودی خبیث، اگر آنحضرت نہوتے تو میں تیرا سر توڑ دالتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو حفص (عمر) خدا تمھاری ہنفت کرے، ہم دونوں کو اس کلام کے علاوہ تم سے اس امر کی ضرورت تھی کہ تم مجھے اس کا قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے جو مجھ پر واجب ہے، وہ (یہودی) اس کا محتاج تھا کہ تم اس کا حق وصول کرنے میں اس کی مدد کرتے۔

یہودی نے کہا کہ میری جہالت و سختی سے برابر آپ کے حلم و نرمی میں انصاف ہی ہوتا رہا، آپ نے فرمایا کہ اے یہودی تیرے حق کا وقت تو

کل ہوگا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے ابوحنص اس کو اُس باغ میں لیجاؤ جو اس نے پہلے روز مانگا تھا، اگر یہ راضی ہو جائے تو اس کو اتنے اتنے صاع دیدو اور جو کچھ تم نے اس کو کہا ہے اُس کی وجہ سے اتنے اتنے صاع زائد دیدو اگر وہ راضی نہ ہو تو پھر یہی اُس کو فلاں فلاں باغ سے دیدو،

وہ کھجور پر راضی ہو گیا، عمرؓ نے اُس کو وہ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور اتنا زیادہ بھی جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔

یہودی نے کھجور پر قبضہ کر لیا تو کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ وانہ رسول اللہ" اے عمرؓ آپ نے مجھے جو کچھ کرتے دیکھا مجھے اس پر محض اس امر نے آمادہ کیا کہ میں نے تمام صفات مذکورہ توریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشاہدہ کر لی تھیں صرف علم باقی تھا، آج میں نے وہ بھی آزمایا، میں نے آپ کو توریت کی صفت کے مطابق پایا۔

میں آپ کو گو اہ بناتا ہوں کہ یہ کھجور اور میرے مال کا نصف حصہ تمام فقراء مسلمان پر صرف ہوگا، عمرؓ نے کہا کہ یا بعض فقراء پر تو اس نے کہا کہ یا بعض فقراء پر۔

اس یہودی کے تمام گھر والے اسلام لے آئے سوائے ایک صحابہ بڑھے کے جو اپنے کفر پر قائم رہا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکورہ توریت کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ "ہاں" واللہ توریت میں بھی آپ کی وہی صفت بیان کی گئی ہے جو قرآن میں ہے۔

یا ایہا النبی انا اسلناک شاہدا و مبینا و نذیرا

یہی توریت میں ہے کہ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد و بشیر و نذیر اور بے پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متول رکھا ہے،

نہ تو بدخلق ہیں نہ سخت کلام، نہ راستوں میں سبکدوش کرنے والے، برائی کے بدلے برائی نہ کریں گے، بلکہ معاف کریں گے اور بخشدیں گے، میں اُس وقت تک

انھیں وفات نہ دوں گا تا وقتیکہ میں ان کے ذریعے سے ٹیڑھے دین کو بھٹا کر دوں،

یوں طور کہ لوگ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنے لگیں اس کے ذریعے سے نابینا آنگھ اور بہرے کان پائیں گے اور غلاف چڑھے ہوئے دل کو اللہ اس طرح کھول دے گا کہ وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنے لگیں گے۔
کعب اجبار نے بھی یہی بیان کیا سوائے اس کے کہ ان کے الفاظ بدلے ہوئے تھے جن کے معانی یہی تھے۔

کثیر بن مرہ سے مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس ایسے رسول آئے گئے جو نہ تو سست ہیں نہ کاہل، وہ ان آنکھوں کو کھولیں گے جو نابینا تھیں، ان کانوں کو شنوائیاں گے جو بہرے تھے، ان قلوب کا پردہ چاک کرنے کے جو غلاف میں تھے، اور اس سنت کو سیدھا کریں گے جو کج ہو گئی تھی بہا تک کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا جانے لگے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بعض کتب (سماویہ) میں یہ ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام، نہ بازاروں میں جو اس کرنے والے اور نہ برائی کے عوض برائی کرنے والے بلکہ معاف کریں گے اور درگزر کریں گے، ان کی امت ہر حال میں حمد (وشکر) کرنے والی ہوگی۔

ابن عباس سے ”فاسئلوا اهل الذکر“ کی تفسیر میں مروی ہے کہ ”فاسئلوا“ (دریافت کرو) کا خطاب مشرکین قریش سے ہے کہ تم یہود و نصاریٰ سے پوچھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر توریت و انجیل میں ہے یا نہیں۔

قتادہ سے اس آیت ”ان الذین یحکمون ما انزلنا من البینات والهدی۔ الآیۃ“ جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی ہدایت و دلائل کو جھٹاتے ہیں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ یہود تھیں۔ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا، حالانکہ وہمیں مجوزہ مکتوباً عندہم فی التوراة والانجیل“ لروہ انھیں اپنے یہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں) ”و یلعنہم اللاعنون“ (اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں) یعنی اللہ کے ملائکہ و مومنین۔

عیز ابن حریش سے مروی ہے کہ عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ نہ بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں
بجو اس کرنے والے اور نہ برائی کے بدلے برائی کریں گے بلکہ معاف کریں گے
اور درگزر کریں گے۔

سہل مولائے عقیقہ سے مروی ہے کہ وہ اہل مرہس کے نصرانی تھے
اور اپنی والدہ اور چچا کی پرورش میں تیمم تھے، وہ انجیل پڑھا کرتے تھے۔
انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کا نسخہ (انجیل) لیا اور اُسے پڑھا،
جب میرے سامنے ایک ورق گذرا تو مجھے اُس کی تحریر سے تعجب ہوا میں نے
اُسے اپنے ہاتھ سے چھوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان اوراق کے کچھ حصے لئی سے
جوڑے ہوئے ہیں۔

میں نے انہیں چاک کیا تو اُس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پائی
کہ ”تو آپ پست قامت ہوں گے نہ بلند بالا گورے ہوں گے اور کاکلیں
ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر ہوگی، وہ بکثرت زانو سمیٹ کر بیٹھیں گے،
اور صدقہ قبول نہ کریں گے، گدھے اور اونٹ پر سوار ہوں گے بکری کا دودھ
دوہینگے، پیوند دار کرتہ پہنیں گے، جو ایسا کرے وہ تکبر سے بری ہے اور
وہ ایسا کریں گے۔ وہ اسمعیل کی اولاد میں ہوں گے اُن کا نام احمد ہوگا۔

جب میں ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام تک پہنچا تو میرے
چچا آگئے، انہوں نے ان اوراق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے
کہ تو ان اوراق کو کھولتا اور پڑھتا ہے، میں نے کہا کہ اس میں احمد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت ہے، انہوں نے کہا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ

حسن (بصری) سے مروی ہے کہ عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق دریافت کئے گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے اخلاق بس قرآن تھے،

(یعنی بالکل قرآن کے مطابق تھے۔

مسروق بن الابدع سے مروی ہے کہ وہ عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ کیا تم عرب نہیں ہو جو قرآن کو پڑھو، میں نے کہا کہ ہوں کیوں نہیں، انھوں نے کہا کہ قرآن ہی آپ کے اخلاق تھے۔

سعد بن ہشام سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے آگاہ کیجئے انھوں نے کہا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں نہیں، عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے،
 قنادہ نے کہا کہ قرآن انسان کے لئے بہترین اخلاق لایا ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایک گروہ جمع ہوا اور کہا کہ کاش ہم لوگ امہات المؤمنین کے پاس جاتے، ان سے وہ اعمال دریافت کرتے جو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے ہیں شاید ہم لوگ اُس کی پیروی کرتے۔

ان لوگوں نے ان کے پاس پھر ان کے پاس بھیجا، مگر قاصد ایک ہی بات لایا کہ تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دریافت کرتے ہو، آپ کے اخلاق قرآن تھے، آپ رات گزارتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور سوتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور روزہ نہیں بھی رکھتے تھے، اپنی بیویوں کے پاس بھی جاتے تھے۔
 اس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں سب سے بہتر تھے۔

ابی عبد اللہ الحدادی سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپنے گھر میں کیسے تھے، انھوں نے کہا کہ آپ رب سے بہتر اخلاق کے تھے، نہ تو خود حد سے بڑھتے تھے اور نہ دوسروں کو فحش بات سناتے تھے، نہ آپ راستوں میں کبواں کرنے والے تھے، آپ بدی کے عوض بدی نہیں کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر مانتے۔ تھے۔

مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود حد سے بڑھتے تھے نہ کسی کو خوش بات سناتے تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ کچھ لوگ زید بن ثابت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کیجئے، انہوں نے کہا کہ میں تو آنحضرت کا پڑوسی تھا میں تم سے کیا کیا بیان کروں جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ مجھے بلا بھیجتے تھے اور میں اسے آپ کو لکھ دیتا تھا۔ ہم لوگ جب دنیا کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے، تو کیا میں آنحضرت کی یہ سب باتیں تم سے بیان کروں۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں تنہا ہوتے تھے تو کیونکر رہتے تھے۔ عائشہ نے جواب دیا کہ آپ سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ صاحب کرم تھے، تمہارے مردوں میں سے ایک مرد تھے۔ سوائے اس کے کہ آپ سنسنے والے اور تبسم کرنے والے تھے۔

اسود سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو نکل کر نماز پڑھتے تھے، ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ سے کہا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جو تم میں سے کوئی کرتا ہے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگاتے تھے، اور اپنا جو تہ نہایت تھے۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے، جو تہ نہایت تھے اور وہ کام کرتے تھے جو مرد اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں۔

اسود سے مروی ہے کہ عائشہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے متعلقین میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کو چلے جاتے تھے ابن شہاب سے مروی ہے کہ عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج کیا کرتے تھے زیادہ تر آپ سلائی کرتے تھے۔ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی ایسی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا جن میں سے ایک آسان ہو تو آپ اسی کو اختیار فرماتے تھے جو آسان ہو۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہو تو آپ سب سے زیادہ اُس سے دور رہنے والے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کو توڑا جائے، تو آپ اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان کو اختیار فرمایا، عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان پر ایسی کوئی لعنت نہیں کی جو یاد کی جائے، نہ آپ نے اپنی ذات کے لئے کسی چیز کا انتقام لیا جو آپ کے ساتھ کی جائے سوائے اس کے کہ اس سے اللہ کی حرمت کو توڑا جائے، آپ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ میں مارے تھے۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے اس سے انکار کیا ہو۔ سوائے اس کے کہ آپ سے گناہ کا سوال کیا جائے تو بے شک آپ اُس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا ہو اور آپ نے ان میں سے آسان تر کو نہ اختیار فرمایا ہو۔ جب جبریل سے درس قرآن کا زمانہ قریب ہوتا تھا تو آپ

خیر میں تیز آمدگی سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔
عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے خادم
کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ
کرتے ہوں۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے
خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو، سوائے اس کے کہ آپ جہاد
فی سبیل اللہ کرتے ہوں آپ کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو ان میں
آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ آسان تر بات ہوتی تھی بشرطے کہ وہ گناہ نہ ہو گناہ
کی صورت میں آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے کبھی
کوئی بات آپ کے ساتھ کی گئی تو آپ نے اپنی ذات کے لئے اس کا انتقام نہیں لیا،
تا وقتیکہ اللہ کی حرمت نہ توڑی جائیں، اس وقت بے شک آپ اللہ کے لئے
انتقام لیتے تھے۔

ایک اور روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔
علی بن الحسین (زین العابدین) سے مروی ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو مارا نہ خادم کو، آپ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو
نہیں مارا، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔
ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ ایک کنواری لڑکی اپنے پردے میں
جتنی جیا کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ جیا دار تھے،
آپ جب کوئی بات ناپسند فرماتے تھے تو ہم اس کو آپ کے چہرے سے محسوس
کرتے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی مجرم
غیر حد میں لایا جاتا تھا تو آپ اسے ضرور معاف کر دیتے تھے۔
جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے "نہیں" فرمایا ہو۔
محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی

کسی چیز کے لئے نہیں نہیں فرماتے تھے جب آپ سے درخواست کی جاتی تھی اور آپ کرنا چاہتے تھے تو ”ہاں“ فرماتے تھے۔ اور جب نہیں کرنا چاہتے تھے تو سکوت فرماتے تھے، آپ کی یہ بات مشہور تھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے، رمضان میں جب آپ کی ملاقات جبریل سے ہوتی تھی تو آپ سب اوقات سے زیادہ سخی ہوتے تھے، رمضان میں جبریل ختم ماہ تک شرب کو آپ سے ملتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں قرآن سناتے تھے جب جبریل آپ سے ملتے تھے تو آپ اندھی سے زیادہ خیر میں سخی ہو جاتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیتے تھے، نہ فحش بات فرماتے تھے اور نہ لعنت کرتے تھے، ہم میں سے کسی سے ناخوشی کے وقت یہ فرماتے تھے کہ اُسے کیا ہوا یا اس کی پیشانی خاک لود ہو؟

زیاد بن ابی زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خصلتیں تھیں جن کو آپ کسی کے سپرد نہ کرتے تھے، رات کا وضو جب آپ اُٹھتے تھے، اور سائل کھڑا رہتا تھا یہاں تک کہ آپ اُس کو دیتے تھے، ابراہیم سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ بیت الخلاء سے نکلے ہوں اور وضو نہ کیا ہو۔

زینب بنت جحش (زوجہ مطہرہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری زرد لگن سے وضو کرنا بہت پسند تھا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں

میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ آپ کو اللہ کے بارے میں ایذا دینے والے تو آپ انتقام لیتے تھے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ خیرات سوائے

اپنے کسی اور کے سپرد کرتے ہوں (یعنی سائل کو اپنے دست مبارک سے

عطا فرماتے تھے کسی خادم سے نہیں دلو اتے تھے) یہاں تک کہ آپ خود ہی

اس صدقے کو سائل کے ہاتھ میں رکھتے تھے۔
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنے
 وضو (کا پانی لانے) کو کسی کے سپرد کیا ہو، آپ خود ہی اُسے ہنسا کرتے تھے
 یہاں تک کہ رات کی نماز (تہجد) پڑھتے تھے (جب بھی کسی سے پانی نہیں منگاتے تھے)
 ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے
 اور غلام کے پکارنے کا بھی جواب دیتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی
 دعوت کو قبول فرماتے تھے (یعنی غلام کے پکارنے کا جواب دیتے تھے)
 انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کے
 پکارنے کا بھی جواب دیتے تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 (پکارنے کا) جواب دیتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے
 پر سوار ہوتے تھے، اپنے پیچھے (کسی کو) سوار بھی کر لیتے تھے اور غلام کی پکار
 بھی سنتے تھے۔

حمزہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم میں وہ خصالتیں تھیں جو ظالم (امراء) میں نہیں ہوتیں آپ کو جو سرخ یا سیاہ
 آدمی پکارتا تھا آپ اُسے ضرور جواب دیتے تھے، اکثر آپ گدی پڑی کھجور پاتے
 تھے تو (اللہ کی نعمت سمجھ کر) لے لیتے تھے اور اپنے منہ تک لیجاتے تھے۔
 آپ کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ صدقے (زکوٰۃ) کی نہو (تو پھر نوش نہیں فرماتے تھے)۔
 آپ گدھے کی ننگی پیٹھ پر بھی سوار ہوتے تھے جس پر کوئی چیز نہوتی تھی۔
 شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی
 ننگی پیٹھ پر بھی سوار ہوئے ہیں۔

راشد بن سعد المقرنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے غلام کے پکارنے کا بھی جواب دیا ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی پکار کا بھی جواب دیا کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض کی عیادت کرتے تھے جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سوار ہوتے تھے اور غلام کی پکار پر آجانے تھے میں نے جنگ خیبر میں آپ کو ایک گدھے پر دیکھا جس کی باگ کچھور کی چھال کی تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھا کرتے تھے، زمین پر کھاتے تھے، غلام کی دعوت قبول کرتے تھے، فرماتے تھے اگر مجھے دست (کے گوشت) کی دعوت دیجائے تو ضرور قبول کروں۔ اور اگر مجھے کرلی (کا گوشت) ہدیے کے طور پر دیا جائے تو ضرور قبول کروں، آپ اپنی بکری بھی (اپنے ہاتھ سے) باندھتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے، کیونکہ میں تو (اللہ کا) غلام ہی ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ بیٹھا کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ طور پر آپ کے عمل کو دریافت کیا تو انہوں نے ان لوگوں کو خبر دی، ان میں سے بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کروں گا، بعض نے کہا کہ میں گوشت نہ کھاؤں گا، بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہ سوؤں گا۔ اور بعض نے کہا کہ میں روزہ رکھوں گا اور روزہ ترک نہ کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد فرمایا کہ ان جماعتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے فلاں فلاں بات کہی، میں تو نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، پس جو میری سنت سے منہ پھیرے، وہ میرا نہیں ہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس نے فرمایا، اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی سب سے زیادہ بیویاں ہوں۔

حسن سے مروی ہے کہ جب اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو فرمایا یہ میرے نبی ہیں، یہ میرے پسندیدہ ہیں، ان سے محبت کرو، ان کی سنت اور ان کے طریقے کو اختیار کرو، جن پر دروازے بند نہیں کئے جاتے اور نہ جن کے آگے دربان کھڑے ہوتے ہیں۔ (یعنی ان کی زندگی شاہانہ نہ ہوگی)

اللہ کے پاس صبح کو کھانے کے طباق لائے جاتے ہیں نہ شام کو۔ (یعنی بادشاہوں کی طرح لوگ نذرانہ نہیں دیتے بلکہ فاتحے پر فائق ہوتے ہیں وہ زمین پر بیٹھے ہیں، اپنا کھانا بھی زمین ہی پر کھاتے ہیں۔ اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں، گدھے پر سوار ہوتے ہیں اپنے پیچھے بھی کسی کو سوار کر لیتے ہیں (یعنی اپنے ساتھ بٹھانے میں عار نہیں کرتے جیسا کہ امراء کرتے ہیں) آپ (کھانے کے بعد) اپنی انگلیاں چاٹ لیتے ہیں۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو میری سنت سے منہ پھیر گیا وہ میرا نہیں ہے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے کہا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہاں، اور آپ بہت خاموش رہنے والے آدمی تھے، آپ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے تھے، زمانہ جاہلیت کی باتوں کا ذکر کرتے تھے اور ہنستے تھے، جب وہ ہنستے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیا تھا سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں، مسجد میں آپ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں بیان کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر تبسم فرمادیتے۔

عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ کسی کو سخی دیکھا نہ شجاع نہ بہادر نہ پاک و صاف۔

قصاص بذات خود

عمر بن شعیب سے مروی ہے کہ جب عمر شام میں آئے تو ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان سے اُس امیر (حاکم) کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتا تھا جس نے اسے مارا تھا، عمر نے اُس (حاکم) کے بیڑیاں ڈالنا چاہیں تو عمر بن العاص نے کہا کہ کیا آپ اُس کی وجہ سے اُس کے بیڑیاں ڈالتے ہیں عمر نے کہا کہ ہاں، عمر بن العاص نے کہا کہ تب تو ہم آپ کے کسی عہدے پر کام نکریں گے، عمر نے کہا کہ میں اُس کی وجہ سے قید کرنے میں پروا نہیں کرتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیتے تھے، عمر بن العاص نے کہا کہ اچھا تو کیا ہم اُسے راضی کر دیں، اُنھوں نے کہا کہ تم چاہو تو اُسے راضی کر دو۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدش کو اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر نے عمرؓ نے اپنی اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔

حُسن کلام

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کی طرح پے در پے (تیزی سے) کلام نہیں فرماتے تھے، آپ جدا جدا جملوں سے کلام فرماتے تھے، جس کو پھر سننے والا یاد کر لیتا تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کلام میں ترتیل و تریل تھی (یعنی جلوں کی ترتیب نہایت خوبی سے ہوتی تھی اور بہت اٹھ بٹھ کر بیان فرماتے تھے۔

قرأت اور خوش الحانی

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے معلوم ہو جاتی تھی۔ انہوں نے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اور الحمد لله رب العالمین کے ایک ایک حرف کا طریقہ بتایا۔

۹۸ قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت دریافت کی انہوں نے کہا کہ آپ آواز کو کھینچتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی قرأت مد تھی، پھر کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں آپ بسم اللہ کو الرحمن کا اور الرحیم کو کھینچتے تھے (مد کرتے تھے)۔

قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا جو خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو، یہاں تک کہ اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو آپ کو بھی خوبصورت و خوش آواز بنا کر بھیجا، آپ (قرأت میں) کھن نہیں کرتے تھے مگر کسی قدر مد (یعنی وراز) کرتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سب کم میں قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

شان خطابت

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں سے خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آپ آواز کو بلند کرتے تھے، اپنے غضب کو تیز کرتے تھے، گویا آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام کو آنے والا ہے، اس کے بعد فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح مبعوث ہوئے ہیں آپ کلمے کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، پھر فرماتے تھے کہ بہترین ہدایت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت ہے سب سے بری بات وہ ہے جو (دین میں) نو ایجاد ہو، ہر بدعت (یعنی نو ایجاد) گمراہی ہے، جو مرجائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اُس کے متعلقین کا ہے جو قرض یا جائداد چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوگا اور میرے ذمے ہوگا۔

عامر بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں چھڑی لیکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے

حسن اخلاق و طرز معاشرت

ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ جس طرح تو نے میری پیدائش اچھی کی اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔ مسروق سے مروی ہے کہ میں عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس گیا، وہ کہہ رہے تھے کہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو بد خلق تھے نہ فحش گو، آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق کا ہو۔

۹۹

ابن عباسؓ و عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو رہا کر دیتے تھے اور ہر سائل کو دیتے تھے۔

احمیل بن عیاش سے مروی ہے کہ لوگوں کے گناہوں پر سب سے زیادہ صابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ کسے زیادہ کوئی عادت ناگوار نہ تھی، جب کبھی آپ کو صحابہ کے ادنیٰ سے جھوٹ کی بھی اطلاع ہو جاتی تھی تو آپ اُن سے رک جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اُنھوں نے توبہ کر لی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص ملتا تھا اور آپ سے مصافحہ کرتا تھا تو آپ اُس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے تا وقتیکہ وہ شخص خود ہی اس کو نہ کھینچے اور اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے نہ پھیرتے تھے تا وقتیکہ وہ شخص خود ہی اس کو نہ پھیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہم نشین کے آگے پاؤں پھیلاتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

مولائے انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا، میں نے تمام عطر سونکھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی کوئی خوشبو نہیں سونکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص آپ سے ملتا تھا اور آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا تو آپ نہ ہنستے تھے تا وقتیکہ وہ خود نہ ہنستے، اصحاب میں سے جب کوئی شخص آپ سے ملتا تھا اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تھا تو آپ بھی اُس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور اپنا ہاتھ نہ کھینچتے تھے تا وقتیکہ وہ خود اپنے ہاتھ کو نہ کھینچ لے۔ جب آپ اصحاب میں سے کسی سے ملتے تھے اور وہ (چیلے سے بات کہنے کو) آپ کا کان لے لیتے تھے تو آپ بھی اُن کا کان لے لیتے تھے پھر اُس کو نہ چھڑاتے تھے تا وقتیکہ وہ خود نہ چھڑائیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص آتا تھا اور آپ اُس کے چہرے پر خوشی دیکھتے تھے تو اُس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔ سعید المعمری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تھے تو اسے قائم رکھتے تھے، یہ نہیں کہ کبھی کریں اور کبھی چھوڑ دیں۔

حسن رفتار

سارانی الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایک بازار والے کی طرح چلتے تھے نہ تھکے ہوں معلوم ہوا کرتے تھے اور نہ عاجز۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، جب چلتا تھا تو آپ میرے آگے ہو جاتے تھے، میں ایک شخص کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پہلو میں تھے، اور کہا کہ آنحضرت کے لئے ابراہیم خلیل کے طرح تو زمین لپیٹ دیجاتی ہے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، اکثر آپ کی چادر و درخت یا کسی اور چیز میں انگ جالی تھی مگر آپ پلٹتے نہ تھے، لوگ ہنستے تھے اور وہ آپ کے پلٹنے سے بے خوف تھے۔

یزید بن مرثد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو اتنا تیز چلتے تھے کہ آدمی آپ کے پیچھے دوڑتا تھا مگر آپ کو نہ پاتا تھا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا آفتاب ہے جو اپنے سامنے جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لئے لپیٹ دیجاتی تھی، ہم لوگ کوشش کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ چلیں، حالانکہ آپ (تیز چلنے کی) کوشش نہیں کرتے تھے۔

آداب طعام

اسحاق بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

تکبیر لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ نہ آپ کے نشان قدم پر کوئی چل سکتا تھا۔

الوجیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکبیر لگا کر نہیں کھاتا۔

۱۰۱ عطار بن یسار سے مروی ہے کہ جبیل بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ کے بالائی قطعہ (حوالی) میں تکبیر لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ جبیل نے آپ سے کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بادشاہوں کے کھانے کی طرح؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قبل آپ کے پاس نہیں آیا تھا، اس کے ہمراہ جبیل بھی تھے اس فرشتے نے کہا اور جبیل خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ کو اس میں اختیار دیتا ہے کہ آپ نبی و بادشاہ ہوں یا نبی و بندہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبیل کی طرف ان سے مشورہ طلب کرنے والے کی طرح دیکھا جبیل نے مشورہ دیا کہ آپ تواضع کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی و بندہ ہونا مجھے پسند ہے۔

زہری نے کہا کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے یہ کلمہ فرمایا کبھی تکبیر لگا کر نہیں کھایا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے۔ عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ

اے عائشہ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے ہار اچلتے۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی ہتھ کی گرہ کعبے کے برابر تھی اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ نبی و بادشاہ (بننا) چاہیں (تو میں بنا دوں) اور اگر آپ نبی و بندہ (بننا) چاہیں (تو میں بنا دوں) جبیل نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ تواضع کیجئے، میں نے کہا کہ نبی و بندہ (بننا چاہتا ہوں)۔

عائشہ نے کہا کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اُس طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور

اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انگلیوں سے کھاتے دیکھا، انگوٹھے سے اور جب اس کے متصل ہے اور بیچ کی انگلی سے، میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ انگلیوں سے پوچھنے کا ارادہ کرتے تھے تو قبل اس کے کہ انھیں پوچھیں اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹتے تھے پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے، پھر اس کے قریب والی پھر انگوٹھا۔

ابی امامہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے سامنے پیش کیا کہ وہ میرے لئے کئی لشکریوں کو سونا بنادنے میں نے کہا کہ اے میرے رب نہیں میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز پیٹ بھروں گا۔ (یہ آپ نے تین مرتبہ یا اسی کے قریب فرمایا) جب بھوکا ہوں گا تو تیرے آگے عاجزی کروں گا اور تجھے یاد کروں گا، جب پیٹ بھروں گا تو تیری حمد کروں گا اور شکر کروں گا۔

محاسن اخلاق

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام سے بھیجا، میں نے لڑکوں کو دیکھا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ نے لڑکوں کو سلام کیا۔

۱۰۲

اس سلسلے سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک کینز کو بھیجا، اس نے دیر لگی تو آپ نے فرمایا کہ اگر قصاص (کا اندیشہ) نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے مارتا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے ہم نشینوں کے گھٹنیوں کی طرف پاؤں پھیلائے ہوں نہ ایسا جو کہ کسی نے آپ سے مصافحہ کیا ہو اور آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے

کھینچ لیا ہو، یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی آپ سے جدا ہو جاتا تھا، نہ ایسا ہوا کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہو پھر آپ اس سے ہٹ گئے ہوں تا وقتیکہ وہ شخص خود نہ ہٹے، میں نے جو کام کیا اس کے متعلق آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں کیا، نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں نہ کیا، میں نے عطر سو نکھایا ہے، مگر کوئی خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی نہیں سونگھی، کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے آپ کی طرف (خصیہ بات کے لئے) کان جھکایا ہو اور آپ نے اپنا سر ہٹا لیا ہو۔ تا وقتیکہ وہ خود نہ ہٹ گیا ہو۔
حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل کے طور پر یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

کفی بالاسلام والشیب للمرناھیا

(یعنی آدمی کو اسلام اور ضعیفی (بدی سے) روکنے کے لئے کافی ہے)
ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے۔

کفی الشیب والاسلام للمرناھیا

(ضعیفی اور اسلام انسان کو بدی سے روکنے کے لئے کافی ہے)
پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے تھے کہ

کفی بالاسلام والشیب للمرناھیا

ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، نہ تو آپ کو شعر کا علم ہے اور نہ یہ آپ کے لئے مناسب ہے۔
عکرمہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مثل شعر پڑھتے سنا، تو انھوں نے کہا کہ جب آپ اپنے گھروں داخل ہوتے تھے تو کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے۔

وإتيك بالآخبار من لم ير د

(اور تیرے پاس وہ شخص خبریں لایا جس کو تر د نہیں)

یحییٰ بن عبید الجہضمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لئے اسی طرح تکیہ لگاتے تھے جس طرح مکان (میں بیٹھنے کے لئے) مقداد بن شریح نے اپنے والد سے روایت کی میں نے عائشہؓ کو اللہ کی قسم کھا کر بیان کرتے سنا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا کسی نے آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے نہیں دیکھا۔

۱۰۳

حبیب بن صلح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام استراحت میں داخل ہوتے تھے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استنجا سے) نکل کر پانی بہا دیا کرتے تھے، پھر مٹی سے مسح (تیمم) کرتے تھے میں کہتا تھا کہ یا رسول اللہ پانی تو آپ کے قریب ہے، فرماتے تھے، کیا مہلوم شاید میں اُس کے پاس نہ پہنچوں۔

مولا عائشہؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرگاہ نہیں دیکھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تھے تو تا وقتیکہ اُس مقام کے قریب نہ ہو جائیں جس کا ارادہ ہوتا تھا آپ اپنے کپڑے نہ اٹھاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا تھا آپ سے (کسی کو) کہا جاتا تو فرماتے تھے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

ابو سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہ ہوئی

تا قیکہ آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر نہ ہوگئی، آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔

ثمامہ بن عبد اللہ بن انس سے مروی ہے کہ انس برتن میں (پانی پیتے وقت) دو یا تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوشگوار مبارک اور نیک ہے انس نے کہا، لہذا میں بھی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

۱۰۴ ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیاسے ہوتے تھے تو اپنی آواز پست کر دیتے تھے اور چہرہ ڈھانک لیتے تھے۔

عطار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم کروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ سحری میں تاخیر کریں، افطار میں تعجیل کریں۔ اور نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہات پر رکھیں۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نماز میں جھٹائی لیتے نہیں دیکھا گیا۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ کبھی سوار نہیں ہوئے۔

عبد العزیز بن ابی رواد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازے میں شریک ہوتے تھے تو خاموشی زیادہ کرتے تھے اور اپنے دل میں باتیں زیادہ کرتے تھے، لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ میت کے بارے میں دل میں باتیں کرتے ہیں، نہ آپ کو (اُس وقت) کوئی جواب دیتا تھا اور نہ آپ سے سوال کیا جاتا تھا۔

راشد بن سعد وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (پانی) سے

عمل کرتے تھے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں رات کو اپنی خالہ میمونہ کے یہاں رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے، آپ نے غسل کیا، پھر آپ کے پاس رومال لایا گیا مگر آپ نے اُسے نہیں چھوا، فرمانے لگے: ہات سے اس طرح یعنی نبی کو ہاتھ سے خشک کرتے رہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اپنی ریش مبارک میں خلال کیا، اور فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ راوی اول عبید اللہ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی ٹھوری کے نیچے داخل کیا کہ گویا وہ اپنی داڑھی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔

ایسا بن جعفر احنفی سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا جس سے آپ وضو کے وقت پانی بوجھتے تھے، عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، وضو کرنے میں چلنے میں اور جوتا پہننے میں۔ انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے، اور اس میں اللہ کا نام لیتے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز جس میں صلیب کی تصویر ہو بغیر توڑے نہیں چھوڑتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ضرورت کے بھولنے کا اندیشہ کرتے تھے تو اپنی چھتکلیا یا اپنی انگوٹھی میں ڈور لپیٹ لیتے تھے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبے اور چھ شنبے کو روزہ رکھتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روزہ رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپ روزہ رکھتے ہیں، اور روزہ اتنا ترک کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپ نے روزہ ترک کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں

کچھ روں سے افطار فرماتے تھے، پھر (نماز کو) چلے جاتے تھے۔
 عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی تاریک گھر میں نہیں بیٹھے
 تھے تا وقتیکہ آپ کے لئے چراغ نہ روشن کر دیا جائے۔
 عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و سلم ہمارے پاس تشریف لائے، ابو بکرؓ نے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی فریاد کریں، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے کھڑے نہ ہو اللہ ہی کے لئے کھڑے ہو۔
 ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 نیا پھل لایا جاتا تھا تو آپ اُسے بوسہ دیتے تھے آنکھوں سے لگاتے تھے
 اور فرماتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس کا اول دکھایا ہے اسی طرح
 اس کا آخر بھی دکھا۔

ابی حمید یا ابی اسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ جب تم میری جانب سے کوئی حدیث سناؤ جس کو تمہارے دل مان لیں۔
 تمہارے روئیں اور بشرے اُس کے لئے نرم ہو جائیں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے
 قریب ہے تو میں تم سے زیادہ اُس کے قریب ہوں (یعنی اگر وہ مضمون میرے
 اور تمہارے مناسب ہے تو سمجھ لو کہ میں نے بیان کیا ہوگا) اور جب تم
 میری جانب سے کوئی ایسی حدیث سناؤ جس کا تمہارے دل انکار کریں اُس سے
 تمہارے روئیں اور بشرے نفرت کریں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے بعید ہے
 تو میں بہ نسبت تمہارے اُس سے بہت زیادہ دور ہوں (کہ میں نے ایسی بُری
 بات نہ کہی ہوگی)۔

قبول ہدیہ و روضہ

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول
 فرمایا کرتے تھے اور روضہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

ابن ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔

جبیب بن عبد الرحبہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو نہیں کھاتے تھے، اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھا لیتے تھے۔

چند یہودی آپ کے پاس ایک پیالہ شریک کالائے تو استفسار فرمایا کہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ عرض کی کہ ہدیہ ہے آنحضرت نے کھا لیا، ان میں سے بعض نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (اس کے کھانے میں) بندے کی طرح بیٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے، فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور بندے ہی کی طرح بیٹھتا ہوں۔

عون بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر وہ لوگ کہتے کہ صدقہ ہے تو آپ اسے اہل صفہ کے پاس بھجوا دیتے تھے، اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو آپ اسے رکھوا لیتے اور اہل صفہ کو بلا لیتے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیر قرابتداروں کے یہاں سے کھانا لایا جاتا تھا تو آپ دریافت کرتے تھے، اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھاتے تھے، اور اگر کہا گیا کہ صدقہ ہے تو (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کھاؤ، خود نہیں کھاتے تھے۔

آرشد بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے پاس تھا، ایک شخص ایک طباق لایا جس میں کھجوریں تھیں، پتھر کیا کہ یہ کیا ہے؟ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اس شخص نے کہا کہ صدقہ ہے، پتھر کیا کہ اسے اس قوم (اصحاب صفہ) کے آگے بڑھا دو، حق آپ کے آگے سٹی میں کھیل رہے تھے، انھوں نے ایک کھجور لیکر اپنے

منہ میں رکھ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ لیا آپ نے اپنی انگلی ان کے منہ میں ڈال کر وہ کچھ زنگالی اُسے کھینک دیا اور فرمایا کہ ہم آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صدقہ نہیں کھاتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہ میری بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتی تھیں آپ اُسے قبول فرماتے تھے۔ عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے، صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

علیؑ سے مروی ہے کہ کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا آپ نے قبول فرمایا، سلاطین آپ کو ہدیہ بھیجتے تھے تو آپ قبول فرماتے تھے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے دست (کا گوشت) بطور ہدیہ بھیجا جائے تو میں ضرور قبول کر لوں گا؛ اور اگر مجھے کربلی (کے گوشت) کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ حمید بن عبدالرحمن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے دست کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں اور اگر وہی مجھے بطور ہدیہ دیا جائے تو ضرور قبول کروں۔

ابن ابی نمیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے یہاں گئے، آپ نے پاس کھانا لایا گیا جس میں گوشت نہ تھا۔ فرمایا: کیا میں تمہارے یہاں ہانڈی نہیں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے عرض کی، جی ہاں۔ یہ بربرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے، اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، فرمایا کہ وہ تجھے تو بطور صدقہ نہیں دیا گیا ہے اگر تم لوگ کھلاؤ گے تو ضرور کھالوں گا۔

ابو عبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ بربرہ کے لئے صدقہ ہے اور بربرہ کی جانب سے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ حرام کر دیا ہے۔

حنن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے گھر میں کھجوریں پڑی دیکھتا ہوں جن کو میرا جی چاہتا ہے، مگر مجھے اس کے کھانے سے اس کے صدقہ ہونے کا خوف باز رکھتا ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھجور پر گزر ہوا جو راستے میں پڑی ہوئی تھی، فسہ مایا کہ اگر مجھے اس کے صدقہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور کھا لیتا۔

ابن عمر کا ایک پڑی ہوئی کھجور پر گزر ہوا تو انھوں نے اسے کھا لیا۔ عمر بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، سوتے سوتے جنبتس کی اور بیدار ہو گئے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اسے آپ نے لے کر نوش فرمایا، آخر شب تک سخت بچھین رہے اور آپ کو نیند نہیں آتی تھی، آپ نے بعض ازواج سے بیان کیا کہ اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی جو کھالی، مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ صدقہ تھے گی نہ ہو۔

عبدالملک بن المغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب صدقہ لوگوں کا میل کھیل ہے، لہذا نہ تو اسے کھاؤ اور نہ اس پر عامل (کلکڑ) بنو۔

پسندیدہ طعام

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اتفاق سے اہل مدینہ میں سے ایک حدیسی نے آپ کی دعوت کی تھی وہ آپ کے پاس جو کی روٹی اور بہت سی چربی لایا، اس میں لوکی بھی تھی میں

نے دیکھا کہ آپ کو لوکی پسند آرہی تھی، میں اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے
بڑھانے لگا۔ اس نے کہا کہ جب سے میں نے لوکی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند
آتے دیکھا ہے اُس روز سے وہ مجھے بھی پسند ہے۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی پسند تھی۔
ابی طاووت سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک کے پاس گیا وہ لوکی
کھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے پیارے درخت، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے تجھے پسند فرمانے سے تو مجھے بھی کیسا پسند ہے۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب ہمارے یہاں لوکی ہوتی تھی تو
ہم اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیتے تھے۔
عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گلڑی
کچھور کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہانڈی کے پاس
آتے تھے، اُس میں سے دست (کی بوٹی) لے لیتے تھے اور اُسے نوش فرماتے
تھے، پھر نماز پڑھتے تھے، نہ وضو کرتے تھے، نہ کلی کرتے تھے۔

عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ آپ نے دست نوش فرمایا پھر کھلی کی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا،
اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الزبیر ان میں سے
تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کچھ ہدیہ بھیجتی تھیں، ایک روز نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے ایک دست آپ کے
آگے رکھا وہ اس کے پارچے کرنے لگیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمانے لگے،
پھر آپ اُٹھے اور نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت
نوش فرمایا اور نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔

ابورافع سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
بکری ذبح کی تو آپ نے فرمایا کہ اے ابورافع دست مجھے دیدو، میں نے آپ کو

دیکھا پھر فرمایا کہ دست مجھے دیدو میں نے آپ کو (دوسرا بھی) دیکھا پھر
آپ نے فرمایا کہ دست مجھے دیدو عسریں کی یا رسول اللہ کیسا بکری
کے دو سے زائد دست بھی ہوتے ہیں، فرمایا کہ اگر تم خاموش رہتے تو
جو میں مانگتا تھا وہ مجھے ضرور دیتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکھور
اور پکا ہوا گوشت ساتھ ساتھ نوش فرماتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ
پسندیدہ کھانا۔ روٹی کا ترید اور کھجور کا ترید یعنی حلوا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترید پسند تھا۔
علی بن الاقر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھاتے تھے،
جب آپ اس کے ردی حصے پر پہنچتے تو اسے اپنے ہاتھ میں رکھ
لیتے کوئی عرض کرتا کہ یہ جو بیج گئی ہے مجھے عطا فرما دیجئے تو فرماتے کہ میں
جس چیز سے اپنے لئے ناخوش ہوں اس سے تمہارے لئے بھی خوش نہیں۔
عبدالمہسن بن عباس بن سہل بن سعید نے اپنے والد سے اور انھوں نے

ان کے دادا سے روایت کی کہ انھیں ایک پیالہ صاف ستھری سفید سبز
بطور ہدیہ دی گئی تو انھوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ یہ کھانا تو میں نے دیکھا ہی نہیں،
راوی نے دریافت کیا کہ کیا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھاتے تھے۔
انھوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تو اسے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا، انھوں
نے کہا کہ آپ کے لیے توجو کا آٹا پیاجانا اسے (بجائے چھانے کے)
دومرتبہ (بجھوسی اڑانے کے لیے) منہ سے پھونکا جاتا پھر آپ کے لیے (کھانا)
تیار کیا جاتا اور آپ نوش فرماتے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میرے لئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے دیکھنے کے بعد اب آٹا نہ چھانا جاوے۔
ربیع اور بنت عمر اور دونوں سے مروی ہے بنت عمرو کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ایک دوپٹہ بھر کھجور اور پرند کے بچے کا کھجور پارچہ لائی آپ نے اس میں سے

۱۱۰ کھایا، مجھے ایک لپ بھر کر زیور یا سونا دیا اور فرمایا کہ اس کا زیور پہنو۔
عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں
پانی تلاش کیا جاتا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک طباق کھجور بطور ہدیہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور ایک ایک ٹھنسی لیکر
مجھے دینے لگے کہ ازواج کو بچھو اسی جاہیں ایک ٹھنسی آپ نے فی نوٹس فرمایا اور
انس کی ٹھنسی اپنی بائیں طرف پھینکنے لگے، ایک سیاہ بکری آپ کے پاس سے
گذری، اس نے اسے کھالیا۔

نا پسند طعام

ابو ایوب سے مروی ہے کہ عرض کی، یا رسول اللہ آپ مجھے کھانا
بھیجا کرتے تھے، جب میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھتا تھا تو اُس میں ہاتھ
ڈالتا تھا، یہ کھانا جو آپ نے مجھے بھیجا ہے اُس میں آپ کی انگلیوں کا نشان
میں نے نہیں پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، اس میں پیاز
تھی، میں نے اُس فرشتے کی وجہ سے اس کا کھانا ناپسند کیا جو میرے پاس آتا
ہے، تم لوگ کھاؤ۔

سُؤید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
بیالہ (کھانا) لایا گیا جس میں لہسن تھا، آپ نے اس کی بو محسوس کی تو اپنا ہاتھ روک لیا،
معاذ نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا، اور ساری جماعت نے اپنے اپنے ہاتھ روک لئے،
آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا، انھوں نے کہا کہ آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا
اس لئے ہم لوگوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ روک لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ تم لوگ کھاؤ، میں تو اس سے سرگوشی
کرتا ہوں جس سے تم لوگ سرگوشی نہیں کرتے۔

ابوصخر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بادام کے ستولائے گئے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ انھیں دور رکھو یہ تو دولت میں مست ہونے والوں کا شہوت ہے۔

یزید بن قیس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستو لائے گئے جو بادام کے تھے، جب پیش ہوا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کی کہ بادام کے ستو، آپ نے فرمایا کہ اسے مجھ سے دور رکھو، یہ ناز پر دروہوں کے پینے کی چیز ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی پینا اور ایک گوہ بطور ہدیہ دی گئی، آپ نے گھی اور پنیہ نوش فرمایا گوہ کے لئے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو میں نے کبھی نہیں کھائی، جو اسے کھانا چاہے وہ کھائے، وہ آپ کے دسترخوان پر کھائی گئی۔

ثابت بن ودیعۃ الانصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک امت ہے جو مسخ کر دی گئی (یعنی بطور عذاب انسان کو اس شکل میں بدل دیا گیا)، واللہ اعلم۔

ثابت بن یزید بن ودیعہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، دشکار میں گویں ملیں تو ہم نے انھیں بھوننا، ایک گوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آپ نے ایک لکڑی لی اور اس (گوہ) کی انگلیاں گنتے لگے، اور فرمایا کہ نبی اسرائیل کی ایک امت مسخ کر کے زمین کے حیوانات بنا دیے گئے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون سے حیوان ہیں، آپ نے اسے نہ کھایا اور نہ منع کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے یہاں تھے کہ ایک خوان لایا گیا جس میں گوہ کا گوشت تھا آنحضرت نے کھانا چاہا تو میمونہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کی: یہ گوہ کا گوشت ہے، فرمایا: یہ وہ گوشت ہے جو میں نے کبھی نہیں کھایا، آپ کے پاس نفسل بن عباس و خالد بن ولید اور ایک خاتون بھی تھیں، خالد نے عرض کی:

یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا، نہیں تم لوگ کھاؤ فضل و خالہ اور ان خاتون نے کھایا، میمونہ نے کہا کہ میں وہ چیز نہ کھاؤں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائیں۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات گویں ایک بہت بڑے پیالے میں لائی گئیں جن پر گھی پڑا ہوا تھا، فرمایا تم لوگ کھاؤ، خود نہیں نوش فرمایا، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا ہم کھالیں حالانکہ آپ نوش نہیں فرماتے؟ ارشاد ہوا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گویہ لائی گئی تو فرمایا اسے پشت کی طرف پلٹ دو، لوگوں نے اسے پلٹ دیا حکم ہوا کہ اسے شکم کی طرف پلٹ دو، لوگوں نے اسے پلٹ دیا تو فرمایا کہ نبی اسرائیل کا ایک خاندان جس پر اللہ نے غضب نازل کیا تھا بھٹکتا رہا، اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا، اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کتاب میں اور خالد بن الولید میمونہ بنت الحارث کے پاس گئے میمونہ نے کہا کہ کیا میں آپ لوگوں کو اس ہدیے میں سے نہ کھلاؤں جو ہمیں ام عقیق نے دیا ہے؟ فرمایا: ہاں دو بھنی ہوئی گویں لائی گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں غور سے دیکھا خالد بن الولید نے عرض کی کیا آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں، فرمایا ہاں، ام سلمہ نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو وہ دو وہ نہ پلاؤں جو ہمیں بطور ہدیہ دیا گیا ہے، فرمایا، بہتر ہے۔ ایک برتن دو وہ کالایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا، آپ کی دائیں طرف میں تھا بائیں طرف خالد، مجھ سے فرمایا کہ پیو، یہ تمہارا ہے، چاہو تو اس میں خالد کو بھی شریک کر لو، عرض کی: میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ کے بچے ہوئے میں اپنے اوپر خالد کو ترجیح دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ کوئی کھانا کھلائے تو اسے یہ کہنا چاہئے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا، جس کو اللہ دو وہ پلائے تو

اسے یہ کہنا چاہئے کہ اسے اللہ نہیں اس میں برکت دے اور زیادہ دے، کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پینے سے کفایت کرے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ام حفیدہ خاتون ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی پنیر اور چند گوہیں بطور ہدیہ بھیجیں، آپ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا اور ناپسندیدگی کی وجہ سے گوہوں کو چھوڑ دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئیں، اگر حرام ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ آپ گوہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام کہتا ہوں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ ہم لوگ شہری ہیں اس سے ہمیں کراہت آتی ہے۔

عورت اور خوشبو



انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں عورتوں اور خوشبو سے محبت دی گئی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نمازیں رکھی گئی۔

حضرت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں عیش دنیا میں سے سوائے عورتوں اور خوشبو کے کچھ نہیں چاہتا۔

صیون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیش دنیا میں سے سوائے عورت اور خوشبو کے کچھ حاصل نہیں کیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں، خوشبو، عورتیں اور کھانا، آپ نے دو چیزیں پائیں اور ایک چیز نہیں پائی عورت اور خوشبو پائی کھانا نہیں پایا۔

۱۱۳

سلمہ بن اکہیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو آپ کو عورت اور خوشبو سے زیادہ پسند ہو۔
معیقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی، پھر کہا: اے اللہ معاف کرنا، عورت کس سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ لوگ خوشبو دار ہوا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برآمد ہونا جان لیتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے تو خوشبو دار ہوا کے پہچان لئے جاتے تھے۔

ثمامہ بن عبد اللہ بن انس سے مروی ہے کہ انس (مدینہ) خوشبو واپس نہیں کرتے تھے، اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خوشبو پیش کی گئی ہو اور آپ نے واپس کر دی ہو۔
محمد بن علی سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ سے کہا کہ اے ماں! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگاتے تھے، انہوں نے کہا کہ ہاں، فکارۃ الطیب لگاتے تھے، میں نے کہا کہ فکارۃ الطیب کیا چیز ہے، انہوں نے کہا کہ مشک وغنبر۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوشبو (سنگ) تھی جس میں سے آپ لگاتے تھے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشک کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ سب سے اچھی خوشبو نہیں ہے۔
عبید بن حریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا: اے ابو عبد الرحمن! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس خلوق (خوشبو) کو اچھا سمجھتے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھی، نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر جب دھونی لیتے تھے تو کافر کو عود پر

رکتے تھے، اس سے دھونی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

تمکلی معاش

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خالی پیٹ گزارتے تھے، آپ کے متعلقین کو رات کا کھانا نہ ملتا تھا اور ان حضرات کی روٹی اکثر جو کی ہوتی تھی۔

۱۱۳

انس بن مالک سے مروی کہ فاطمہ علیہا السلام ایک ٹکڑا روٹی کا نبی علیہ السلام کے پاس لائیں، آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ ٹکڑا کیسا ہے، انھوں نے کہا کہ میں سنہ ایک ٹکڑا پکائی تھی تو میرا جی خوش ہوا میں یہ ٹکڑا آپ کے پاس لائی، فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ سب سے پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے منہ میں گیا ہے۔

ابی سیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی وجہ سے اپنی نیشٹ سے پتھر باندھتے تھے۔

مسروق سے مروی ہے کہ ایک روز جس وقت عائشہؓ مجھ سے حدیث بیان کر رہی تھیں تو یکایک رونے لگیں، میں نے کہا کہ ام المومنین آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کہا کہ کھانے سے میں سیر نہیں ہوتی، جب رونا چاہا تو اس پر روٹی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار چار مہینے گزر جاتے تھے کہ گیہوں کی روٹی سے شکم سیر نہ ہوتے۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں ام المومنین عائشہؓ کے پاس گیا، وہ رو رہی تھیں، میں نے کہا، ام المومنین آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انھوں نے کہا کہ میں شکم سیر نہیں ہوتی اور چاہتی ہوں کہ اس پر روؤں کہ میں روئی نہیں، یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چار چار مہینے گزر جاتے تھے کہ آپ

گہروں کی روٹی سے پیٹ نہ بھرتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ پے درپے تین تین دن تک آل محمد صبح و شام جو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اللہ سے واصل ہو گئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ آل محمد تین دن تک گہروں کی روٹی سے شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی، نہ آپ کے دسترخوان سے کوئی ٹکڑا روٹی فاضل اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

ابن ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک چاند سے دوسرا چاند آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرتا تھا کہ آپ کے مکانوں میں آگ نہ سلگائی جاتی تھی، نہ روٹی کے لئے نہ ساگ کے لئے، لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ پھر یہ لوگ کس چیز سے جیتے تھے، انھوں نے کہا کہ کھجور اور پانی سے انصار یہاں یہ تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے، ان کے دودھ والے جانور تھے، وہ لوگ آپ کو کچھ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔

ابو امامہ سے مروی ہے کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کی روٹی بھی فاضل نہ ہوتی تھی۔

۱۱۵

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ آل محمد میں اللہ ایک صاع (۳۱۶ سیر) غلہ بھی رات بھر نہ رہا، حالانکہ وہ نو گھر تھے، اللہ آنحضرت نے یہ کلمہ اللہ کے رزق کو کم سمجھ کر نہیں فرمایا، بلکہ اس سے آپ نے اپنی امت کی غنحواری کی ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ آل محمد پر متعدد راتیں ایسی گذرتی تھیں کہ وہ شام کا کھانا نہ پاتے تھے۔

انسیین کے مولیٰ ولید کے بعض خاندان والوں سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ اپنی ایک گزرگاہ پر کھانا کھا رہے تھے تو ہمیں ابو ہریرہ نظر آئے، ہم نے انھیں مہربا کہا اور کہا کہ آئیے (کھانا کھائیے) انھوں نے کہا: نہیں، اللہ میں اسے نہ چکھوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس

حالت میں وفات ہوگئی کہ نہ آپ جوگی روٹی سے شکم سیر ہوئے نہ آپ کے اہل و عیال
عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں
دو مرتبہ شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ واصل عتق ہو گئے، نہ ہم نے شکم سیری
کی وجہ سے آپ کا بچا ہوا کھانا اٹھایا، یہاں تک کہ آپ اللہ سے واصل ہو گئے،
سوائے اس کے کہ ہم اُسے کسی غیر حاضر کے لئے اٹھاتے تھے۔

پھر عائشہ کے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگوں کی معاش کیا تھی، انہوں نے
کہا کہ یانی اور کھجور، ہمارے ہمسایہ انصار تھے، اللہ انہیں جزائے خیر دے،
ان کے دودھ والے جانور تھے وہ ان کا دودھ ہمیں پلاتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ آل محمد تین دن تک گیموں کی روٹی سے سیر
نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ نہ آپ کے دسترخوان سے
کوئی فاضل کچھ اٹھایا گیا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

عائشہ سے مروی ہے کہ پے در پے دو یا زیادہ دن سوائے جوگی
روٹی کے آل محمد اور کسی چیز سے سیر نہیں ہوئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ آل محمد پے در پے تین دن گیموں کے کھانے
سے شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راہ چلے گئے۔
عائشہ سے مروی ہے کہ واللہ آل محمد پر ایک ایک ہینہ ایسا گذر جاتا
تھا کہ ہم لوگ روٹی تک نہ بچاتے تھے، راوی نے پوچھا کہ ام المؤمنین پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نوش فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے
ہمسایہ انصار تھے، اللہ انہیں جزائے خیر دے ان کے پاس کچھ دودھ ہوتا تھا
اسی میں سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیتے تھے۔

نوفل بن ایاس البہذلی سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف ہمارے
ہمشین تھے اور بڑے اچھے ہمشین تھے، ایک روز وہ واپسی میں ہمیں بھی لگے
ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے، انہوں نے غسل کیا، باہر آئے اور ہمارے ساتھ
بیٹھ گئے، ایک لگن لائے جس میں روٹی گوشت تھا جب وہ رکھا گیا تو عبدالرحمن
رونے لگے، میں نے کہا کہ اسے ابو محمد آپ کو کیا چیز دلاتی ہے؟ انہوں نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس حالت میں ہو گئی کہ نہ آپ خود جوگی روٹی سے شکم سیر ہوئے اور نہ آپ کے اہل بیت میں یہ نہیں خیال کرتا کہ ہم لوگ اس (گوشت روٹی) کے لئے چھوڑ دیے گئے ہیں، اس لئے کہ یہ ہمارے لئے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سوکھے ٹکڑے سے بھی شکم سیر نہ ہوئے۔ اور آپ دنیا کو چھوڑ گئے، تمھاری کیفیت ہے کہ تم لوگ دنیا کو رائیگاں پیے ہوئے ہو، یہ کہکے انھوں نے اپنی انگلیاں بجائیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ بن المغیرہ بن الاخنس کے پاس سے گذر کرتے تھے اور وہ کھانا کھاتے پوتے تھے ابو ہریرہ نے کہا کہ یہ کیا کھانا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میدے کی روٹی اور فریرہ گوشت، ابو ہریرہ نے کہا کہ میدہ (ذقی) کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آٹا ہے، ابو ہریرہ نے تعجب کیا پھر کہا کہ اے مغیرہ تم پر تعجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ عزوجل نے اس حالت میں اٹھا لیا کہ آپ روٹی اور روغن زیتون سے بھی دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہ ہوئے، تم اور تمھارے ساتھی یہاں آپس میں دنیا کو رائیگاں پیے ہوئے ہو وہ اس طرح اپنی انگلی سے بجاتے تھے کہ گویا وہ لوگ بچے ہیں،

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح یا شام کے کھانے میں کبھی گوشت روٹی کو جمع نہیں کیا بجز اس کے کہ کوئی خاص حالت پیش آئے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ویلے میں حاضر ہوا جس میں نہ گوشت تھا نہ روٹی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس بن مالک کے پاس جاتے تھے ان کا نان پز کھڑا ہوتا تھا، ایک روز انھوں نے (ہم سے) کہا کہ کھاؤ، مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باریک روٹی دیکھی ہو یا جھوٹی ہوئی بکری تا آنکہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک میں

ایک روز میں دو کھانے کبھی جمع نہیں ہوئے اگر آپ نے گوشت نوش فرمایا تو اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا، کچھ رکھانی تو اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں اور اگر روٹی کھائی تو تنہا، آپ مریض آدمی تھے، عرب آپ سے کسی دو آگی تعریف کرتے تھے تو آپ اسی سے علاج کرتے تھے اور عجم جس کی تعریف کرتے تھے آپ اس سے علاج کرتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور دن میں دو مرتبہ جوگی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے اگر ہمیں کوئی طباق بطور ہدیہ بھیجا جاتا تھا جس میں کچھ اور چربی کا برتن ہوتا تو ہم اس سے خوش ہوتے تھے، حمید بن لہلال سے مروی ہے کہ عائشہ نے کہا، ایک رات کو ابو بکر نے بکری کی ایک ران بھیجی میں نے وہ کائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اسے پکڑے رہی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کائی اور میں پکڑے رہی، عائشہ سے کہا گیا کہ بغیر چراغ کے (آپ گوشت کاٹ رہی ہیں) انھوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم روٹی اسی سالن کے ساتھ کھاتے، آل محمد پر ایک ایک مہینہ گذر جاتا ہے کہ نہ وہ روٹی پکاتے ہیں نہ ہانڈی چڑھاتے ہیں۔ حمید نے کہا کہ میں نے صفوان سے بیان کیا تو انھوں نے کہا ان لوگوں پر دو دو مہینے گذرتے تھے۔ عائشہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر میں بیٹھی تھی، ابو بکر نے بکری کی ایک ران بطور ہدیہ بھیجی گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اسے تاریکی میں کاٹ رہی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے؟ عائشہ نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ جلائے تو تیل ہوتا تو ہم اسے کھاتے۔

ام المومنین عائشہ سے مروی ہے کہ ایک شب کو ابو بکر کے یہاں سے ہمارے یہاں ایک ران آئی، میں اسے پکڑے ہوئے تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاٹ رہے تھے، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکڑے ہوئے تھے اور میں کاٹ رہی تھی پھر قوم کے ایک شخص نے ان کہنے کہا کہ ام المومنین کیا اس وقت آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا

ہم اُسے کھاتے (یعنی تیسل ہوتا تو اُسے کھانے میں استعمال کرتے پھر بچتا تو چراغ جلاتے)۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی مگر آپ دن میں دو مرتبہ بھی روئی اور زیتون سے شکم سیر نہ ہوئے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو مسلمانوں کی وسعت رزق و کثرت فتوح کا ذکر کرتے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا ہے کہ آپ بھوک کی وجہ سے اپنا دن اس طرح گزارتے تھے کہ روئی کھجوریں بھی نہ ملتی تھیں جس سے اپنا شکم مبارک بھرتے۔

نعمان بن بشیر ایک خطبے میں کہتے تھے کہ لوگو! اللہ کا شکر کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر ایسا دن گزرتا تھا کہ آپ روئی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے۔

نعمان بن بشیر منبر پر سے کہتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روئی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے، اور تم لوگ جملہ اقسام کی کھجور اور اکھن کے بغیر راضی نہیں ہوتے، یا بغیر مختلف اقسام کے لباس کے راضی نہیں ہوتے۔

عمران بن زید المدنی سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا، ہم لوگ عائشہ کے پاس گئے اور اُماں سلام علیک کہا، انہوں نے ”وعلیک“ کہا اور

روئے لگیں، پوچھا، اُم المؤمنین، آپ کا رونا کس سبب سے ہے؟

کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ قسم قسم کے کھانے کھاتے ہیں، پھر اسی دوا میں تلاش کرتے ہیں جن سے کھانا مضم ہو، اس پر مجھے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے، اور اسی یاد نے مجھے رُلا دیا، آپ

دنیا سے اس حالت میں گئے کہ شکم مبارک ایک دن میں دو کھانوں سے نہیں بھرا، آپ جب کھجور سے شکم سیر ہوتے تھے تو روئی سے شکم سیر

نہ ہوتے تھے اور جب روئی سے شکم سیر ہوتے تھے تو کھجور سے شکم سیر ہوتے تھے بس اسی بات نے مجھے رُلا دیا۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ مجھے عروہ بن الزبیر ملے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، اے ابو عبد اللہ! میں نے ”لیک“ کہا تو انہوں نے کہا کہ میں

اپنی اماں عائشہؓ کے پاس گیا وہ بولیں، اے میرے فرزند! میں نے لہیک کہا اس پر وہ کہنے لگیں کہ واللہ ہم لوگ چالیس چالیس رات اس طرح گزارتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ کے نام نہ پیراغ روشن ہوتا تھا نہ اور کچھ میں نے عرض کی کہ اے اماں! پھر آپ لوگ زندہ کیونکر رہتے تھے انھوں نے کہا کہ پانی اور کھجور سے۔

معاویہ بن قرہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح گزارتے تھے کہ سوائے پانی اور کھجور کے کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ کھجور دیکھی، آپ اُسے ہدیہ بھیجنے لگے، میں نے آپ کو بھوک کی وجہ سے اگڑوں بیٹھکر اُس میں سے کھاتے دیکھا۔

انس سے مروی ہے کہ ام سلیم (والدہ انس) نے انس کے ہمراہ کھجور کا ایک طباق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، انس نے کہا آپ اس میں سے مٹھی بھر بھر کے بعض ازواج کو بھیجنے لگے، پھر اس میں سے اس انداز سے نوش فرمایا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آپ کو اس کی اشتہا ہے۔

انس سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے جو کی روٹی اور چربی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ہم لوگ پانی اور کھجور سے بھی شکم سیر نہوئے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ لوگ پانی اور کھجور سے پیٹ بھرتے تھے۔

ہنبل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہوئے، یہاں تک کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا۔ انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے (دسترخان پر سے) کوئی چیز کبھی نہیں اٹھائی گئی اور نہ آپ کے ہمراہ کوئی

چٹائی لیجائی گئی جس پر آپ بیٹھتے۔ (یعنی سفر میں)۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روغن
زیتون سر میں لگایا، یغذب ہونے کے قابل نہ تھا۔

اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات ہوئی، اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زرہ ایک یہودی کے
ہاں ایک وستی (تقریباً ۵ من) جو کے عوض رہیں تھی۔

ابو حاتم سے مروی ہے کہ میں نے اہل بن سعد سے پوچھا کہ کیا چھلپنیاں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھیں، انھوں نے کہا کہ میں نے
اُس زمانے میں ایک چھلپنی بھی نہیں دیکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو
جو بھی چھنا ہوا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا، میں نے کہا کہ
آپ لوگ (جو کو) کیا کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ اُسے پس لیتے تھے اس کی
بھوسہ پھونکتے تھے، جو اڑنا ہوتی تھی وہ اڑ جاتی اور جو رہ جاتی تھی اُسے
رہنے دیتے تھے۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
ایسے وقت ہوئی کہ مسلمانوں کے پاس کوئی چھلپنی نہ تھی۔

سلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں
ہم لوگوں کے پاس کوئی چھلپنی نہ تھی، جب جو پسوائے جاتے تھے تو ہم لوگ
اُسے صرف پھٹک لیتے تھے۔

ابن زومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ
و عمرؓ جو کانا بغیر چھنا کھاتے تھے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
کرتے تھے، اے اللہ میں تجھ سے بھوک سے پناہ مانگتا ہوں، وہ بری ساتھی ہے۔
ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی
تا وقتیکہ آپ کی اکثر غذا جو کی روٹی اور کھجور نہ ہو گئی۔

حکیم بن جابر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کدو

دیکھا گیا تو پوچھا گیا آپ اسے کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اکثر اسی کو غذا بناتے ہیں۔ جس پر ہمارے عیال کا گزارہ ہوتا ہے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہا کرتے تھے۔ راوی نے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ یہ بھوک کیسی ہوتی تھی ابو ہریرہ نے کہا کہ ان لوگوں کی کثرت سے جو آپ کو ٹھیکرے رہتے تھے اور بہانوں کی وجہ سے اور اس قوم کی وجہ سے جو محض اسی سے آپ کے ساتھ رہتی تھی۔ آپ کبھی کوئی کھانا نہ کھاتے تھے جس میں ہمراہ اصحاب اور وہ اہل حاجت جو مسجد سے چھے چھے ہو لیتے تھے نہوں جب اللہ نے خیر فتح کر دیا تو لوگوں کو کسی قدر وسعت ہو گئی، حالانکہ ابناک تنگی تھی اور معاش نہایت دشوار تھی، یہ ایسا ملک تھا جو پتھر پلا تھا زراعت نہ ہوتی تھی، باشندوں کی غذا محض کھجور تھی۔ لوگ اسی حالت پر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، اُس روز سے آپ کی وفات تک سعد بن عبادہ کا خان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جاری تھا، سعد بن عبادہ کے علاوہ دوسرے انصار بھی ہی کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بکثرت ہمدردی کرتے تھے، لیکن حقوق بھی کثیر تھے، آنے والوں کی بھی کثرت تھی، ملک میں تنگی تھی کوئی معاش نہ تھی، میوے اور پھل جو نکلتے تھے وہ محض پھلوں رس سے نکلتے تھے جن کو لوگ اپنے کندھوں پر لا کر لاتے تھے یا اونٹ پر، اونٹ اس کو کھاتے تھے، اکثر باغوں پر خشک سالی ہو جاتی تھی اُس سال وہ پھل بھی نہ ملتے تھے۔

مقدم بن سعد کرب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں جس کو آدمی بھرے آدمی کو اتنے لقمے کافی ہیں جو اُس کی بیٹھت کو قائم رکھیں، اگر اُسے (اس سے زائد کھانے سے) چارہ کار نہ ہو تو (پیٹ کا) تہائی حصہ اُس کے کھانے کے لئے اور تہائی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے۔

حلیہ مبارک

ایک انصاری سے مروی ہے کہ انھوں نے علی سے جو مسجد کو فد میں

اپنی تلوار کے پر تلے کو کمر میں لٹکائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخی مال خوب گورے رنگ کے تھے۔ آپ کی آنکھیں نہایت خوبصورت سیاہ تھیں بال سیدھے (یعنی بغیر گھونکر کے) تھے۔ ریش مبارک خوب گھنی تھی، زخارہ بھرا ہوا نہ تھا۔ بال کانوں تک تھے (یعنی پٹے تھے) سینہ و شکم کے بال باریک تھے، گردن چاندی کا لوٹا معلوم ہوتی تھی، سینے سے ناف تک شاخ کی طرح بال تھے، سینہ و شکم میں اس کے سوا کوئی بال نہ تھا ہتھیلی بھری ہوتی تھی جب چلتے تھے تو اس انداز سے کہ گویا۔ انخدا ار فرما رہے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا پتھر کی چٹان سے اتر رہے ہیں جب مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے) آپ کے چہرے کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا پسینے کی خوشبو تیز خوشبو والی مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ تھی، نہ پسندتے قامت تھے نہ بلند بالانہ کسی کام میں عاجز تھے اور نہ بد خلق۔ (خلاصہ یہ کہ) میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۱۲۱ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سر بڑی آنکھ، لمبی پلک آنکھ میں بڑی سرخی گھنی ڈاڑھی اور چمکتے رنگ والے تھے، جب آپ چلتے تھے تو اس طرح جھک جاتے تھے کہ گویا کسی بلندی پر چل رہے ہیں، اور جب مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے، آپ کی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے۔

علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بلند قامت تھے نہ پست قد، سر بڑا اور ڈاڑھی گھنی تھی، ہتھیلی اور قدم پر گوشت تھے، رنگ میں خوب سرخی کی آمیزش تھی مونڈھے پر گوشت تھی سینہ و شکم کے بال دراز تھے، جب آپ چلتے تو بلندی پر چلنے کی طرح چلتے تھے گویا نشیب میں اتر رہے ہیں، نہ میں نے آپ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ آپ کے بعد، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یوسف بن مازن الراسی سے مروی ہے کہ کسی نے علی بن ابی طالبؑ سے کہا کہ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ نہ تو آپ مائل بہ بلندی تھے اور نہ متوسط اندام سے زیادہ تھے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے تھے، رنگ بہت زیادہ گورا اور سرد بڑا تھا۔ حین اور کشادہ ابرو تھے، پلکیں طویل تھیں، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے۔ جب چلتے تھے تو جھک جاتے تھے گویا نشیب میں اتر رہے ہیں، چہرے پر سینہ موتی معلوم ہوتا تھا، نہ میں نے آپ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ آپ کے بعد۔

ابراہیم بن محمد سے مروی ہے کہ علیؑ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ نہ تو آپ انتہائی طویل تھے اور نہ کچھ ایسے قامت، آپ قوم سے بلند رہتے تھے، بال نہ تو بالکل گھونگر والے تھے اور نہ محض سیدھے بلکہ ایسے گھونگر والے تھے جو متوسط تھے، نہ تو آپ بہت لاغر تھے اور نہ پیشانی و چہرہ بہت بڑا گوشت تھا، آپ کے چہرے میں گولائی تھی، خوب گورے تھے، آنکھیں خوبصورت اور سیاہ تھیں پلکیں طویل تھیں سر اور دونوں شانے کے درمیان کی جگہ فراخ تھی (یعنی سینہ خوب چوڑا تھا) بدن پر بال نہ تھے، سینے سے ناف تک بال تھے، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے، چلتے تھے تو اس طرح جھک کر معلوم ہوتا تھا گویا نشیب میں جا رہے ہیں، ٹڑتے تھے تو پورے مڑ جاتے تھے، دونوں شانوں کے درمیان مہربوت تھی آپ خاتم النبیین تھے، ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی، دل کے سب سے زیادہ قوی اور زبان کے سب سے زیادہ سچے تھے، آپ سب سے زیادہ ذمہ داری کے پورا کرتے ہوئے تھے، طبیعت میں سب سے زیادہ نرم اور میل جول میں سب سے زیادہ گرم تھے جو شخص یکایک آپ کو دیکھتا تو آپ سے مرعوب ہو جاتا تھا، اور جسے صحبت و مخالفت کا شرف حاصل ہوتا وہ محبت کرنے لگتا تھا۔ آپ کی تعریف کرنے والا کہتا تھا کہ نہ میں نے آپ کے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ بعد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ علیؑ سے کہا گیا کہ اے ابوالحسن ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیجئے تو انھوں نے کہا کہ آپ خوب گورے تھے سفیدی میں سرخی کی آمیزش تھی پلکیں طویل تھیں آنکھیں سیاہ تھیں نہ آپ پست قد تھے نہ بلند بالا، البتہ قد مائل بہ بلندی تھا، شانے بڑے تھے، سینے میں بال تھے نہ تو آپ کے بال گھونگر والے تھے نہ سیدھے، ہتھیلی اور قدم پر گوشت تھے۔ جب آپ چلتے تھے تو اس طرح جھک کر چلتے تھے کہ گویا بلندی پر چل رہے ہیں، چہرے پر پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا، میں نے نہ آپ کے قبل کوئی آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے من بھیجا تھا، میں ایک روز لوگوں کو خطبہ بنا رہا تھا کہ علمائے یہود میں سے ایک عالم اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے کھڑا اس میں دیکھ رہا تھا، اس نے مجھے پکارا اور کہا کہ ہم سے ابوالقاسم کا حلیہ بیان کیجئے۔

علیؑ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو پست قد ہیں نہ نمایاں بلند قامت، بال نہ بالکل گھونگر والے ہیں نہ سیدھے بلکہ دونوں کے درمیان ہیں، اور سیاہ ہیں سر بڑا ہے رنگ میں سرخی ہے، شانوں کی درمیانی پڑیاں بڑی ہیں، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت ہیں، سینے سے ناف تک کے بال طویل ہیں، پلکیں لمبی ہیں اور ابرو باہم ملی ہوئی ہیں، پیشانی کشادہ ہے، دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے، جب آپ چلتے ہیں تو اس طرح جھک کر چلتے ہیں کہ گویا نشیب میں اتر رہے ہیں، نہ میں نے آپ کے پہلے آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپ کے بعد کوئی آپ کا مثل دیکھا۔

علیؑ نے کہا کہ وہ خاموش ہو گیا پھر پوچھا کہ اور کیا ہے، میں نے کہا کہ یہی مجھے یاد ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے، ڈاڑھی خوبصورت اور چہرہ حسین ہے، کان پورے ہیں، آپ سامنے بھی پورے

متوجہ ہوتے ہیں اور پیچھے بھی (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے بلکہ کسی طرف دیکھنا ہوتا ہے تو سارا بدن اسی طرف پھیر لیتے ہیں)۔

علیؑ نے کہا کہ واللہ آپ کی یہی صفت ہے، عالم نے کہا کہ اور بھی ہے۔ پوچھا وہ کیا۔ عالم نے کہا کہ آپ میں آگے کی طرف جھکاؤ ہے، علیؑ نے کہا کہ یہی وہ بات ہے جو میں نے اس طرح تم سے بیان کی کہ آپ اس طرح چلتے ہیں گویا نیچے اتر رہے ہیں، اس عالم نے کہا کہ میں یہی صفت اپنے والد کی کتاب میں پاتا ہوں اور میں آپ کے متعلق یہ بھی پاتا ہوں کہ آپ اللہ کے حرم و امن و بیت اللہ سے مبعوث ہوں گے پھر آپ ایک ایسے حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ خود حرم بنائیں گے اور اس کی حرمت بھی ایسی ہی ہوگی جیسی حرمت اُس حرم کی ہے جس کو اللہ نے حرم بنایا ہے، ہم آپ کے اُن انصار کو جن کے پاس آپ نے ہجرت فرمائی ہے اولاد عمر بن عامر کی ایک قوم پاتے ہیں جو کعبہ کے باغ والے ہیں اُن سے قبل اس زمین کا باشندہ یہود کو پاتے ہیں۔

علیؑ نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہیں، اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس عالم نے کہا کہ میں تو ہابی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی اور تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) بس اسی عقیدے پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر مرنے کا اور انشاء اللہ اسی پر (قیامت میں) اُٹھایا جاؤں گا پھر وہ علیؑ کے پاس آیا کرتے تھے اور علیؑ انھیں قرآن سکھاتے تھے اور شرايع اسلام بتاتے تھے، اس کے بعد علیؑ اور وہ عالم و جاں سے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اُس (عالم) کی وفات ابو بکرؓ کی خلافت میں ہوئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور آپ کی تصدیق کی تھی انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بلند تھے، نہ تو آپ بہت دراز قد تھے نہ سیت قامت، نہ ایسے گورے جو بالکل سفید ہوں اور نہ سیاہی مائل گندم گوں (بلکہ سرخی مائل تھے) نہ آپ کے بال بالکل گھونگر والے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے اور چمکدار نورانی رنگ کے تھے جب آپ چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے، میں نے نہ حریر نہ ویسا (ریشم) نہ اور کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم پائی نہ میں نے آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار مشک یا عنبر سونگھا۔ انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی خنزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا، نہ کبھی کوئی مشک یا عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار سونگھا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ کے تھے، میں نے کوئی مشک یا عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار نہیں سونگھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر گوشت تھے، آپ کو پسینہ بہت آتا تھا، میں نے آپ کے بعد آپ کا مثل نہیں دیکھا۔ انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی پر گوشت تھی اور قدم بھی، آپ خوبصورت تھے میں نے آپ کے بعد آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں لمبی تھیں، پلکیں طویل تھیں، دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، آپ پورے آگے کی طرف پھرتے اور پورے پیچھے کی طرف میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نہ بد خلق تھے نہ بد زبان، اور نہ بازاروں میں گواں کزبوا تھے۔

۱۲۲

محمد بن سعید المسیب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ جب کسی انصاری کو یا کسی ایسے شخص کو دیکھتے تھے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا تو کہتے تھے کہ کیا میں تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ بیان کروں؟ آپ کے قدم پر گوشت تھے، پلکیں لمبی تھیں، دونوں گورے گورے تھے۔

آپ ایک دم سے سامنے متوجہ ہوتے تھے اور ایک دم سے پیچھے
مڑتے تھے، میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا مثل نہ میں نے پہلے دیکھا
نہ بعد کو۔

ابن ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ حسین نہیں دیکھی، عارض منور گویا ایک درختندہ آفتاب تھا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا آپ کے لئے زمین
لیٹ دجائی تھی، ہم لوگ اپنے آپ کو (اتنا تیز چلنے کے لئے) مشقت میں
ڈالتے تھے، آپ میا ختہ چلتے تھے۔

ابن ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں
اور قدم برگوشت تھے، پند لسیاں اور کلاٹیاں بڑی تھیں، دونوں شانے
موٹے تھے اور شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، سینہ بھی خوب چوڑا تھا
سر کے بال نہ بیدھے تھے نہ گھونگر والے، پلکیں لمبی، اور ڈاڑھی خوبصورت
تھی، کان پورے تھے، مجمع میں بلند نظر آتے تھے نہ دراز قد نہ نسبت قامت،
سب لوگوں سے زیادہ خوش رنگ تھے، ایک دم سے آگے مڑتے تھے
اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے۔ میں نے تو آپ کا مثل نہ دیکھا نہ سنا۔
ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں لمبی تھیں،
گولے گورے تھے، جب سامنے مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے
اور جب پیچھے مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے، میری آنکھ نے تو
نہ آپ کا مثل دیکھا اور نہ ہرگز کہی دیکھے گی۔

ابن ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، عارض منور آفتاب کی طرح روشن تھا،
اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا،
گویا زمین آپ کے لئے لیٹ دجائی تھی، ہم لوگ کوشش کرتے تھے کہ آپ کو
پائیں اور آپ میا ختہ چلتے تھے۔

نبی عامر کے ایک شخص سے مروی ہے کہ وہ ابو امامۃ الباطلی کے پاس

آئے اور کہا کہ اے ابوامامہ آپ عرب ہیں جو کچھ بیان کریں گے
 اُسے کافی ثانی بیان کریں گے، لہذا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ایسا وصف بیان کیجئے کہ گویا میں آنحضرت کو دیکھ رہا ہوں۔
 ابوامامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گورے رنگ کے
 تھے جس میں سرخی غالب تھی، آنکھیں سیاہ و خوبصورت تھیں، پلکیں لمبی تھیں۔
 شانے موٹے تھے، ہانہوں اور سینے پر بال تھے، ہاتھ پاؤں پر گوشت تھے،
 سینے پر ناف تک بالوں کی لکیر تھی مردوں میں آپ سے لمبے بھی تھے اور
 ٹھنکنے بھی تھے (یعنی آپ متوسط اندام تھے)، لباس میں دو سحوی (کچے
 سوت کی) چادریں تھیں، ہتھ آپ کے اکھٹنے سے تین چار انگلی نیچے رہتی تھی،
 جب آپ چادر اوڑھتے تو اسے لپیٹتے نہ تھے، بغل کے نیچے کر لیتے تھے،
 چلتے تو اس طرح جھک کر چلتے کہ گویا بلندی پر چل رہے ہیں، جب
 آپ مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے، آپ کے شانوں کے
 درمیان خاتم نبوت تھی۔

۱۲۵

عامری نے کہا کہ آپ نے تو اس طرح مجھ سے وصف بیان کیا کہ اگر
 آنحضرت سب لوگوں میں ہوتے جب بھی میں آپ کو ضرور پہچان لیتا۔
 جابر بن سمیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہانہ
 بڑا تھا اور ایڑی میں گوشت بہت کم تھا۔
 جابر بن سمیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
 وصف بیان کیا تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آنحضرت کا چہرہ مثل تلوار کے
 تھا تو جابر نے کہا کہ شمس و قمر کی طرح گول تھا۔
 براء (بن عازب) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بلند نظر آتے تھے، آپ کے شانوں کے درمیان کا فاصلہ بہت تھا، بال کان
 کی لوتک پہنچ جاتے تھے اور بدن پر سرخ لباس تھا۔
 براء سے مروی ہے کہ آپ کے شانوں کے درمیان بہت فاصلہ
 تھا نہ آپ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے براء سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح (لانا) تھا تو انھوں نے کہا کہ نہیں۔ چاند کی طرح (گول) تھا۔

یزید الفارسی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس کے امیر بصرہ ہونیکہ زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو ابن عباس سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میرے مشابہ بننے کی طاقت نہیں، اس لئے جس نے مجھے (میرے واقعی چیلے کے ساتھ) خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا، تو کیا تم اس شخص کا جس کو تم نے خواب میں دیکھا ہے حلیہ بیان کر سکتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو آدمیوں کے بیچ میں ہیں (یعنی صدیق و فاروق کے) ان کا جسم و گوشت گندم گول مال بہ سفیدی ہے، حسین و ہین ہے، آنکھیں سرمہ آلود ہیں، چہرے کے خط و خال خوبصورت ہیں، ڈارمعی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی ہے (ایک کینٹی سے دوسری کینٹی تک اشارہ کیا) یہاں تک کہ سینے کو بھرے دے رہی ہے۔ عوف (راوی) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ اور کیا تعریف تھی، ابن عباس نے کہا کہ اگر تم آنحضرت کو بیداری میں دیکھتے تو اس سے زیادہ آپ کی صفت نہ بیان کر سکتے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم کو دیکھا، عیسیٰ تو گھونگر والے بال کے سرخ رنگ کے اور چوڑے سینے کے تھے، موسیٰ گندم گول خوبصورت جسم والے اور سیدھے بال والے تھے، جیسے رطل (جاٹ) ہوتے ہیں، لوگوں نے عرض کی کہ ابراہیم (تسے تھے) فسرمایا کہ اپنے صاحب کو یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پورے بدن کے

نہ مڑتے تھے، جب چلتے تھے تو اس طرح اطمینان سے کہ آپ میں سستی نہ ہوتی تھی۔
جُبریری سے مروی ہے کہ میں ابی طفیل کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کر رہا
تھا، انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا ہو، پوچھا کیا آپ نے آنحضرتؐ کو دیکھا ہے؟
کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ آنحضرتؐ کی کیا صفت تھی، انہوں نے کہا کہ آپ گورے
خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔

جبریری سے مروی ہے کہ میں نے ابی الطفیل سے
کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔
آنحضرتؐ گورے اور خوبصورت تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخی،
زیادہ بہادر، زیادہ شجاع و دلیر، اور زیادہ نورانی و پاک صاف کسی کو نہیں دیکھا۔
زیادہ مولا سے سعد سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے
پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں،
آپ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا، آپ کا بڑھاپا آپ کی ٹھڈی اور نیچے والے
مونٹ کے درمیان اور آپ کی پیشانی میں تھا (یعنی یہاں کے چند بال سفید ہوئے
تھے) اگر میں ان (سفید بالوں) کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا، میں نے کہا کہ آنحضرتؐ
کی صفت (جللیہ) کیا تھی؟

انہوں نے کہا کہ آپ نہ تو لمبے تھے نہ پست قد، نہ بہت زیادہ گورے اور نہ
گندم گوں (سانولے)، نہ بال بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگرولے،
ڈاڑھی بہت خوبصورت اور پیشانی کشادہ تھی، رنگ میں
سرخ ملی ہوئی تھی، انگلیاں پر گوشت تھیں، سر اور ڈاڑھی کے بال نہایت
سیاہ تھے۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(نمانکے بعد) راہِ نبی طرف اس طرح سلام پھیرتے تھے کہ، رخسار کے
گور اپن نظر آتا تھا، بائیں طرف سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار کا

گور این نظر آتا تھا۔ (یعنی اس طرح مڑتے تھے کہ صف والے آپ کے
زسار دیکھتے تھے)۔

شیخ نبی کنانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے
قوم میں بلند اور سب سے حسین تھے۔

جاہلین عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سرخی مانگل گورے تھے، انگلیاں پڑ گوشت تھیں نہ بلند قامت
ہی تھے نہ پست قد، بال نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگر والے۔
جب پلتے تھے تو لوگ آپ کے پیچھے دوڑتے تھے، تم آپ کا مثل
کبھی نہ دیکھو گے۔

ابن الطفیل سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
فتح مکہ کے روز دیکھا، نہ تو چہرے کے شدید گورے پن کو کبھی بھولوں گا
اور نہ پاؤں کی شدید سیاہی کو، وہ لوگ بھی ہیں جو آپ سے زیادہ لمبے ہیں
اور وہ لوگ بھی ہیں جو آپ سے زیادہ پست قد ہیں۔ آپ پیادہ چل رہے تھے
اور لوگ بھی پیادہ چل رہے تھے، میں نے اپنی والدہ خولہ سے کہا کہ یہ کون
ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا
آپ کا لباس کیا تھا، انھوں نے کہا کہ وہ مجھے اب یاد نہیں۔

ام بلال سے مروی ہے کہ میں نے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا شکم مبارک دیکھا تو مجھے تہ کئے ہوئے کا غرضور یاد آگئے جو ایک دوسرے
پر جوتے ہیں۔

ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی آدمی مستعد نہیں دیکھا
آپ مثل نصف چاند کے تھے۔

عبد اللہ بن بڑید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدم سب سے خوبصورت تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پایاں پاؤں

پھیلا دیتے تھے، یہاں تک کہ اُس کا ظاہری حصہ سیاہ نظر آتا تھا۔
 محمد بن علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت
 نہایت مضبوط تھی۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ
 سخی، سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ خوبصورت گورے اور خوش رنگ تھے۔
 عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں
 کترواتے تھے، اور آپ سے پہلے ابراہیم خلیل الرحمن بھی اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔
 عوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہ تھے
 صرف مسکراتے تھے، اور پلٹتے تھے تو پورے بدن سے پلٹتے تھے
 (صرف گردن نہ پھیرتے تھے)۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مڑتے تھے
 تو پورے بدن سے مڑتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جو خوش آواز اور
 خوبصورت نہ ہو، سب سے آخر تمہارے نبی کو بھیجا۔ آپ بھی خوبصورت و خوش آواز
 تھے، آپ (قرأت میں) گنگری نکتے تھے، البتہ کسی قدر مد کرتے تھے۔

نافع بن جبرین مطعم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 میرا بدن بھاری ہو گیا ہے، لہذا تم لوگ نماز کے قیام اور رکوع و سجد میں مجھے
 سبقت نہ کرو (یعنی میرے قیام و رکوع و سجد کے بعد کیا کرو، کیونکہ امام سے
 پہلے جائز نہیں)۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز
 بیٹھکر نہ پڑھتے جب سن دراز ہو اتب بیٹھنے لگے، یہاں تک کہ
 جب سورۃ کی تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو اٹھکر پڑھتے تھے
 اور سجدہ کرتے تھے۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن اقرم الخزاعی سے مروی ہے کہ مجھ سے
 والد نے بیان کیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ ایک سخت زمین کے

ابھوار میدان میں تھے جو سرزمین ”عوزہ“ میں تھا، ہمارے پاس سے ایک سالہ گزرا، اُن لوگوں نے راستے کے کنارے قیام کیا مجھ سے والد نے کہا کہ نماز شروع کی گئی، اتفاق سے اُن لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، اُن لوگوں کے ساتھ میں نے بھی نماز پڑھی، وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ جب آنحضرتؐ سجدہ کرتے تھے تو گویا میں آپ کی دونوں نظروں کے بال دیکھتا تھا، ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت سجدہ شکم کو زمین سے دور کئے ہوئے دیکھا، اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔
 میمونہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے ہاتھ دوڑرکتے تھے یہاں تک کہ جو آپ کے پیچھے ہوتا تھا وہ آپ کی بغل کی سفیدی دیکھتا تھا۔
 جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔
 ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں ہوتے تھے تو آپ کے کولوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔
 ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہم سے براہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی (صفت بیان کی، وہ اپنی ہتھیلیوں پر ٹک گئے، سر میں بلند کر دیئے۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سجدہ کرتے تھے۔
 جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی کے بالائی حصے سے مع پیشانی کے بالوں کی جڑ کے سجدہ کرتے تھے۔

حسن بن علی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے مامو سعد بن ابی ہالہ اہلبی سے دریافت کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا کرتے تھے میں چاہتا تھا کہ مجھ سے بھی کچھ بیان کریں، اس لئے میں ان کے ساتھ رہتا تھا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم بڑے بزرگ و محترم و عظیم تھے، چہرہ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چاند چودھویں شب چمکتا ہے، نگو سقاقد واپس سے لمبے اور دراز تھے، والے سے چھوٹے تھے، سر مبارک بڑا تھا، بال نہ گھونگر والے تھے نہ بالکل سیدھے، جب بال بکھرتے تھے تو گنگھی کرتے تھے لیکن اگر بڑھاتے تھے تو کانوں کی نو سے آگے نہ بڑھتے تھے، رنگ خوبصورت اور چمکدار تھا، پیشانی کشادہ تھی، ابرو باریک اور دراز تھیں، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کی حالت میں متحرک ہو جاتی تھی، ناک ایسی تھی کہ بیچ سے بانسہ ابھرتا تھا، اور نچھنے چھوٹے چھوٹے تھے، آپ کا ایک نور تھا جو ناک کے اوپر اس طرح تھا کہ جو شخص اس پر غور کرے وہ سمجھے کہ آپ کی ناک ہی اتنی بلند ہے، ڈاڑھی گھنی تھی، وہاں نہ بڑا تھا، دانت باہم ملے ہوئے نہ تھے، سینے پر بالوں کی لکیر باریک تھی، گردن لمبی اور خوبصورت تھی، اس میں خون کی سی خوبصورت سرخی تھی جو صفائی میں چاندی کی طرح تھی، مزاج معتدل تھا، بدن بھاری بڑے ضابطہ و متحمل تھے، سینہ اور پیٹ برابر تھا (یعنی ناف ابھری ہوئی نہ تھی) سینہ چوڑا تھا، دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، پندلیلیں موٹی تھیں، آپ نہایت نورانی و متقل مزاج تھے، گلے سے ناف تک خط کی طرح بالوں کا سلسلہ تھا، شکم و پستان پر بال نہ تھے، اس کے علاوہ شانوں اور بانہوں پر اور سینے کے بلند حصوں پر بال تھے۔ ہاتھ کے گتے لمبے تھے، ہتھیلی کشادہ اور ہڈیاں معتدل تھیں، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھی، ہاتھ پاؤں لمبے تھے، تلوے زمین پر نہ لگتے تھے، دونوں قدم ہموار تھے جن سے پانی دور رہتا تھا، جب چلتے تھے تو اترنے والے کی طرح اور قدم اس طرح ڈالتے تھے جیسے شیب میں اتر رہے ہیں۔

بڑے وقار سے چلتے تھے بڑے تیز رفتار تھے جب چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ نیچے اتر رہے ہیں، اور جب مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے، آنکھ نیچی رکھتے تھے، نگاہ جتنی دیر آسمان کی طرف رہتی تھی اس سے زیادہ دیر تک زمین کی طرف رہتی تھی، یعنی آپ کی اکثر نظر مراقبہ تھا، (ہر کام میں) اصحاب سے آگے رہتے تھے، جو شخص آپ سے ملتا تھا تو آپ ہی سلام میں سبقت فرماتے تھے۔

حسُن نے کہا کہ میں نے (اپنے ماموں سے) کہا کہ مجھ سے آنحضرت کی گفتگو کی صفت بھی بیان کیجئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر حزن میں رہتے تھے، ہنستہ سوچا کرتے تھے، آپ کو کوئی راحت نہ تھی، بے ضرورت کلام نہ فرماتے تھے، اکثر خاموش رہتے تھے، کلام کی ابتدا و انتہا نہایت بلیغ طریقہ پر کرتے تھے، جامع کلام فرماتے تھے جس میں کارآمد حصہ ہوتا تھا برکار نہ ہوتا تھا اور نہ کوئی کمی ہوتی تھی، آپ خلیق تھے، ورثتِ خونہ تھے نعمت کی عظمت میں کمی نہ فرماتے، اگر وہ حقیر ہوتی تو نہ اس کی مذمت کرتے تھے نہ ذالفتہ کی برائی اور اس کی تعریف بھی نہ فرماتے، آپ کو دنیا اور جو کچھ دنیا کے لئے ہونا چاہتا تھا (آپ کی ناراضی صرف دین کے لئے ہوتی تھی) جب کوئی حق دیا جاتا تھا تو نہ اُسے کوئی جانتا تھا اور نہ اُس کے تلف ہونے پر کوئی شہادت ہوتی تھی، سما وقتیکہ آپ اُس کے مددگار نہوتے، آپ اپنی ذات کے لئے ناراض نہ ہوتے تھے اور نہ اُس کے لئے انتقام لیتے تھے جب اشارہ کرتے تھے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے تھے، اور جب تعجب کرتے تھے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے تھے، جب بات کرتے تھے تو ہتھیلی کو ملا کر واہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصے میں مارتے تھے، ناخوش ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور رخ بدل لیتے، خوش ہوتے تو آنکھ جھککا لیتے تھے، آپ کی اکثر ہنسی مسکراہٹ تک ہوتی تھی، اور جب ہنستے تھے تو اولے کی طرح چمکدار دانتوں سے ہنستے تھے،

حسُن نے کہا کہ میں نے ایک زمانے تک اس کو حسین بن علیؑ سے

پوشیدہ رکھا، جب اُن سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات کو معلوم کر چکے ہیں اور میں نے جو کچھ اپنے ماموں سے پوچھا وہ بھی پوچھ چکے ہیں، مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد سے آنحضرتؐ کی آمد و رفت و نشست و برخاست اور شکل و صورت پوچھ چکے ہیں، اور اُنھوں نے اسمیں سے کوئی بات چھوڑی نہیں ہے۔

حسینؑ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آویزی کو دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ آپ کو اپنی ذات کے لئے (گھر میں) تشریف لانے کی (اللہ کی طرف سے) اجازت تھی، جب آپ اپنے مکان میں ٹھہرتے تھے تو اس تشریف فرمائی کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے،

۱۳۰

(وقت قیام کا) ایک حصہ اللہ کے لئے ایک حصہ اہل بیت (یعنی ازواج) کے لئے اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے، اپنے گھر کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے تھے، اور اس (حصہ و وقت) کو عام لوگوں سے خاص باتوں میں صرف فرمادیتے تھے، ان لوگوں سے کوئی چیز ذخیرہ کرتے تھے عادت تھی کہ اہل فضل و کمال کو اپنی مجلس میں ترجیح دیتے اور بقدر ان کی دینی فضیلت کے ان کی قدر کر لے اُن میں بعض ایسے تھے جو ایک حاجت والے تھے، بعض دو حاجت والے اور بعض دو سے زائد حاجت والے آپ اُن کے ساتھ مشغول رہتے اور خود اُنھیں سے ان باتوں کو دریافت کر کے جو ان کے اور امت کے لئے بہتر ہوتی تھیں اور ان امور کو تنا کے جو ان کے لئے مناسب ہوتے اُنھیں بھی مشغول رکھتے تھے، فرماتے کہ جو حاضر ہے وہ ان امور کو غائب تک پہنچا دے۔ اور میرے پاس اس شخص کی حاجت پہنچا دیا کرو جو خود اپنی حاجت مجھ تک نہ پہنچا سکے۔ کیونکہ جو شخص سلطان کو ایسے شخص کی حاجت پہنچا دے جس کو وہ خود سلطان تک نہ پہنچا سکے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھے گا آپ کے یہاں سوائے ایسے امور کے کوئی ذکر نہ ہوتا اور نہ آپ کسی کی کوئی بات اُن کے

سوا قبول فرماتے، لوگ طالب بنکر آتے بغیر خاص مذاق لئے ہوئے نہ جاتے، اور رہبر و مطلوب بنکر نکلتے تھے۔

حسن نے کہا کہ میں نے علیؑ سے آنحضرتؐ کے پاس آنے کو لوجھا کہ آپ کیا کرتے تھے تو آنحضرتؐ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان رو کے رستے سوائے ایسی باتوں کے جو لوگوں کے لئے مفید ہوں ان میں الفت پیدا کرتیں اور افتراق یا نفرت سے بچاتیں آپ ہر قوم کے بزرگ کا اکرام فرماتے، اور اسی کو ان لوگوں کا والی بناتے تھے، لوگوں سے پرہیز فرماتے، ان سے بچتے بغیر اس کے کہ کسی سے اپنا رخ یا اخلاق بدلیں، اصحاب کی غمخواری فرماتے اور لوگوں سے غصہ میں دریافت فرماتے، اچھائی کی تعریف و تائید کرنے اور برائی کی مذمت کر کے اسے کمزور و سست بنا دیتے۔

ہر امر میں معتدل تھے۔ کسی عادت میں اختلاف نہ تھا، لوگوں کی غفلت کے خوف سے غافل نہ ہوتے تھے ہر صورت حال کے لئے طیار رہتے تھے حق میں کوتاہی نہ فرماتے، قرض حد سے کمزور نہ کرنا کہ لوگ آپ کی مدد کریں۔

آپ کے نزدیک سب سے بہتر و افضل وہ لوگ تھے جن کی خیر خواہی سب سے زیادہ عام ہوتی اور سب سے بڑے مرتبے والے وہ لوگ تھے جو ہمدردی و مددگاری میں سب سے اچھے ہوتے۔ حسن نے کہا کہ میں نے علیؑ سے آنحضرتؐ کی مجلس کو دریافت کیا تو آنحضرتؐ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ذکر الہی کے نہ اٹھتے تھے نہ بیٹھتے تھے، مکالموں میں قیام نہ کرتے، اور ان میں قیام سے منع فرماتے تھے۔

جب کسی قوم کے پاس پہنچتے تو وہیں بیٹھ جاتے تھے جہاں مجلس آپ کو پہنچائے۔ (یعنی لوگوں پر سے پھاندتے نہ تھے بلکہ خالی جگہ جو سب سے آگے ملتی تھی وہیں بیٹھ جاتے تھے) اور اسی کا حکم دیتے تھے

اپنے ہر بخشیں کو (جگہ میں) اُس کا حصہ دیتے تھے کوئی یہ خیال نہیں کیا کہ تا تھا کہ آپ کے نزدیک اُس سے زیادہ قابل احترام دوسرا ہے۔ جو شخص کسی ضرورت سے آپ کے ساتھ بیٹھ جاتا یا آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تو آپ اُس کے ساتھ اُٹھ کر رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی واپس ہو جائے اور جب کوئی شخص آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو آپ اُسے یا تو اُس کے ساتھ واپس کرتے تھے یا نرم جواب کے ساتھ، آپ کا خلق و کرم سب لوگوں پر وسیع تھا، آپ اُن کے لئے باپ تھے، حق میں آپ کے نزدیک سب برابر تھے۔

آپ کی مجلس صبر و حیا، وحلم و امانت کی مجلس تھی، جس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں نہ گھر والوں کا عیب بیان کیا جاتا تھا نہ لوگوں کی کمزوریوں کی اشاعت کی جاتی تھی سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ہوتا، جو فضیلت پاتے تقویٰ کی وجہ سے فضیلت پاتے متواضع رہتے بڑوں کا وقار ملحوظ رکھتے، چھوٹوں پر رحم کرتے، صاحب حاجت کے ساتھ ایثار اور مسافر کی نگہداشت کرتے تھے۔

حسن نے کہا کہ میں نے علیؑ سے پوچھا کہ ایسے ہشتینوں میں آنحضرتؐ کی سیرت کیسی تھی؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی رہنے والے نرم اخلاق والے سہولت کی زندگی بسر کرنے والے تھے نہ تو درشت ہو تھے نہ بد مزاج، نہ بکواس کرنے والے نہ بیہودہ کہنے والے اور نہ عیب جوئی کرنے والے، جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اُس سے تعافل برتتے نہ اُس کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ اُس کی رغبت ظاہر فرماتے تھے۔

تین چیزیں آپ نے خود ترک فرمادی تھیں، شاک کرنا، مال کی شرم جمع کرنا اور غیر مفید باتیں کرنا، تین چیزوں سے آپ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا، آپ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، نہ کسی کو عار دلاتے تھے، اور نہ کسی کی پوشیدہ بات کا تجسس کرتے تھے۔

صرف وہی کلام کرتے جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی،

جب آپ کلام کرتے تھے تو اہل مجلس اس طرح خاموش ہو جاتے تھے جیسے ان کے سردوں پر چڑیاں بیٹھی ہیں (کہ ذرا بولیں گے تو اڑ جائیں گی) پھر جب آپ خاموش ہو جاتے تھے تو لوگ کلام کرتے تھے،

اگر کوئی شخص آپ کے پاس بات کرتا تھا تو لوگ اس کی بات نہیں کاٹتے تھے اس کے فارغ ہونے تک ایسے خاموش رہتے گویا سر پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ لوگ اپنے ابتدائی زمانے کی باتیں کرتے، کسی بات پر ہنستے تو آپ بھی ہنستے اور جس شے سے خوش ہوتے اس سے آپ بھی خوش ہوتے، مسافر وغریب کو بات کرنے اور سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر

صبر فرماتے۔ اس وقت اصحاب اُسے دور ہٹا دینا چاہتے تو فرماتے کہ جب تم کسی طالب حاجت کو دیکھو کہ وہ کچھ طلب کرتا ہے تو اس کی مدد کرو، سوائے تلافی کرنے والے کے اور کسی کی مدح و ثنا نہیں قبول کرتے تھے، آپ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے تا وقتیکہ وہ خود ہی نہ گذر جائے اور روکنے یا اٹھ جانے سے اُسے قطع نہ کر دے۔

حن نے کہا کہ پھر میں نے علیؑ سے دریافت کیا کہ آنحضرت کے سکوت کی کیا کیفیت تھی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت چار طور پر تھا، حلم پر، احتیاط پر، تقریر پر یعنی کسی امر کے برقرار رکھنے مان لینے اور قبول کر لینے پر۔ غور و فکر پر،

آپ کی تقریر نظر ڈالنے اور لوگوں کی بات سننے میں ہوتی تھی یعنی دیکھ کر یا سن کر کچھ نہ فرماتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ آپ کے نزدیک درست ہے۔ اور آپ کا غور و فکر ان امور میں ہوتا تھا جو باقی رہنے اور فنا ہونے والے ہیں۔

حلم و صبر کے جامع تھے، آپ کو نہ تو کوئی چیز غضبناک کرتی اور نہ بیزار، احتیاط صرف چار باتوں پر منحصر تھی نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں، عقل سے غور و فکر ایسے امور میں جو امت کی بہبود کے ہوں اور

اُن امور کو قائم کرنے میں جن سے امت کی دنیا و آخرت جمع ہو۔

مہر نبوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان تھی

خاتم رسالت

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی جو جسم و شکل میں کبوتر کے انڈے کے مشابہ تھی۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے وہ مہر نبوت دیکھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت میں کبوتر کے انڈے کے برابر نشانِ خم کی طرح تھی۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی مہر دیکھی جو انڈے کے مثل تھی۔

ابی رُمثہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو رُمثہ قریب آؤ اور میری پیٹھ سہلاؤ، میں قریب گیا، پیٹھ سہلائی، پھر اپنی انگلیاں مہر نبوت پر رکھیں اور انہیں چھوا تو وہ بال تھے جو شانوں کے پاس اکٹھا ہو گئے تھے۔

۱۳۲ معاویہ بن قرظہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلہ مَریَنہ کے ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بیعت کی، آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا، میں نے اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا

اور مہر نبوت کو مس کیا،

عاصم الاحول بن عبد اللہ بن مسرج بن سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، میں آپ کے پیچھے گھوم گیا تو آپ میرا مطلب سمجھ گئے اور اپنی پشت سے چادر مٹا دی، میں نے مہر نبوت دیکھی جو مثل مٹھی کے تھی جس کے گرد ایسے خال تھے جو مٹے معلوم ہوتے تھے، میں آیا، اُسے بوسہ دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ آپ کی مغفرت کرے، فرمایا تمہاری بھی مغفرت کرے بعض حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، فرمایا ہاں تمہارے لئے بھی، اور آپ نے یہ آیت پڑھی ”واستغفر لذنباک و للمؤمنین و المؤمنات“ (اے نبی آپ اپنی لغزشوں کی مغفرت کی دعائے کبھیے اور مؤمنین و مؤمنات کے لئے بھی۔)

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ”پھر میں آیا اُسے بوسہ دیا اور عرض کی: یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے“

ابی رُمثہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، والد نے زخم کی طرح کا ایک نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ میں بڑا طبیب ہوں، کیا اس کا علاج نکر دوں؟ فرمایا، نہیں، اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ابی رُمثہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے شانے میں اونٹ کی مینگنی یا گبوتر کے اندھے ٹی طرح کا نشان ہے۔ عرض کی: یا رسول اللہ کیا اس کی دو انکر دوں؟ کیونکہ ہم لوگ اس خاندان کے ہیں جو طبابت کرتے ہیں فرمایا، اکی کی ووا وہی کرے گا جو اسے ظہور میں لایا ہے۔

ابنِ رُمثہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، ہمراہ میرا بیٹا بھی تھا، فرمایا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا، نہ یہ تم پر شفقت کرے اور نہ تم اس پر شفقت کرو۔

پھر میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے شانوں کے پیچھے مثل سب کے نشان سے عرض کی: یا رسول اللہ میں دو اکرتا ہوں اجازت دیجئے کہ اس میں شگاف کروں اور اس کا علاج کروں، فرمایا اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ابنِ رُمثہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، ہمراہ میرا ایک بیٹا بھی تھا، میں نے کہا کہ اے میرے بیٹے یہ اللہ کے نبی ہیں جب اس نے آپ کو دیکھا تو ہیبت سے کانپنے لگا جب میں پہنچا تو عرض کی یا رسول اللہ میں اطباء کے خاندان سے ہوں، میرے والد بھی زمانہ جاہلیت میں طبیب تھے، ہماری یہ بات مشہور ہے مجھے اس نشان کے بارے میں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے علاج کی اجازت دیجئے، اگر یہ زخم ہے تو میں اس میں شگاف کروں گا اور اللہ اپنے نبی کو شفا دے گا، فرمایا کہ اس کا سوائے اللہ کے کوئی طبیب نہیں، وہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔

۱۳۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

براہ بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بال تھے جو شانوں سے لگتے تھے۔

براہ بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لوتک تھے۔

براہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کی مخلوق میں کسی کو نہیں دیکھا جو

سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین معلوم ہوا،
آپ کے بال شانوں کے قریب لگتے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا، جب آپ سرخ لباس میں زیادہ چلتے
تھے اور بال دونوں شانوں کے قریب ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بال متوسط تھے نہ بالکل سیدھے نہ بالکل گھونگر والے، اور دونوں کان
اور شانوں کے درمیان تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بال کانوں سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بال ایسے تھے جو شانوں تک پہنچتے تھے یا شانوں سے لگتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال
نصف کان تک ہوتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ گھونگر والے تھے
نہ بالکل سیدھے آپ کے بال نصف کانوں تک تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال
کانوں سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

ابی رزینہ سے مروی ہے کہ میں خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انسانوں کے مشابہ ہوں گے دیکھا تو آپ بشر تھے اور آپ کے پٹے
(کانوں تک بال) تھے۔

علیؑ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف مروی ہے کہ آپ
پٹے والے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال
پٹے سے زیادہ اور پورے بالوں سے کم تھے۔

۱۳۴

ابو المتوکل الناجی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو سے بیچے تھے جو آپ کی لو کو چھپائے رہتے تھے۔ ام ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی چار مینڈھیاں یعنی بال تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل کتاب اپنے بال (بغیر کنگھی کے) پٹے رکھتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں کنگھی کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس معاملے میں حکم نہیں دیا جاتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال پٹے رکھے بعد کو کنگھی کی۔

حکیم بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے، کنگھی کرنے کا حکم دیتے تھے، اور گردن تک بال رکھنے سے منع کرتے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اللہ نے چاہا پیشانی کے بال چھوڑے رہے اس کے بعد کنگھی کرنے لگے۔ جابر بن سمیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور ڈاڑھی کے بال بڑھائے تھے۔

حسن بن محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے تھے حسن نے کہا کہ میرے بال بہت ہیں، تو جابر نے کہا کہ اسے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تمہارے بالوں سے بہت زیادہ اور بہت پاکیزہ تھے۔ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیشانی کے بالوں کی جڑ پر سجدہ کرتے دیکھا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے قنابہ سے بالوں سے زیادہ کسی کے بال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے مشابہ نہیں دیکھے، اس روز

قتا وہ بہت خوش ہوئے۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ نائی آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور اصحاب آپ کے گرد گھوم رہے تھے جو آپ کے بال سوائے ہاتھ میں لینے کے گرانا نہیں چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا

حمید الطویل سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا، انھوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کی بد زبیری نہیں دی، آپ میں بڑھاپے کا کوئی حصہ نہ تھا جس کو خضاب کیا جاتا، ڈاڑھی کے اگلے حصے میں صرف چند بال (سفید) تھے، اور آپ کا بڑھاپا میں بالوں تک بھی نہیں پہنچا تھا۔

حمید الطویل سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے، انھوں نے کہا کہ آپ کے بالوں کی سیاہی میں سفیدی کی آمیزش اس سے بہت کم تھی دینی بال اتنے سفید ہونے پائے تھے کہ خضاب کی ضرورت چوتی (آپ کی ڈاڑھی کے سفید بال بھی نہیں کی مقدار تک نہ پہنچتے پائے تھے بزرگ لب شرہ بال سفید تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ انس سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہیں دیا، آپ کے سر اور ڈاڑھی میں شرہ اٹھارہ بال سفید تھے ثابت النبائی سے مروی ہے کہ انس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایسا بڑھا یا نہیں دیکھا جس میں خضاب لگایا جاتا ہے، صرف زبیر بن لب کے کچھ بال کھڑی تھے، جن کو اگر تم چاہتے تو شمار کر سکتے تھے۔
 انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ سرد اور ڈارھی میں پیش بال بھی سفید نہ تھے۔
 قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا انھوں نے کہا کہ آپ اس عمر کو نہیں پہنچے، کچھ بڑھا یا صرف آپ کی کاکلوں میں تھا۔
 محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا انھوں نے کہا کہ آپ اس عمر کو نہیں پہنچے، لیکن ابو بکر نے خضاب لگایا ہے پھر میں اسی روز آیا اور خضاب لگایا۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں لگایا، ڈارھی کے اگلے حصے میں زبیر بن لب تھوڑی سی سفیدی تھی، اور سر یا کاکلوں میں تو اس قدر قلیل تھی کہ نظر بھی نہ آتی تھی۔
 ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ خضاب کی حد تک نہیں پہنچے، ڈارھی میں چند سفید بال تھے۔
 سماک بن حرب سے مروی ہے کہ جابر بن سمیرہ سے دریافت کیا گیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرد اور ڈارھی میں بڑھا یا نہ تھا صرف چند بال آپ کی مانگ میں سفید تھے، جب تیل لگاتے تھے تو تیل ان کو پوشیدہ کر لیتا تھا۔

جابر بن سمیرہ سے مروی ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ جب آپ اپنے سر میں تیل لگاتے تھے تو بڑھا یا ظاہر نہ ہوتا تھا اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو

ظاہر ہوتا تھا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ڈاڑھی کے بال کچھ ہی ہو گئے تھے، جب آپ اس میں تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے تو ظاہر نہوتے تھے اور جب بال بکھر جاتے تھے تو ظاہر ہوتے تھے۔

یوسف بن طلحہ بن حبیب سے مروی ہے کہ ایک حجام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موچھیں کتریں، ڈاڑھی میں سفیدی دیکھی تو کترنے کا قصد کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُسے روکا اور فرمایا کہ اسلام میں جو کچھ بھی بوڑھا ہوگا قیامت میں اس کے لئے ایک نور ہوگا۔

۱۳۷

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ اس حد تک نہیں پہنچے تھے۔

ایک شیخ بنی کنانہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالحجاء کے بازار میں پیدل جاتے ہوئے دیکھا، آپ کے بال کھونگر والے سر اور ڈاڑھی کے بال سیاہ تھے۔

زیاد مولائے سعد سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا، آپ کا بڑھاپا ڈاڑھی میں زیریں لب اور پیشانی میں تھا اگر میں اُسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

البیہقی بن دہر الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا زیریں لب اور پیشانی میں دیکھا میں نے اُس کا اندازہ کیا تو میں عدد سفید بال ہوں گے۔

بشیر مولائے مازنین سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے

پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگا یا تو انھوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ کا بڑھا یا خضاب کا محتاج نہ تھا، زبیر بن لب اور پشائی میں خفیف سی سفیدی تھی اگر ہم اسے شمار کرنا چاہتے تو شمار کر لیتے کہ کتنے بال سفید ہیں۔

زبیر بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن بشر سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ زبیر بن لب چند بال سفید ہو گئے تھے۔

زبیر بن عثمان الرحبی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن بشر سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ اس (عمر) سے توجوان تھے لیکن ڈاڑھی میں یا زبیر بن لب چند بال سفید ہو گئے تھے۔

ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت دیکھا کہ آپ کا یہ حصہ یعنی زبیر بن لب سفید ہو گیا تھا، ابو جحیفہ نے کہا گیا کہ آپ اس زمانے میں کیا کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ میں تیرگی لکڑی بناتا تھا اور اس میں پر لگاتا تھا۔

جحیفہ کے والد وہب السوائی سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نیچے والے ہونٹھ میں ریش بچہ میں ایک انگلی سفیدی تھی۔

۱۳۸ ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ریش بچہ سفید ہو گیا تھا۔

قاسم بن الفضل سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے پاس آیا اور اصلت بن زبید کی طرف دیکھا جن کے ریش بچہ پر بڑھا پے کی آمیزش دوڑ رہی تھی (یعنی زبیر بن لب بال سفید ہو گئے تھے) محمد نے کہا کہ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سیاہی سفیدی کی آمیزش آپ کے ریش بچہ میں جاری تھی، اصلت اس سے بہت مسرور ہوئے۔

حجاج بن دینار بن محمد بن واسع سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ بڑھایا بہت تیزی سے آپ کی طرف آ رہا ہے فرمایا کہ مجھے سورہ "الراکتب احکمت آیاتہ ثر فصلت" نے اور ایسی ہی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا، (یعنی ان سورتوں میں قیامت کے جو ہولناک احوال بیان کئے گئے ہیں ان کے خوف سے مجھ پر بڑھا پٹاری ہو گیا) ابی سلمہ سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ہم لوگ سہ مارک نہیں بڑھایا دیکھتے ہیں، فرمایا کہ کیونکر بوڑھا ہوں؟ حالانکہ میں سورہ ہود و اذالشمس کورت پڑھتا ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میں ولادت میں آپ سے بڑا ہوں اور آپ مجھ سے بہتر و افضل ہیں (پھر آپ مجھ سے پہلے کیوں بوڑھے ہو گئے) فرمایا کہ سورہ ہود اور اس کے ساتھ کی سورتوں نے اور ان واقعات نے جو مجھ سے پہلے امتوں کے ساتھ کئے گئے مجھے بوڑھا کر دیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی بوڑھے ہو گئے فرمایا کہ مجھے تو سورہ ہود و الواقعہ والمرسلت و عہدیتسا لون و اذالشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا رسول اللہ بڑھایا بہت تیزی سے آپ کی طرف آ رہا ہے فرمایا: ہاں مجھے ہود اور اس کی سی سورتوں نے بوڑھا کر دیا، عطاء نے کہا کہ اس کی سی سورتیں "اقترب الساعۃ و المرسلت و اذالشمس کورت" ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ بوڑھے ہو گئے۔ اور آپ پر بڑھایا جلد آ گیا فرمایا مجھے سورہ ہود اور اس کی سی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس نے بوڑھا کر دیا فرمایا کہ ”سورہ ہود
 الواقعہ۔ والمہرسلت وعم یقتساء لون۔ واذ الشمس کورت“ نے
 قتادہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ بڑھا یا آپ کی طرف
 تیزی سے آگیا فرمایا کہ مجھے ہود اور اس کی سہی سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔
 انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت ابو بکر و عمر منبر کے سامنے
 بیٹھے تھے ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے حجرے سے
 برآمد ہوتے ہوئے اپنی ڈاڑھی پوچھتے آئے اٹھاتے اور دیکھتے ہوئے نظر آئے۔
 انس نے کہا کہ آنحضرت کی ڈاڑھی میں بہ نسبت سر کے بڑھاپے کا اثر زیادہ
 تھا، جب آپ ان دونوں کے پاس آکر کھیرے تو آپ نے سلام کیا، ابو بکر
 نرم دل تھے اور عمر سخت مزاج ابو بکر نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا
 ہوں، آپ پر بڑھا یا تیزی سے آ رہا ہے، آنحضرت نے اپنی ڈاڑھی ہاتھ سے
 اٹھائی اور اسے دیکھا، ابو بکر کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ ہاں۔ مجھے سورہ ہود اور اس کی بہنوں نے
 بوڑھا کر دیا ابو بکر نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اُس کی کہنیں
 کونسی ہیں۔ فرمایا کہ الواقعہ۔ القارعہ۔ سال سائل۔ واذ الشمس کورت۔
 الحاقہ وما الحاقہ۔

www.KitaboSunnat.com

قائلین خضاب نبوی

عثمان بن عبد اللہ بن مویب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ام سلمہ کے
 پاس گئے تو وہ ہمارے پاس ایک تھیلی لائیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے کچھ بال تھے، اس میں خنا اور نیل کا (سرخ) خضاب لگا ہوا تھا۔
 ابن مویب سے مروی ہے کہ انھیں ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سرخ بال دکھائے۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ہیں جو رنگین ہیں اور خوش بو ہیں۔
 یحییٰ بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارا ایک سونے کا گھنٹرا تھا جس کو لوگ دھوتے تھے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ حنا اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔

عثمان بن حکم سے مروی ہے کہ میں نے ابی عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ کے خاندان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال دیکھے جو حنا سے رنگے ہوئے تھے۔
 ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال دیکھے جو سرخ تھے، میں نے ان سے دریافت کیا تو کہا کہ یہ خوشبو سے سرخ ہو گئے ہیں۔

عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخساروں کے بال کچھڑی ہو گئے تھے آپ نے ان پر حنا اور نیل کا خضاب لگایا۔
 ابی ریشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لوتک تھے، ان میں حنا کا اثر تھا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی (سفید) ڈاڑھی کا رنگ بدلتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی (کبھی کبھی) اپنی ڈاڑھی کا رنگ بدلتے تھے۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں ابن عمر کے پاس گیا اور کہا: میں دیکھتا ہوں کہ سوائے اس زردی کے آپ اپنی ڈاڑھی کا رنگ اور کسی رنگ سے نہیں بدلتے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی یہی کرتے تھے۔
 نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی ڈاڑھی خلوک (خوشبو) سے زرد رنگتے

تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زرد رنگ تھے۔
عبدالرحمن الثمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاٹھی
کارنگ بری کے عرق سے بدلتے تھے اور بھٹیوں کی مخالفت کے لئے
بالوں کارنگ بدلنے کا حکم دیتے تھے۔

تغییر شیب و کراہت خضاب

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
بڑھاپے کا (بالوں کا سفید) رنگ بدل دو اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو
زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے
کو بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔

مشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپا بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔
ابی ذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کارنگ بدل لو حنا
اور نیل ہے۔

۱۳۱ کہ جس نے عبداللہ بن ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: کہ وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدل لو حنا
اور نیل ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود
و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، لہذا تم لوگ ان کی مخالفت کرو۔

ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اپنے بڑھاپے کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے
ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ وہ اسے کسی رنگ سے نہیں بدلتے،

فرمایا کہ تم لوگ ان کی مخالفت کرو، اور سب سے افضل چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو جانا اور نیل ہے۔

اسود بن یزید سے مروی ہے کہ انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے، آپ نے انہیں رنگ بدلنے کا حکم دیا تو لوگ سرخ وزرد کے درمیان ہو گئے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو لامحالہ رنگ بدلنا پڑے تو وہ منہدی اور نیل کا خضاب کرے۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو (سیاہی سے) بدلانا پسند فرماتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے

ایک شخص کا گذر ہوا جو منہدی کا خضاب لگائے ہوئے تھا۔ فرمایا: کیسا اچھا (رنگ) ہے اس کے بعد ایک اور شخص آپ کے سامنے سے

گذرا جو منہدی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھا، فرمایا یہ تو اس سے بھی اچھا ہے، پھر ایک اور شخص گذرا جو زردی کا خضاب لگائے تھا فرمایا: یہ ان سب سے اچھا ہے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رنگوں سے (بڑھاپے کو) بدل دیا کرو، اور اس میں مجھے سب سے

زیادہ پسند وہ رنگ ہے جو سب سے زیادہ گہرا ہو۔

عمر بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو (جنگلی) کبوتروں کے پونوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی، وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔

عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

قیامت کے روز اس شخص کی طرف (رحمت سے) نہ دیکھے گا جو سیاہ خضاب

لگائے گا۔
 مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ
 بال سیاہ کئے ہوئے ہے، شام کو جب دیکھا تھا تو بال سفید تھے،
 فرمایا تم کون ہو، عرض کی: میں فلاں ہوں، فرمایا: تم شیطان ہو۔
 زہری سے مروی ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے
 جو ڈارمی کو سیاہی سے بدلے۔

عبد الملک بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ عطاء سے وسمہ کے (سیاہ)
 خضاب کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ لوگوں کی بدعات میں سے ہے۔
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کو دیکھا
 ہے گران میں سے کسی کو وسمہ کا خضاب لگاتے نہیں دیکھا، وہ لوگ تو صرف
 منہدی اور نیل اور اسی زردی کا خضاب لگاتے تھے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوٹے کا لیب لگایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب
 پوشیدہ بال و سر کرنے گئے) چوٹے کا لیب لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ
 سے پوشیدہ مقام اور زیر ناف کام لیتے تھے۔
 جب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لیب لگاتے
 تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے زیر ناف کام لیتے تھے۔
 جب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے چوٹے لگایا

۱۳۳

قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے، نہ ابو بکرؓ و عمر و عثمان نے، نہ خلفاء نے اور نہ حسن نے چوٹے لگایا۔
 قتادہ سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

چونا لگایا نہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناخن اور مونچھیں کترا نا اور زینات کے بال مونڈنا قہر ت ہے۔

تشریحا پچھنے لگانا

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوئے۔ ابو طییبہ نے آپ کے پچھنے لگائے، آنحضرتؐ نے ان کے لئے (بطور اجرت) دو صاع (رغلیں) تمنا حکم دیا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان پر جو محصول ہے اس میں تخفیف کر دیں۔

جابر سے مروی ہے کہ ۱۸ رمضان کو دن کے وقت ابو طییبہ پچھنے لگانے کے آلات ہمارے پاس لائے پوچھا تم کہاں تھے آنحضرتؐ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے پچھنے لگا رہا تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طییبہ کو بلایا، انھوں نے آپ کو پچھنے لگائے، دریافت فرمایا کہ تمہارا خراج کتنا ہے، عرض کی کہ تین صاع، آپ نے ایک صاع کم کر دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ ابو طییبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگائے، استفسار فرمایا کہ تمہارا خراج کتنا ہے، عرض کی کہ اتنا آتا ہے، آپ نے ان کا خراج کم کر دیا اور انھیں (اس پچھنے سے) منع نہیں کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوئے، ابو طییبہ جو بعض انصار کے آزاد کردہ غلام تھے انھوں نے

آپ کے پچھنے لگائے، آپ نے انھیں دو صاع غلہ عطا فرمایا، ان کے آقاؤں سے فرمایا کہ ان کے محصول میں کمی کر دیں، اور فرمایا کہ پچھنے لگانا تمھاری بہترین دوا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی، اگر یہ (اجرت) ناپاک ہوتی تو آپ اسے نہ دیتے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحن میں پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزے سے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے، اس روز آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ اسی لئے روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔

۱۴۴

عامر سے مروی ہے کہ بنی بیاضہ کے ایک غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے، فرمایا: تمھارا خراج کتنا ہے، اُس نے کہا کہ اتنا اتنا ہے، آپ نے اُس کے خراج میں کمی کر دی اور اجرت نہیں دی۔

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، آپ نے ایک حجام کو بلایا، اُس نے سینگوں کے پچھنے لگانے کے آلات سے آپ کے پچھنے لگائے، وہ چھری کی نوک سے آپ کے کاٹنے لگا۔ ایک اعرابی آیا، اُس نے آپ کو دیکھا اور وہ جانتا نہ تھا کہ پچھنے لگانا کیا چیز ہے، پریشان ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ آپ اسے کس بات پر (اجرت) دیتے ہیں یہ تو آپ کی کھال کا ٹٹا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حجامت (پچھنے لگانا) ہے، اُس نے کہا کہ حجامت کیا چیز ہے فرمایا: لوگ جو دو اکرتے ہیں اس میں سب سے بہتر چیز ہے۔

عمر بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے

وادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور آپ نے حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، حجام کو اجرت دی اور زائد دی۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (بجالت اعتکاف) پچھنے لگوائے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پچھنے لگوائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالت احرام پچھنے لگوائے جس کا سبب یہ تھا کہ آپ نے اس بکری کے گوشت کا ایک لقمہ کھا لیا تھا جس کو اہل خیمہ کی ایک عورت نے زہر آلود کر دیا تھا، جب سے آپ نے یہ زہر آلود لقمہ کھایا، برابر شاکہ (مریض) ہی رہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالت احرام و روزہ پچھنے لگوائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالت روزہ پچھنے لگوائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درد کی وجہ سے بجالت احرام پچھنے لگوائے، دریافت کیا گیا کہ کیا آنحضرت نے

بجالت احرام مسواک بھی کی تو ابن عباس نے کہا کہ ہاں۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پچھنے
لگواتے تھے، دو گردن کی رگوں میں اور ایک گدی میں۔

اسمعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ انھوں نے
سر کی ابھری ہڈی پر جو تالو کے اوپر ہے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہی وہ مقام ہے
جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے۔

عقیل وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
(حجامت) کو فریاد رس کہا کرتے تھے۔ (اس کا نام مغیثہ رکھا تھا)

عبدالرحمن بن خالد بن الولید سے مروی ہے کہ وہ اپنے سر پر اور دونوں
شانوں کے درمیان پچھنے لگوا کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر یہ حجامت
کیسی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کے پچھنے لگواتے
تھے؛ اور کہا کہ جو ایسا یہ خون بہائے گا تو اسے نقصان نہوگا، کیا ایک چیز
سے دوسری چیز کا علاج نہ کیا جائے۔

حن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پچھنے گردن کی
رگوں میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں، آپ طاق عدد پچھنوں کا حکم دیتے تھے
قتادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو پچھنے گردن کی رگوں
میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں۔

جیمز بن نضر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسط سر میں (بھی) پچھنے لگوائے۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وسط سر میں پچھنے لگوائے، آپ اس کو (مرض کا) دور کرنے والا
فرمایا کرتے تھے، (یعنی اس کا نام منقذ رکھا تھا)۔

نکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ اقرع بن حابس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت آئے جب آپ وسط
سر کی رگ میں پچھنے لگوا رہے تھے، انھوں نے کہا کہ اے ابن ابی کبشہ

آپ نے وسط سر میں کیوں پچھنے لگوائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن حابس اس میں درد سر ڈارٹھوں کے درد نیند اور بیماری کی شفا دے، راوی کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ آپ نے جنون بھی فرمایا۔
حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور اصحاب کو بھی اپنے سروں میں پچھنے لگوانے کا حکم دیا۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر میں پچھنے لگوانا ہی مُغِثَہ (یعنی فریاد رس و شفا دہندہ) ہے، جب میں نے (خیر والی) یہودیہ کا (زہر آلود) کھانا کھا لیا تو مجھے جیریل نے اس کا مشورہ دیا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر چیز جس سے تم علاج کرو پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری (ایک دوا کا نام) ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جس شب میں معراج ہوئی میں ملائکہ کے جس گروہ پر گذرا انھوں نے یہی کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو حجامت (پچھنے لگوانے) کا حکم دیکھئے۔

عمر بن سعید بن ابی النخس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (معراج میں) میں جس فرشتے کے پاس سے یا ملا اعلیٰ سے گذرا سب نے مجھے پچھنے لگوانے کا مشورہ دیا۔

مُعِقِل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینے کی ۱۷ تاریخ سے شنبے کے روز پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کی دوا ہے۔

ام سعد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے تو میں نے آپ کو خونِ دَہن کرنے کا حکم دیتے سنا۔

ہارون بن رباب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھنے لگوائے، ایک شخص سے فرمایا کہ اسے اس طرح دفن کر دو کہ کوئی کتا نہ کھو دے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ میں روزہ دار کے لئے کھنے لگانے کو اس لئے ناسند کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بجالت روزہ کھنے لگوائے تھے تو آپ بیہوش ہو گئے تھے، عکرمہ نے کہا کہ اس وقت ایک شخص منافق ہو گیا۔ (یعنی جب اُس نے آپ کی بیہوشی دیکھی تو اسے آپ کی نبوت میں شک ہوا اور وہ منافق ہو گیا۔)

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روغن کبچہ کی ناس لیتے تھے اور سر کو پیری کے پانی سے دھوتے تھے۔

قص شوارب

موچھیں کتروانا

۱۳۷

ابن جریر سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن عمر سے کہا کہ میں نے آپ کو موچھیں کترواتے دیکھا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی موچھیں کترواتے دیکھا ہے۔
عبدالرحمن بن زیاد سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاندھ سے موچھیں کترواتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجوسی (پارسی) آیا جو اپنی موچھیں بڑھائے اور ڈاڑھی تروانے ہوئے تھا، فرمایا کہ بھئی اس کا حکم کس نے دیا، اُس نے کہا کہ میرے رب نے، فرمایا: میرے رب نے بھئی یہ حکم دیا کہ،

اپنی مونچھیں کتر واڈوں اور ڈاڑھی بڑھاؤں -

ملبوس مبارک

سفید لباس کی روایتیں

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں سفید کپڑا اختیار کرنا چاہئے، اسی کو تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور اسی کا اپنے مردوں کو کفن دو، کیونکہ یہ تمہارا بہترین کپڑا ہے۔
عمرو بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کر و کیونکہ یہ خوب پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں اور اور اسی کا اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اور اسی کا مردوں کو کفن دیا کرو۔
ابی قتلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے کپڑوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ سفید ہے۔ لہذا اسی میں نماز پڑھا کرو اور اپنے مردوں کو اسی کا کفن دیا کرو۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔
براء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر سرخ جوڑا دیکھا، میں نے کوئی چیز آپ سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھی۔
براء سے مروی ہے کہ میں نے سر پر پٹے رکھنے والوں میں سرخ جوڑے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔
 عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابلح میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ سرخ خیمے میں تھے بدن پر ایک
 سرخ جبہ اور سرخ جوڑا تھا، گویا پینڈلیوں کی زیبائش میری نظر میں ہے۔
 زبر بن جمیش الاسدی سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کے ایک شخص
 سفوان بن عسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ مسجد میں
 سرخ چادر پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔

جاہر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جمعہ وعیدین میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سرخ چادر اوڑھا کرتے تھے۔

قبیلہ کنانہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ جسم اطہر پر دو سرخ چادریں تھیں۔

ابن جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جمعہ کو سرخ چادر اوڑھتے تھے اور عیدین میں عمامہ باندھتے تھے۔

قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے آپ کے لئے غسل کا پانی رکھ دیا،
 آپ نے غسل کیا، ہم ایک کسم کا رنگا ہوا رومال لائے جسے آپ
 نے اوڑھ لیا، گویا شکم مبارک کی بٹوں میں کسم کا اثر آج بھی میری
 نظر میں ہے۔

مکر بن عبد اللہ المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس ایک کسم کا رنگا ہوا رومال تھا، جب ازداج کے یہاں گشت
 کرتے تو اس کسم کا پانی نچوڑتے تھے۔ (اسے باندھ کر غسل کرتے تھے)

اسماعیل بن اُمیہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا ایک رومال دیکھا جو کسم میں رنگا ہوا تھا۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا چادر
 اور تہ زعفران اور کسم میں رنگا جاتا تھا، آپ اسی لباس میں گھر سے نکلتے تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کر تا چادر اور عمامہ زعفران میں رنگے جاتے تھے۔ امیر معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر چادر اور عمامہ عبیر یعنی زعفران کا رنگا ہوا دیکھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے زعفران میں رنگے جاتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی۔ شاید ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے زرد رنگے جاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ بھی زعفران میں رنگے جاتے تھے۔ ابی ریشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو ستر چادریں اوڑھے دیکھا۔

یعنی اسے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ستر چادر کو بغل کے نیچے سے اوڑھے ہوئے دیکھا۔ ابی بردہ سے مروی ہے کہ میں عائشہ کے پاس گیا تو وہ ایک یمن کی بیٹی ہوئی مونی تھما اور ایک پیوند دار کبیل نکال لائیں، اور قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی لباس میں ہوئی۔

عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اونٹ کی ایک سیاہ چادر بنائی گئی، آپ نے اسے اوڑھا عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گورے پن اور اس چادر کی سیاہی کا ذکر کیا، جب آنحضرت کو اس میں سینہ آیا تو اون کی بو محسوس ہوئی اسے پھینک دیا، آپ کو خوشبو تیند تھی۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن فلاں بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبی عبدالاشہل میں ایک کبیل میں

نماز پڑھی جس کو آپ اور مجھے، کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے
آپ اسی پر ہاتھ رکھتے تھے۔

شیخہ بنی عبد الاشہل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مسجد بنی عبد الاشہل میں ایک کبیل اور ہلکے نماز پڑھی، آپ جب
مسجد آگئے تھے تو کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے اسی کبیل پر
ہاتھ رکھتے تھے۔

۱۵۰

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس ایک بیٹی ہوئی چادر لائیں جس میں دو جاشینے تھے اور
عرض کی: یا رسول اللہ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے ہی بنائی ہے
لائی ہوں کہ آپ کو اڑھاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت
کی بنا پر اُسے لے لیا، ہم لوگوں کے پاس اس کیفیت سے
تشریف لائے کہ وہی چادر آپ کی تہمت تھی۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے جن کا راوی نے نام بھی بتایا
اُس چادر کو ہاتھ سے ٹوٹا اور عرض کی: یا رسول اللہ یہ مجھے اڑھا دیجئے
فرمایا، اچھا، پھر جب تک خدا کو منظور ہو آپ مجلس میں بیٹھے اور
واپس تشریف لے گئے، جب انڈر پہنچے تو اُسے تکیا اور اُس شخص نے
پاس بھجوادیا، حاضرین نے اس سے کہا کہ تم نے اچھا نہ کیا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت ہونے کی وجہ سے اُسے استعمال کیا
اور تم نے آپ سے مانگ لی، حالانکہ تم جانتے تھے کہ آنحضرت سائل کو
ٹالتے نہیں، اُس شخص نے جواب دیا کہ اوستد میں نے اُسے آنحضرت سے
لماس بنانے کے لئے نہیں مانگا ہے، بلکہ میں نے اُسے اس لئے آپ سے
مانگا ہے کہ جس روز میں سروں تو وہی میرا کفن ہو،

سہل نے کہا کہ جس روز وہ مرے تو وہی چادر وہ اُن کا کفن ہوگی
عبداللہ مولائے اسماء سے مروی ہے کہ اسماء ہمارے پاس ایک
جبہ نکال کر لائیں جو دیبا کے خروانی کا تھا، اس کی آستین کی بغل میں خسروسی دیبا تھی اور

جاگ و گریبان میں اُسی کی مغزی تھی، اسماء نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے جسے آپ پہنا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو یہ عائشہؓ کے پاس رہا، عائشہؓ کی وفات ہو گئی تو میں نے اسے لیلیاؓ پر تم لوگ اسے اپنے مریض کے لئے دھوتے ہیں، انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس پہنا کرتے تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جاڑے کی رات میں اُٹھے اور ازواج میں سے کسی کے کبل میں نماز پڑھی جو نہ باریک تھا نہ موٹا۔

www.KitaboSunnat.com

سیاہ رنگ، اور عمامے

ابی الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں اس طرح داخل ہوئے کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

جعفر بن عمر بن حریش نے اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سیاہ تھا۔ حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جھنڈا سیاہ تھا جس کا نام عقاب تھا، اور آپ کا عمامہ بھی سیاہ تھا۔

۱۵۱

یزید بن ابی جبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سیاہ تھے۔

صالح بن حیوان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو عمامے کو اپنی پیشانی سے اٹھا دیتے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وثنو کیا آپ کے سر پر عمامہ تھا، عمامہ سر سے اٹھایا اور

آگے کے حصے پر مسح کیا۔
 حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے
 اور اُسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے۔
 ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ
 باندھتے تو اُسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔
 عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ایک نقش و نگار کا عمامہ ہدیہ دیا گیا، آپ نے اس کے نقش و نگار کو کاٹ ڈالا پھر
 اُسے باندھا۔
 قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا لباس پسند تھا انھوں
 نے کہا کہ مینہ چادر۔
 محمد بن بلال سے مروی ہے کہ میں نے (خلیفہ) شام بن عبد الملک
 کے بدن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مینہ چادر دیکھی جس کے
 دو حاشیے تھے۔

وہ سندس و حجر جس کا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے لباس بنایا پھر اُسے ترک فرمایا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ شاہ روم نے بطور ہدیہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کا ایک جبہ بھیجا، آپ نے اُسے پہنا، گویا مجھے
 آپ کے ہاتھ اب بھی نظر آ رہے ہیں جو اپنے طول کی وجہ سے ہلتے تھے۔
 حاضرین کہنے لگے کہ یا رسول اللہ یہ (تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) آپ پر
 آسمان سے نازل کیا گیا ہے فرمایا کہ تم لوگ اس سے کیا تعجب
 کرتے ہو، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے

سعد بن معاذ کا جنت میں ایک رومال اس سے بہتر ہے، پھر آپ نے اُسے جعفر بن ابی طالب کو بھیج دیا، انہوں نے پہنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا تھا کہ خود پہنو عرض کی پھر میں اُسے کیا کر دوں، فرمایا، اُسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

عقبة بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حریر کی ایک عبا بطور ہدیہ بھیجی گئی آپ نے پہنی اسی میں نماز پڑھی پھر فاع ہونے تو اسے اس طرح سختی سے اُتار دیا کہ آپ اُسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کے لئے مناسب نہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ نے اُس کے نقش و نگار کو دیکھا جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابو جہم کے پاس لیجاؤ کیونکہ ابھی اس نے مجھے نماز سے پہرے کیا، میرے پاس ابو جہم کی (مقام) انج والی چادر لاؤ۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو جہم بن حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شامی چادر ہدیہ دی جس میں نقش و نگار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی چادر میں نماز کو تشریف لے گئے جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابو جہم کو واپس کر دو، کیونکہ نماز میں میری نظر اس کے نقش و نگار پر پڑی اور وہ مجھے فتنے میں ڈالنے ہی کو تھی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر اوڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ نے وہ ابو جہم کو دیدی اور ابو جہم سے انجانی (انج کی بنی ہوئی) چادر لے لی، ابو جہم نے کہا: یا رسول اللہ یہ کیوں فرمایا کہ نماز میں میری نظر اس کے نقش و نگار پر پڑتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقسام الہیں مع طول و عرض

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہا تھا، آپ کے بدن پر بخراانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا اور سخت تھا، ایک اعرابی ملا اس نے آپ کی چادر کو اس زور سے گھسیٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کی کھال میں چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا اس نے کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے اس مال میں سے مجھے بھی دلو ایسے جو آپ کے پاس ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ ہوئے اور ہنستے پھرتے اس کے لئے دینے کا حکم دیا۔

۱۵۳

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ سوئی کم لبان والا اور چھوٹی آستین کا تھا۔
کے گئے (پہنچے) تک تھی۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا۔
عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ چادر جس میں آپ وفد کے پاس تشریف لاتے اور ایک حضرمی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا، وہ خلفاء کے پاس تھی بوسیدہ ہو گئی تھی اور اس کو انھوں نے ایک چادر میں تہ کر کے رکھا تھا، عید میں (غاز کے وقت) اڑھا کر لے گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتہ

پہنتے تھے جس کی لمبان اور آستینیں کم تھیں۔
عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ابو القاسم کو دیکھا کہ
اُن کے بدن پر ایک تنگ آستین والا شامی جیبہ تھا۔

ازار (تہ بند) مبارک

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی تہمد سامنے سے لٹکاتے تھے اور پیچھے سے اونچی رکھتے تھے۔
عمرہ مولا کے ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس کو
دیکھا کہ جب وہ تہمد باندھتے تھے تو اگلا حصہ اتنا لٹکاتے
تھے کہ اُس کے کنارے ان کی پشت پاپر پڑے رہتے تھے، اور تہمد کو
اپنے پیچھے سے اونچا رکھتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ اس طرح
کیوں تہمد باندھتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اسی طرح تہمد باندھتے دیکھا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا کہ ناف کے نیچے تہمد باندھتے تھے اور آپ کی
ناف کھلی رہتی تھی، عمر کو دیکھا کہ وہ ناف کے اوپر تہمد باندھتے تھے۔

ایک ہی کپڑے پر قناعت

کرتے کا استعمال

کپڑا پہنتے وقت جو کچھ آپ مارتے تھے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

چادر بکثرت سر سے اوڑھ کر تے تھے چادر کا کفن رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیل والے کا کپڑا ہے۔ (سر کا تیل لگی جاتا تھا)۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنی چادر سے سر ڈھانک لیا کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیل والے یا زیتون والے کی چادر ہے۔

معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلہ نضیرینہ کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بیعت کی، آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا، اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہرتوت گوس کیا، عروہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور ان کے بیٹے کو ہمیشہ جاڑے گرمی میں اسی طرح دیکھا کہ یہ دونوں کبھی گھنٹی نہیں لگاتے تھے اور گلا کھلا رکھتے تھے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا بناتے تو اسے کرتہ تہمد یا عامے کے نام سے یاد فرماتے اور فرماتے کہ اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے، تو ہی مجھے یہ پہناتا ہے میں تجھ سے اس کا بہترین اور جو اس کے لئے بنایا گیا ہے اس کا بہترین مانگتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر سے اور جو شر اس کے لئے بنایا گیا ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ عبدالرحمن بن ابی بلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کپڑا پہنے تو یہ کہے: الحمد لله الذی کسانى ما و ارای بد عوتی و اجتمل به فی حیاتی، (سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا شر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں خوبصورتی حاصل کرتا ہوں)۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان کو مکہ بھیجا تو انھیں ابان بن سعید نے پناہ دی انھوں نے ان کو اپنی زمین پر سوار کر لیا اور اپنے پیچھے بیٹھا لیا یہاں تک کہ مکے لائے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے میں آپ کو متواضع دیکھتا ہوں

آپ بھی اپنی تہمد اسی طرح لٹکائیے جس طرح آپ کی قوم کے لوگ لٹکاتے ہیں،
عثمانؓ نے کہا کہ اسی طرح ہمارے صاحب (یعنی آنحضرتؐ) اپنی نصف پنڈلیوں تک
کی تہمد باندھتے ہیں، ابان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے بیت اللہ کا طواف
کئے تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ کوئی کام نہیں کرتے تا وقتیکہ ہمارے صاحب
نہ نہ گریں۔ اور ہم تو انہیں کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔ (یہ واقعہ صلح حدیبیہ
کا ہے)۔

۱۵۵
ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ایک رومال تھا جب آپ وضو کرتے تو اسی سے بوجھتے۔
محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک جوڑا ایک کپڑا اٹنیس اونسینوں کے عوض میں خریدا۔
اسحاق بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ اوقیہ چاندی کا ایک جوڑا خریدا۔
موسیٰ الحارمی سے جو زمانہ بنی امیہ میں تھے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ٹیلسان (عجمی عباؤ) کا ذکر کیا گیا، فرمایا یہ وہ
کپڑا ہے جس کا لشکر ادا نہیں ہو سکتا۔
اسماعیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر
اٹھ دینار کی تھی۔

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا اور ایک ہی

کپڑا پہننا

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایک ہی چادر میں نماز پڑھتے دیکھا جس کے زائد حصے سے آپ زمین کی

سردی گرمی سے بچتے تھے۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو سب سے آخری نماز قوم کے ساتھ پڑھی وہ ایک ہی کپڑے میں ابو بکر کے
پیچھے پڑھی جسے آپ ایک بغل کے نیچے اور ایک کندھے کے اوپر سے
اورٹھے ہوئے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض موت میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپ بغل کے نیچے اور کندھے کے
اوپر سے اورٹھے ہوئے تھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

موسیٰ بن ابراہیم بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ
انس بن مالک کے پاس گئے تو وہ آٹھ کر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے لگے،
ہم نے کہا کہ آپ ایک ہی کپڑے (تہجد) میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کی
چادر بھی رکھی ہوئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح
نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

امام فضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری
کے زمانے میں اپنے گھر میں ہمیں نماز مغرب ایک ہی کپڑے میں پڑھائی جسے آپ
ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اورٹھے ہوئے تھے، آپ نے
سورہ مرسلت پڑھی، اس کے بعد وقت تک (اس طرح) کوئی نماز
نہیں پڑھی۔

۱۵۶ عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے
میں نماز پڑھی جس کے دونوں کنارے نیچے اوپر تھے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے مکان میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپ اورٹھے تھے نماز پڑھتے دیکھا۔
عمر بن ابی سلمہ المخزومی سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک ہی کپڑے اورٹھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

ابن عقیل سے مروی ہے کہ ہم نے جابر بن عبد اللہ سے کہا کہ ہمیں اس طرح نماز پڑھا ہے جس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، انھوں نے اپنی چادر لی اُسے سینے کے نیچے سے باندھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے ابوالزبیر سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جس کو وہ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، جابر نے ابوالزبیر کو بتایا کہ جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جس کو ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے، ابوالزبیر سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبد اللہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جس کو وہ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، حالانکہ ان کے پاس اور کپڑے بھی تھے۔ جابر نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی تہم باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اس کے سوا آپ کے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا۔

ابن عمار بن یسار نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں ہماری امامت کی جسے آپ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔

ابن الدرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں برآمد ہوئے، آپ نے ہمیں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھائی جسے آپ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، اُس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر پڑا تھا۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے تو عمرؓ نے کہا کہ اس میں اُس میں، یعنی جنابت و شجوابی کے کپڑے میں نماز! آپ نے فرمایا: ہاں ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آپ کے مکان میں گیا، آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جسے ایک نقل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔

معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ انھوں نے انی بن ام المومنین ام حبیبہ زوجہ نبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں مجامعت کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں، جب اُس میں نجاست نہیں دیکھتے تھے۔

حالت استراحت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چرمی گدے پر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیٹا کرتے تھے۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے اور زمین کے درمیان سوائے ایک بورے کے اور کچھ نہ تھا۔ پہلو میں بورے کے نشان پڑ گئے تھے، سر کے نیچے ایک چرمی تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور سرھانے چربی لٹکی تھی جس میں بو بھی تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک انصاریہ امیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ایک تہ کی ہوئی عبا، دیکھی وہ گئیں اور آپ کو انھوں نے ایک بستر بھیجا جس میں اون بھرا تھا، پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا ہے، عرض کی: یا رسول اللہ فلان انصاریہ میرے پاس آئی تھیں انھوں نے آپ کا بستر دیکھا اور وہ گئیں اور انھوں نے یہ بستر بھیجا، فرمایا کہ اس کو واپس کر دو، میں نے واپس نہیں کیا۔ مجھے اچھا معلوم

ہوا کہ وہ میرے گھر میں رہے آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا، پھر فرمایا کہ اللہ
اے عائشہ! اگر میں چاہتا تو اللہ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ
کر دیتا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ایک عبا بچھا دیتی تھیں جس پر دونوں سوتے تھے، آپ ایک شب کو
تشریف لائے، میں نے اس (عبا) کو چھرا کر دیا تھا آپ اس پر سوتے پھر فرمایا کہ
اس شب کو میرے بستر کو کیا ہوا تھا کہ وہ جیسا پہلے تھا ویسا نہیں تھا عرض کی
یا رسول اللہ میں نے اسے چھرا کر دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اُسے اسی طرح کر دو جس طرح تھا۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں
کوئی چیز جس میں صلیب ہو بغیر توڑے نہ چھوڑتے تھے۔

۱۵۸

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آپ کے مکان میں گیا تو آپ کو ایک گدے پر دیکھا۔

جذب بن سفیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کھجور کا کانا لگ گیا، انگلی سے خون نکل آیا، فرمایا کہ یہ انگلی ہی ہے جو
نون آلود ہو گئی، اللہ کی راہ میں اس کا سابقہ نہیں پڑا۔ (یعنی یہ جہاد میں
نون آلود نہیں ہوئی) آپ کو چار پائی پر لٹایا گیا جو کھجور کی چھال کی رسی سے
بنی ہوئی تھی، سرھانے ایک نکیہ رکھا گیا جس میں کھجور کی چھال
بھری ہوئی تھی۔

عمر آئے دیکھا کہ پہلو میں رسی کے نشان پڑ گئے ہیں رونے لگے
تو فرمایا کہ تمہیں کیا چیز لڑاتی ہے، عرض کی: یا رسول اللہ مجھے
کسریٰ و قیصر یاد آئے جو سونے چاندی کے تختوں پر بیٹھے
ہیں اور سندس و استبرق کا (ریشمی) لباس پہنتے ہیں فرمایا
کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے لیے آخرت ہو اور ان کے
لیے دنیا، اس مکان میں (جس میں آنحضرت تشریف فرما تھے) چربیاں تھیں
جن کی بو آتی تھی، عمر نے کہا کہ آپ انھیں نکلوادیں (تو بوجاتی رہے) فرمایا

نہیں، یہ گھر والوں کا سرمایہ ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کو بورے پر دیکھا جس کے نشان پہلو میں پڑ گئے تھے، اسی گھر میں کچھ بد بودار چیزیاں بھی تھیں، عمر و نے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اے عمر تمہیں کیا چیز لاتی ہے، عرض کی: آپ اللہ کے نبی ہیں (اور اس حالت میں ہیں) اور کسریٰ و قیصر سونے کے تختوں پر ہیں، فرمایا کہ اے عمر کیا تم راضی نہیں کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے۔ عطاء سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ ایک چرمی بستر پر کروٹ لیٹے ہوئے تھے جس میں گھجور کی چھال بھری تھی، اسی مکان میں چربی بھی پڑی تھی، عمر و نے لگے تو فرمایا، اے عمر تمہیں کیا چیز لاتی ہے۔ عرض کی: میں اس پر روتا ہوں کہ کسریٰ و قیصر طرح طرح کے ریشمی فرشوں پر ہیں اور آپ اللہ کے منتخب و برگزیدہ ہو کر اس حالت میں ہیں جیسا میں دیکھتا ہوں۔ فرمایا، اے عمر نہ رو، کیونکہ اگر میں چاہتا کہ میرے ساتھ ہمارا ٹھوننا بنکر چلیں تو ضرور چلتے اور اگر دنیا خدا کے نزدیک ایک چھڑکے پر گئے برابر بھی رہا و تخت ہوتی تو وہ اس میں سے کافر کو کچھ نہ دیتا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بورے پر لیٹے جلد مبارک میں بورے کا نشان پڑ گیا، بیچارے ہوئے تو میں سہلانے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں کیوں نہیں اجازت دیتے کہ اس پر کوئی چیمڑ پچھا دیا کریں جو آپ کو بورے سے بچائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب، میں اور دنیا محض اس طرح ہیں جیسے ایک سوار کہ ایک درخت کے سایہ میں آیا پھر چلا گیا اور اسے چھوڑ گیا۔

ابن النضر مولائے عمر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ ایک بورے پر لیٹے تھے جس نے

بدن میں نشان ڈال دیے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طلحہ کے مکان میں ایک فرش پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ام سلیم کے مکان میں ایک بورے پر نماز پڑھائی جو پرانا ہونے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا، آپ نے اُسے کسی قدر پانی سے تر کر دیا پھر اُس پر سجدہ کیا۔ مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چرمی استر کا جبہ تھا جس پر آپ نماز پڑھتے تھے، اور آپ چرمی استر کا جبہ دباغت کیا ہوا پسند فرماتے تھے (تاگ بد بونہ آئے) جریر یا ابی جریر سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ ہم لوگوں کو خطبہ سنارہے تھے میں نے آپ کے پیچھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو وہ بھیڑ کی کھال کا تھا۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھجور کا بوریا تھا جسے آپ دن کو بچھاتے تھے، جب رات ہوتی تو مسجد کے حجرے میں رکھ دیتے اور وہیں نماز پڑھتے تھے۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بورے کا ایک حجرہ بنایا تھا، آپ نے چند شب اس میں نماز پڑھی پھر لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے ایک رات کو انہوں نے آپ کی آواز نہ سنی تو خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں، بعض کھنکھارنے لگے کہ آپ ان کے پاس نکل آئیں، آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں برابر تمہارے اس برتاؤ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے، اگر یہ تم پر فرض کر دیا جائے تو تم اسے قائم نہ کر سکو گے (یہ واقعہ نماز تراویح کے متعلق ہے) لہذا اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو اُس کے گھر میں ہو۔

وہ بویا جن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے

ابی قتیبہ سے مروی ہے کہ میں ام سلمہ کے گھر میں گیا، ان کی پوتی ام کلثوم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ دریافت کی تو انہوں نے مجھے مسجد دکھائی جس میں ایک چھوٹا سا بویا تھا، میں نے چاہا کہ اُسے ہٹا دوں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بویے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے سے بویے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مسجد سے بویا لا دو عرض کی، میں تو حائضہ ہوں فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، آپ نے کئی بار سے فرمایا کہ مجھے بویا دیدے، عائشہؓ نے کہا کہ وہ تو حائضہ ہے فرمایا کہ اُس کا حیض اُس کے ہاتھ میں نہیں ہے، عائشہؓ نے کہا کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ ہم اُسے بچھا دیں کہ آپ اُس پر نماز پڑھیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہؓ مجھے مسجد سے بویا دیدو، عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو حائضہ ہوں فرمایا کہ وہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے بویے پر نماز پڑھی۔

میمونہ بنت السحرث (ام المؤمنین) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بویے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے کی مہر

ابن عمر سے (متقدّم طریق سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سونے کی مہر بنوائی جب آپ اُسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے تو اُس کا نگینہ ہتیلی کی طرف رکھتے تھے، پھر لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں (مہر میں) بنوائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، آپ نے اسے اتار ڈالا اور فرمایا کہ میں انگوٹھی (مہر) پہنتا تھا اور اس کا نگینہ ہتیلی کی طرف رکھتا تھا آپ نے اُسے پھینک دیا اور فرمایا کہ واللہ میں اُسے کبھی نہ پہنوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۱۶۱

طاؤس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، ایک روز جس وقت آپ خطبہ افرما رہے تھے نظر اُس پر پڑی اُسے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے دوسری ہے، پھر آپ نے اُسے اتار ڈالا اور پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنتا کرتے تھے، آپ لوگوں کے پاس برآمد ہوئے تو لوگ آپ کی طرف دیکھنے لگے، آپ نے داہن ہاتھ اپنی بائیں چھنگلیا پر رکھ لیا، پھر اپنے اہل بیت کے پاس واپس آئے اور اُسے پھینک دیا۔

ابن ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی مہر

۱۶۲

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قیصر روم کے نام فرمان تحریر فرمایا اور اُس پر مہر نہیں لگائی، آپ سے کہا گیا کہ بغیر مہر کے آپ کا فرمان پڑھا نہیں جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی مہر بنوائی اور اُس پر نقش کر یا نقش یہ تھا ”محل رسول اللہ“ رسول اللہ قتلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی مجھے نظر آرہی ہے۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بنوائی تھی، انھوں نے کہا کہ ہاں، ایک مرتبہ آپ نے عشاء میں تقریباً نصف شب تاخیر کر دی، جب آپ نماز پڑھ چکے تو ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو گئے، اور تم لوگ اُس وقت تک نماز ہی میں ہو جب تک تم اُس کے انتظار میں رہو، اُس نے کہا کہ آپ کی انگوٹھی کی چمک جو دست مبارک میں تھی گویا اس وقت بھی میری نظر میں ہے، اور اُس نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا۔ (انگوٹھی بائیں ہاتھ میں تھی)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی جو خالص چاندی کی تھی، اور فرمایا کہ اس طرح کی انگوٹھی کوئی نہ بنوائے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی اُسی کا تھا، زہرہ نے کہا کہ میں نے حمید سے دریافت کیا کہ نگینہ کیسا تھا تو انھوں نے بتایا کہ انھیں نہیں معلوم کہ وہ کیسا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ حبشی تھا اور نقش ”محل رسول اللہ“ تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ انھوں نے صرف ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی، جب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنا کر پہنیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی پھر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مہر بنوائی جو آپ کے ہاتھ میں رہی، آپ کے بعد پھر وہ ابو بکرؓ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد وہ عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ ان کے بعد وہ عثمان کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ چاہا اریس میں (حضرت عثمان کے ہاتھ سے) گر پڑی، اس کا نقش ”چھل رسول اللہ تھا۔“

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی (مہر) چاندی کی بنوائی جس میں ”چھل رسول اللہ“ منقوش تھا، آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر چاندی کی تھی، اس پر ”چھل رسول اللہ“ منقوش تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی مہر پھینکی اور ایک مہر چاندی کی بنوائی، آپ اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھتے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر چاندی کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتھر چڑھا ہوا تھا۔

محمول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتھر چڑھا ہوا تھا سوائے اس کے کہ اس کا نگینہ کھلا ہوا تھا۔

سعید سے مروی ہے کہ خالد بن سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی کیسی ہے؟ عرض کی: یہ انگوٹھی میں نے بنوائی ہے، فرمایا کہ اسے مجھے اتار دو، انھوں نے اسے اتار دیا تو وہ لوہے کی تھی جس پر چاندی منڈھی تھی، فرمایا کہ اس پر کیا منقوش ہے عرض کی: محمد رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کے بہن لیا جو مہر آپ کے ہاتھ میں تھی وہی تھی۔

عمر بن یحییٰ بن سعید القرظی نے اپنے دادا سے روایت کی عمر بن سعید بن العاص جس وقت جیشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے فرمایا کہ اے عمر تمہارے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کیسی ہے، عرض کی: یا رسول اللہ یہ چھلا ہے فرمایا اس کا نقش کیا ہے عرض کی: محمد رسول اللہ۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا اور اسے مہر بنا لیا، وہ آپ کی وفات تک ہاتھ میں رہی پھر ابو بکرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہی پھر عمرؓ کی وفات تک ان کے ہاتھ میں رہی پھر اسے عثمان نے پہنا، وہ اہل مدینہ کے لئے ایک کنواں کھدوا رہے تھے جس کا نام بیراں تھا، وہ اس کے کنارے بیٹھے ہوئے کھودنے کا حکم دے رہے تھے کہ مہر کنویں میں گر پڑی عثمان بکثرت اپنی مہر اپنے ہاتھ سے اتارا اور پہنا کرتے تھے، لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر کوئی اس پر قابو نہ پاسکا۔

نقش نگین خاتم

ابن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر پر
 ”بسم اللہ محمد رسول اللہ“ منقوش تھا۔
 انس بن مالک سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر پر تین سطریں
 ”محمد رسول اللہ“ منقوش تھا مچل ایک سطر میں رسول ایک سطر میں اللہ

ایک سطر میں (اور اس کی ہیئت یہ تھی (ﷺ)۔)

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہربنوائی اور فرمایا کہ ہم نے ایک مہربنوائی ہے اس میں ایک نقش کندہ کرایا ہے لہذا کوئی شخص اس نقش پر نقش نہ کندہ کرائے (یعنی اپنی مہربنوائی پر نقش نہ کندہ کرائے) طاؤس سے مروی ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یہاں ایسے لوگ ہیں جو کہ یا عجم کو چاہتے ہیں کہ کوئی فرمان بقیعہ میرے جاری نہیں کرتے اسی بات نے آپ کو اس پر آمادہ کیا کہ اپنی مہربنوائیں آپ نے اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا، اور فرمایا کہ میری مہربنوائی کا نقش کوئی نہ کندہ کرائے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربنوائی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک مہربنوائی ہے لہذا کوئی شخص اس کی خلاف ورزی نہ کرے اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

حجاج بن ابی عثمان سے مروی ہے کہ حسن سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی انگوٹھی میں اللہ کا کوئی نام کندہ ہو اور وہ اسے بیت المقدس میں لیجائے۔ انہوں نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربنوائی قرآن کی ایک آیت کندہ نہ تھی یعنی "محمد رسول اللہ" (اور آپ اسی کو پہننے ہوئے بیت المقدس بھی جاتے تھے)۔

۱۶۵

ابراہیم وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربنوائی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربنوائی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

ابوخلدہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربنوائی کا نقش کیا تھا، انہوں نے کہا کہ صدق اللہ تعالیٰ الحق الحق بعدہ محمد رسول اللہ (اللہ سچا ہے پھر حق حق ہی ہے اس کے بعد محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو مین بھیجا جب وہ مین سے آئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں ایک چاندی کی مہر تھی جس کا نقش محمد رسول اللہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہر کیسی ہے عرض کی یا رسول اللہ میں لوگوں کو احکام لکھا کرتا تھا، اندیشہ ہوا کہ کہیں اس میں کم و بیش نہ کر دیا جائے اس لئے میں نے ایک مہر بنوائی جس کو لگا دیتا ہوں فرمایا: اس کا نقش کیا ہے، عرض کی: محمد رسول اللہ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ کی ہر چیز ایمان لائی یہاں تک کہ ان کی مہر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور اپنی مہر بنالی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا انجام کیا ہوا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر وفات تک آپ کے ہاتھ میں رہی، ابو بکر و عمر کی وفات تک ان کے ہاتھوں میں رہی، چھ برس عثمان کے ہاتھ میں رہی، جب (خلافت عثمان کے) بقیہ چھ سال کا وقت آیا تو ہم لوگ سیرا میں پرانے کے ہمراہ تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کو اپنے ہاتھ میں ہلا رہے تھے کہ اس کنویں میں گر پڑی، ہم لوگوں نے عثمان کے ساتھ اُسے تین روز تک تلاش کیا مگر نہ پاسکی۔

علی بن حسین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر کے ساتھ تھے، جب اُس (مہر) کو عثمان نے لیا تو وہ گر پڑی اور غایب ہوئی، پھر علی نے اُس کا نقش کندہ کر لیا۔

۱۶۶

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر عثمان کے ہاتھ سے گر پڑی، تلاش کی گئی مگر نہیں ملی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مہر کا نقش

ہتیلی کی طرف رکھتے تھے۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر کو دیکھا ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے دیکھا، اور عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ یعلیٰ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، یہاں تک کہ آپ واصل بخت ہو گئے، نہ ابو بکرؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بخت ہو گئے، اور نہ عمرؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بخت ہو گئے، اور نہ عثمانؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بخت ہو گئے، اس کے بعد انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اصحاب کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفلیں میں دو تسمے تھے۔

جابر سے مروی ہے کہ محمد بن علیؓ نے ان لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش نکالی، انھوں نے مجھے دکھائی کہ اس کی ایڑی حضرمی جوتی کی طرح تھی اور اس کے دو تسمے تھے۔

عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں دو تسمے تھے جن کے سرے ایڑی میں جڑے تھے۔ انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں

دو قسم تھے جن پر بال نہ تھے۔

بشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش دیکھی جو تیلی ایڑی والی اور زبان کی طرح نوکدار تھی، اس کے دو قسم تھے۔ عیسیٰ بن طہمان سے مروی ہے کہ ہم لوگ جب انس کے پاس تھے تو انھوں نے حکم دیا، ایک پاپوش نکالی گئی جس کے دو قسم تھے، پھر میں نے ثابت النبائی کو کہتے سنا کہ یہ پاپوش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

عبد اللہ بن الحارث الانصاری سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین دیکھیں جن میں قسم لگے ہوئے تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں مکے میں نعلین قسم ڈالوانیکے لئے لگیا، میرا خیال ہے کہ یہ تہہ تھا یا تہہ میں ایک کفش ساز کے پاس گیا کہ وہ ان میں قسم ڈالے اور ان میں ایک قسم کے قسم موجود تھے میں نے اس سے کہا کہ دوسری قسم کے قسم ڈال دے تو اس نے کہا کہ میں ان میں اس قسم کے قسم نہیں ڈالوں گا جیسے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھے ہیں میں نے کہا کہ تم نے کہاں دیکھے، اس نے کہا کہ فاطمہ بنت عبید اللہ بن عباس کے پاس، میں نے اس سے کہا کہ اس میں اس قسم کے قسم ڈال دے، اس نے اس قسم کے قسم ڈال دیے۔ اور دونوں کے کان داہنی طرف کئے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں مکے میں ایک کفش ساز کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری نعلین کے قسم بنا دے، اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان میں داہنی طرف قسم لگا دوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے انھیں کہاں دیکھا، اس نے کہا کہ فاطمہ بنت عبید اللہ بن عباس کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں اسی طرح کے قسم لگا دو جیسے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھے، اس نے دونوں قسم داہنی طرف لگا دیے۔

عمر بن حُرَیث سے مروی ہے کہ انھوں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ جوتے پہنکر نماز نہیں پڑھتے (یعنی اس کے جواز سے انکار کرتے ہیں) انھوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیوند لگی ہوئی نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

زیاد بن فیاض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھی) اپنی پیوند وار نعلین میں نماز پڑھتے تھے۔
ایک اعرابی سے مروی ہے کہ میں نے تمہارے بنی علیہ السلام کی پیوند لگی ہوئی پاپوش دیکھی ہے۔

سعد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین پہنکر نماز پڑھتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن اسماعیل بن مجتہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی جبیبہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پایا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کو مسجد قبا میں نعلین پہنکر نماز پڑھتے دیکھا۔

عمر بن شیبہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ پا بھی نماز پڑھتے دیکھا ہے اور پاپوش پہنکر بھی، آپ (بعد نماز تسبیح پڑھنے کے لئے) دائیں جانب بھی چلتے تھے اور بائیں جانب بھی، سفر میں روزہ رکھتے بھی تھے اور نہیں بھی رکھتے تھے پانی کھڑے ہو کر بھی پیتے تھے اور بیٹھ کر بھی پیتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاپوش پہنکر بھی نماز پڑھی اور برہنہ پا بھی، کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھ کر بھی اور آپ دائیں طرف بھی چلتے تھے اور بائیں طرف بھی۔

ابی سعید سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو نعلین اتار کر بائیں طرف رکھ دیں لوگوں نے بھی اپنی نعلین اتاریں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تو

فرمایا کہ تمہیں اپنی جو تمہارا اتار نے پر کس نے آمادہ کیا، لوگوں نے عرض کی: ہم نے دیکھا کہ آپ نے اتار ڈالیں تو ہم نے بھی اتار ڈالیں فرمایا کہ جبیرؓ نے مجھے بتایا کہ ان میں نجاست بھری ہے، جو شخص اپنی نعلین میں نجاست دیکھے تو وہ اسے چھڑا ڈالے اور اسی میں غار پڑھے۔

محمد بن عباد بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر نمازیں نعلین پہن کر ہوتی تھیں، آپ کے پاس جبیرؓ آئے اور کہا کہ ان میں کچھ نجاست ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین اتار ڈالیں، پھر سب نے اپنی نعلین اتار ڈالیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ تم لوگوں نے کیوں اتاریں، لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اتار دیں تو ہم نے بھی اتار دیں فرمایا کہ مجھے تو جبیرؓ نے بتایا کہ ان میں کچھ نجاست ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اپنی نعلین اتار دیں، جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ نے اپنی نعلین پھینک دیں تو لوگوں نے بھی اپنی نعلین پھینک دیں، جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے نعلین پھینک دیں تو آپ نے پہن لیں، اس کے بعد آپ کو نعلین اتار تے نہیں دیکھا گیا۔

ابی النضر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ نے اسے تھوڑے سے حریر (ریشم) سے جوڑ لیا، پھر اسے دیکھنے لگے، جب نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ اس کو نکال دو اور وہی رہنے دو جو پہلے تھا۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیوں؟ فرمایا کہ میں نماز کی حالت میں اس کی طرف دیکھتا تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر حالت میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، وضو میں، کنگھی کرنے میں، پاپوش پہننے میں راوی نے کہا کہ جہاں تک ہو سکے داہنی طرف سے

شروع کرنا چاہئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر تعلیم دیتے تھے اور بیٹھ کر بھی کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے اور بیٹھ کر بھی آپ اپنی دائرہتی جانب سے شروع کرتے تھے اور بائیں طرف سے بھی۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی سبتی یا پوشیں پسند کرتے ہیں (سبتی وہ چمڑا ہے جس پر بال ہوں) انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی پہنتے اور انہیں میں وضو کرتے دیکھا ہے۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ صرف سبتی (بغیر بال کے چمڑے کی) جوتیاں پہنتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

زہبہ بن عمرو سے مروی ہے کہ انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گفش بردار و آب بردار تھے۔

چرمی موزہ

عبد اللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ صاحب جیشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سادہ چرمی موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپ ان پر مسح کرتے۔ ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سیاہ سادہ موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپ نے پہنے اور ان پر مسح کیا۔

مسواک

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن کو

جب سوکر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

شہادین عبد اللہ سے مروی ہے کہ مسواک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسوڑھے پتلے کر دیے تھے۔

۱۷۰. عائشہ سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک رکھ دی جاتی اور آپ مسواک شروع کرتے، جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے، مختصر سی دو رکعتیں پڑھتے پھر اٹھ کر کتیں پڑھتے، تب وتر پڑھتے تھے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں مسواک لیکر دانت صاف کرتے تھے۔ مسواک آپ کے منہ میں ہوتی تھی اور آپ "عاعا" کہتے تھے۔ گویا اُبرکائیاں لیتے ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کی قنادہ سے کہا گیا کہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں مسواک لیجاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ سرمدانی

آئینہ اور پیالہ

ابن جبئیج سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھی دانت کا گنگھا تھا جس سے آپ گنگھا کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں گنگھا آئینہ تیل مسواک اور سرمد لیجاتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت میرے
تیل ڈالتے اور ڈال دھھی پانی سے صاف کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمہ دانی
تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔
عمران بن ابی انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
دوہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔

محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے
دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت
میں بھی سرمہ اٹھ لگاتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تمہیں اٹھ استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے بال اگلا تلبہ اور
آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مقوقس نے ایک شیشے
کا پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مدیہ بھیجا آپ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔
عطار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شیشے کا
پیالہ تھا جس میں آپ پانی پیتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے انس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا پیالہ دیکھا جو چاندی سے بندھا ہوا تھا۔ (شیشے کا تھا اس لئے ٹوٹ گیا
تو غالباً انس نے چاندی کے تار سے اسے بندھوا لیا ہوگا)۔

ابی انقر سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے نہانے کا برتن پیتل کا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

صواعق

عبد الحمید بن شہیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے میں ہجرت فرماتے ایک تلوار بھی لائے جو ماثور کے والد کی تھی۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
تلوار ذوالفقار جنگ بدر میں غنیمت میں پائی۔

ابن المسیب سے بھی اسی طرح مروی ہے، اس کے بعد یہ مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام برقرار رکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار
ہمارے پاس نکال کر لائے تو اس کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی، اس کا وہ حلقہ
اور کڑی جس میں جمائل ہوتی ہے چاندی کی تھی، وہ کمزور اور پتل ہو گئی تھی۔
مثنیہ بن الحجاج اسہمی کی تھی اور جنگ بدر میں آپ کو ملی تھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر
میں ایک تلوار اپنے لئے مخصوص کر لی، اس کا نام ذوالفقار تھا، اور آپ نے
اسی تلوار کے بارے میں غزوہ احد میں خواب دیکھا تھا۔

علیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار
اور جھنڈے کا نام عقاب تھا، واللہ اعلم۔

مروان بن ابی سعید بن المعلى سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو نبی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تین تلواریں ملیں ایک تیغ قلعی تھی
ایک کا نام بتاز اور ایک کا نام جتف (موت) تھا، اس کے بعد آپ کے پاس
نخزم و رسوب تھیں جو آپ کو فلکس سے ملی تھیں۔

زیاد بن ابی مریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تلوار خجیف کی تھی جس میں تیز و تھمار تھی۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار
کے میان پر پڑھا کہ "نحوں ہا مومنین پر سے۔ اسلام میں نقب رموی کے کوئی
نہ چھوڑا جائے (یعنی نو مسلم کھوئی ضرور بنایا جائے) اور مسلم کو کافر کے عوض
قتل نہ کیا جائے۔"

اس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے

قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

عمر بن عاصم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے
میان کی نوک چاندی کی تھی، اس کے قبضے پر بھی چاندی چڑھی تھی اور اس کے
درمیان چاندی کی کڑیاں تھیں۔

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تلوار کے میان کی نوک اور حلقے اور قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

زرہ مبارک



مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو قینقاع کے اسلحہ میں دو زریں بھی ملیں جن میں ایک کا نام سعدیہ
اور ایک کا نام فضہ تھا۔

محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ میں نے غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بدن پر دو زریں دیکھیں جن میں ایک زرہ کا نام ذات الفضول
تھا اور ایک کا فضہ میں نے غزوہ خیبر میں آپ کے بدن پر دو زریں دیکھیں
جن میں ایک ذات الفضول تھی اور ایک سعدیہ۔

عامر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زرہ نکلا لکر پارے پاس لائے وہ یعنی تھی بار بار ایک حلقہ واجب
اس کی کڑیوں کے بل پر لٹکا دیا جاتا تھا تو زمین سے نہیں گرتی تھی اور جب
چھوڑ دیا جاتا تھی تو زمین سے لگتی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زہرہ میں نشت پر چاندی کے دو حلقے تھے عبد اللہ کا قول ہے کہ چھاتی پر تھے اور خالد کہتے ہیں کہ سینے پر تھے میں نے اسے لٹکایا تو اس نے زمین پر نشان ڈال دیا۔
جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زہرہ ابوالشحم یہودی کے یہاں جو بنی ظفر کا ایک فرد تھا جو کے عوض رہن رکھی تھی۔

ابن عباس وعائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی زہرہ تیس یا ساٹھ صلح جو کے عوض رہن تھی جو عیال کے نفقے کے لئے لگے گئے تھے۔
اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زہرہ ایک وسق جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کا ہونا ناپسند کیا، صبح ہوئی تو اللہ نے اس (تصویر) کو دور کر دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے اور کمان

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی قلیقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں ملیں ایک کمان کا

انہم روہاء تھا، درخت شوخط کی لکڑی کی کمان کا نام بیضاء تھا ایک زرد رنگ کی کمان کا نام صفراء تھا جو درخت شجیع کی لکڑی کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے اور چوپائے

محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلا گھوڑا جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہوئے وہ تھا جسے آپ نے مدینے میں نبی فزارہ کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا تھا، اس کا نام اس اعرابی کے یہاں ضرر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبک رکھا، یہ سب سے پہلا گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی جنگ کی، اس روز سوائے اس گھوڑے کے اور ابو بردہ بن نیار کے ایک گھوڑے کے جس کا نام ملاح تھا مسلمانوں کے ہمراہ اور کوئی گھوڑا نہ تھا۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام سبک تھا۔

علقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا نام سبک تھا، اس کی پیشانی سفید تھی اس کے ہاتھ پاؤں میں سفیدی نہ تھی، واللہ اعلم

اس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھوڑے کی جس کا نام سحیح تھا دوڑ کرانی، وہ اول آیا، آپ خوش ہوئے اور اسے پسند فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام المرحمہ تھی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حمزہ سے مرثجہ کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ گھوڑا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے خریدا تھا جس کے بارے میں خزیمہ بن ثابت۔

۱۶۵

آپ کے موافق شہادت دی تھی اور یہ اعرابی نبی مرہ کا تھا۔
 ابی بن عباس بن سہل نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے
 وادا سے روایت کی کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین
 گھوڑے تھے، لہذا زکویہ، اور تحیف، لہذا زکویہ مقوقس نے بطور ہدیہ دیا تھا
 تحیف ربیعہ بن ابی البراء نے بطور ہدیہ دیا تھا، آپ نے اس کے عوض میں
 بنی کلاب کے موہشی کی زکوٰۃ وصول کرنے کی خدمت ان کو دیدی تھی، اور ظرب
 فردہ بن عمر والحزامی (والی عمان) نے بطور ہدیہ دیا تھا، ایک گھوڑا تیم الداری
 نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ دیا تھا جس کا نام ورد تھا چاہ آپ
 نے عمر کو دیدیا عمر نے اس گھوڑے پر چڑھ کے اللہ کی راہ میں جہاد کیا بعد کو
 معلوم ہوا کہ بیچ ڈالنے کے قابل ہے۔

ابی عبد اللہ واقد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر
 اپنے ایک گھوڑے کے پاس گئے، آستین سے اس کا منہ پوچھا تو لوگوں نے عرض کی
 یا رسول اللہ کیا آپ اپنے کرتے سے (اس کا منہ پوچھتے ہیں)؟ فسہر مایاً
 گھوڑوں کے معاملے میں جبریلؑ نے مجھ پر عتاب کیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید
 مادہ خیر بطور ہدیہ دیکھی یہ سب سے پہلی سفید مادہ خیر اسلام میں تھی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ اپنی زوجہ ام سلمہ کے پاس بھیجا، میں (ام سلمہ سے)
 اون اور کھور کی چھال آپ کے پاس لایا، میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اس کے لئے رسی اور لاس پٹی آپ گھر میں تشریف لے گئے، ایک
 اچھی نئی عبا، لائے اور اسے تہ کیا، اس کی نیشٹ پر اس (عباء) کا چارجا مارہ بنایا،
 آپ اُچلے اور سوار ہو گئے اپنے پیچھے مجھے بھی بٹھالیا۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ذوالنہب نبی علیہ السلام
 کی مادہ خیر تھی، یہ سب سے پہلی مادہ خیر تھی جو اسلام میں دیکھی گئی، اور یہ آپ کو
 مقوقس نے بطور ہدیہ دی تھی، اس کے ہمراہ اس نے ایک گدھا بھی جس کا نام
 عقیقہ تھا آپ کو بطور ہدیہ دیا تھا، مادہ خیر معاویہ کے زمانے تک زندہ رہی

زمری سے مروی ہے کہ دُلْدُل کو فروہ بن عمرو الجذامی نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ (مگر یہ سہو ہے۔ اسے مقوقس نے بھیجا تھا۔)۔
 علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ خچر کا نام دُلْدُل تھا، وہ سفید تھی، اور شیخ میں رہی یہاں تک کہ وہیں مر گئی۔
 واللہ اعلم۔

زائل بن عمرو سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مادہ خچر جس کا نام فضہ تھا۔ بطور ہدیہ بھیجا، آپ نے وہ مادہ خچر اور انا گدھا یعنی فور ابو بکر کو کہہ کر دیا، یہ گدھا حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت مر گیا۔

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مادہ خچر بطور ہدیہ دیکھی، ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر ہم اس کو اپنے گھوڑوں سے گاجھن کر لیں تو یہ ہمارے پاس اپنے ہی جیسی مادہ خچر لائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہی لوگ کرتے ہیں جو جاہل ہوتے ہیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کا نام یعنی فور تھا، واللہ اعلم۔

ابن عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود نے اپنے والد سے روایت کی کہ انبیاء کبیل پہننا کرتے، بکریاں دوڑتے اور گدھوں پر سوار ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک گدھا تھا جس کا نام غفیر تھا۔
 جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ خچر کا نام شہبیا اور گدھے کا نام یعنی فور تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ



موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ قصواء

(اونٹنی) بنی الحمریس کے مویشی میں تھی اُس کو اور اُس کے ساتھ ایک دوسری (اونٹنی) کو ابوبکر نے آٹھ سو درم کو خرید لیا تھا، قصواء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے چار سو درم میں لیلیا، وہ آپ کے پاس رہی یہاں تک کہ مرگئی، اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت فرمائی، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو وہ چار دانت کی تھی، اور اُس کا نام قصواء جدما، عضیا تھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس کا نام عضیا تھا اور اُس کے کان کا کنارہ گنا ہوا تھا۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام قصواء تھا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام قصواء تھا، واللہ اعلم۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضیا تھا، وہ کبھی (کسی اونٹ سے) پیچھے نہیں رہتی تھی، ایک اعرابی اپنے نوجوان اونٹ پر آیا اور اُس نے اُس کے ساتھ دوڑایا تو عضیا پیچھے رہ گئی، مسلمانوں کو ناگوار ہوا، لوگوں نے کہا کہ عضیا، پیچھے رہ گئی، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پر واجب ہے کہ دنیا کی جو چیز بلند ہو وہ اُسے نیچا کر دے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ قصواء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی کہ جب کبھی دوڑ میں بھیجی جاتی تو آگے ہو جاتی وہ پیچھے رہ گئی تو اُس کے پیچھے رہ جانے سے مسلمانوں کو سخت پھینسی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب کسی چیز کو بلند کرنا چاہتے ہیں تو خدا اُسے نیچا کر دیتا ہے۔

قدامہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں اپنی اونٹنی صہبا، پر رچی کرتے دیکھا۔

سلمہ بن نبیط نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں سُرخ اونٹ پر سوار دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں

معاویہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں، یہ وہی تھیں جن پر قوم نے غابہ میں چھاپا مارا تھا، گلہ بیں تھیں، انھیں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت زندگی بسر کرتے تھے، ہر شب کو آپ کی خدمت میں دو بڑی مشکوں میں دودھ لایا جاتا تھا، ان میں وہ دودھ والی اونٹنیاں بھی تھیں جن کا دودھ بہت کثرت سے تھا، ان کا نام حناء، سمراء، عزیس سعدیہ، بقوم لسیہ اور دباؤ تھا۔

نہان مولا ام سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری زندگی دودھ پر تھی، یا یہ کہا کہ ہماری اکثر زندگی، غابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں جن کو آپ نے ازواج پر تقسیم فرمایا تھا، ان میں سے ایک کا نام عزیس تھا، ہم لوگ اس کے دودھ پر (زندگی بسر کرتے) تھے اور جتنا دودھ چاہتے (لے سکتے تھے)۔

عائشہ کی اونٹنی جس کا نام سمراء تھا بہت دودھ والی تھی اور وہ میری اونٹنی کی طرح نہ تھی، ان سب کا چرواہا دودھ والی اونٹنیوں کو ایک چرواہا لگیا جو نواح جوآنہ میں تھی۔ وہ ہمارے گھروں پر آیا کرتی تھیں، ان دونوں (عزیس و سمراء) کو لایا جاتا تھا اور ان کا دودھ دو ہاجا تا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اپنے برابر کی اونٹنیوں سے زیادہ دودھ والی پائی جاتی تھی۔

ثابت مولا ام سلمہ سے مروی ہے کہ ام سلمہ نے کہا کہ ضحاک بن

سفیان الکلابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی جس کا نام بُردہ تھا بطور ہدیہ دی میں نے کبھی کوئی اونٹنی اس سے اچھی نہیں دیکھی، اس کا دودھ اتنا دیا جاتا تھا جتنا دو بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیوں کا دیا جائے، وہ ہمارے گھروں پر آتی تھی، اس کو ہند اور اسماء باری باری کبھی اُحد میں اور کبھی جماء میں چراتے تھے، پھر اُسے اُس کے ٹھکانے پر لاتے تھے اور ان کے ساتھ چادر بھر کر درخت کے گرے ہوئے یا درخت کے لاشی سے جھاڑے ہوئے پتے بھی ہوتے تھے، وہ رات سے صبح تک چارے میں لہر کرتی تھی، اکثر اُسے آپ کے مہانوں کے لئے دہا جاتا تھا، وہ لوگ پیتے تھے یہاں تک کہ پہلی رات کا دودھ وہ لوگ پی لیتے تھے۔ اور جو چیتا تھا بعد کو ہم لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، اس کا صبح کا دودھ اچھا ہوتا تھا۔

۱۷۸

عبدالسلام بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات کا دودھ والی اونٹنیاں تھیں جو ذی الجذرا اور جماء میں رہتی تھیں، ان کا دودھ ہمارے پاس آجاتا، ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا، ایک کا شقراء اور ایک کا دبا، مہرہ نبی عقیل کے مویشی میں سے سعد بن عبادہ نے بھیجی تھی، وہ بہت دودھ والی تھی شقراء و دبا، کو آپ نے سوق النبطین نبی عامر سے خرید لیا تھا، بُردہ و سمراء و عیس و یسیرہ و حناء کا دودھ دیا جاتا تھا اور ہرات کو آپ کے پاس لایا جاتا تھا، انھیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام لیا تھا جس کو لوگوں نے قتل کر دیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب شام ہو جاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی اونٹنیوں کا دودھ نہیں آتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ اللہ اس کو پیا سا کرے جس نے اس شب کو آل محمد کو پیا سا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی بکریاں

ابراہیم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دودھ دینے والی بکریاں سات تھیں، عَجْوہ، زمزم، سُقیّا، یزک، وَرِسَہ اِطْلال اور اطراف۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات دودھ دینے والی بھیریں تھیں جن کو ام ایمن چراتی تھیں۔

محمد بن عبد اللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں اُحد میں چرائی جاتی تھیں، یہ شرب کو اُس گھڑ پر آتی تھیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دورہ ہوتا تھا۔

وچہرہ کنز ام سلمہ سے مروی ہے کہ ام سلمہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگل تشریح جاتے تھے، تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں، و اللہ میں نے آپ کو جنگل جاتے نہیں دیکھا ہماری سات بھیریں تھیں چرواہا کبھی اُنھیں اُحد لیجاتا اور کبھی جہا، اور شام کو اُنھیں ہمارے پاس لاتا، ذی الحجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں، رات کو اُن کا دودھ ہمارے پاس آجاتا، غابہ میں بھی تھیں، رات کو اُن کا دودھ بھی ہمارے پاس آجاتا، اونٹ اور بکری ہی سے ہماری اکثر زندگی تھی۔

کھول سے مروی ہے کہ اُن سے مدار کی کھال کے متعلق دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بکری کا نام قمر تھا ایک روز وہ آپ کو نہ ملی، فرمایا کہ قمر کیا ہوئی، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ تو مر گئی، فرمایا کہ قمر نے اس کی کھال کیا کی، لوگوں نے عرض کی، وہ تو مدار تھی، فرمایا دباغت اُس کی لہارت ہے۔

ابی الہیثم بن الہیثم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں بکری ہے ان کے یہاں برکت ہے۔ خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں تین بکریاں (چسرکے) رات کو آئیں ان کے یہاں رات بھر ملائکہ رہتے ہیں جو صبح تک اُن کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

خدام و آزاد کردہ غلام

ابو صریرہ سے مروی ہے کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ ہند و اسماء
فرزندان حارثہ الاسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوتے تھے یہ دونوں
آپ کی خدمت کرتے تھے، انس بن مالک اور یہ دونوں آپ کے دروازے
سے ٹلتے نہ تھے۔

سلمیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ میں تھی اور حضرت
رضوی و میمونہ بنت سعد تھیں، ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آزاد کر دیا تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ایک کنیز کا نام حضرتہ تھا۔

عقبة بن جبیر الاشہلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن
حزم کو تحریر فرمایا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام مرد اور
عورتوں اور آپ کے آزاد کردہ غلاموں کے ناموں کی تحقیق کرو۔
انہوں نے لکھا کہ ام ایمن تھیں جن کا نام بکرہ تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے والد کی کنیز تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وارث ہوئے تو آپ نے انہیں
آزاد کر دیا، عبید خزرجی نے مکے میں ان سے نکاح کیا، ان کے یہاں ایمن
پیدا ہوئیں۔

خدیجہ زید بن حارثہ کی مالک ہوئیں، جن کو خدیجہ کے لئے حکیم بن حزام
ابن خویلد نے سوق عکاظ میں چار سو درم کو خریدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خدیجہ سے سوال کیا کہ وہ زید بن حارثہ کو آپ کو ہبہ کر دیں، یہ واقعہ آپ کے
ان سے نکاح کر لینے کے بعد ہوا خدیجہ نے انہیں آپ کو ہبہ کر دیا، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا، ان کی بیوی برکہ کو بھی آزاد کر دیا۔ ابوبکر بن جن کی ولادت مکے میں ہوئی تھی انھیں آپ نے آزاد کر یا اسے جن کی ولادت سراقہ میں ہوئی تھی انھیں بھی آپ نے آزاد کر دیا۔ صالح شقران کو بھی جو آپ کے غلام تھے آزادی دے دی، سفینہ آپ کے ایک غلام تھے انھیں بھی آزاد کر دیا۔

ثوبان مین کے ایک شخص تھے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خرید کر آزاد کر دیا، ان کا نسب مین میں ہے۔

رباح حبشی تھے، انھیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی سے رہائی عطا فرمائی۔
یسار حبشی غلام تھے جن کو آپ نے غزوہ بنی عبدین ثعلبہ میں پایا تھا انھیں آزاد کر دیا۔

ابورافع عباس کے غلام تھے، ان کو عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہ کر دیا، جب عباس اسلام لائے تو ابورافع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اسلام کا مشورہ کسنا یا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور انھیں آزاد کر دیا۔ اور ابورافع کا نام اسلم تھا۔

فضالہ مہنی آپ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے جنھوں نے بعد کوشام کی سکونت اختیار کر لیا۔
مویہ بنہ فرنیہ میں پیدا ہوئے تھے انھیں بھی آپ نے آزادی بخشی،
رافع سعید بن العاص کے غلام تھے سعید نے لڑکے رافع کے وارث ہوئے

ان میں سے بعض نے اسلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور بعض رکے رہے، رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ان لوگوں کے بارے میں طالب امداد ہوئے جنھوں نے آزاد نہیں کیا تھا تا کہ وہ بھی انھیں آزاد کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ان سے گفتگو فرمائی تو انھوں نے آپ کو بیہ کر دیا، آپ نے انھیں آزاد کر دیا، وہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مویہ ہوں۔

یدعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ان کو زنا بن زید الجذامی نے

آنحضرت کو ہبیہ کیا تھا یہ جسمی میں پیدا ہوئے تھے، ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مدعم کو رفاع بن عمرو والحزامی نے آنحضرت کو ہبیہ کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خبیر آئے تو وادی القریٰ کی طرف واپس ہوئے، وہاں ایٹا کجاوہ اتار رہے تھے کہ مدعم کے پاس ایک نامعلوم تیر آیا، جس نے انہیں قتل کر دیا کہا گیا کہ شہادت انہیں مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس چادر کو جنگ خبیر میں اُس نے ہم سے لیا تھا وہ اس پر آگ میں جلانی جائے گی۔

گر کمرہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کا نام رباح تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس سامان میں تھے جس پر عیسیٰ بن حصن نے چھاپا مارا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات اور ازواج کے حجرے

عبداللہ بن یزید البذلی سے مروی ہے کہ میں نے ازواج نبی علیہ السلام کے مکانات اُس وقت دیکھے جب ان کو عمر بن عبدالعزیز نے منہدم کیا یہ کچی اینٹ کے مکان تھے، حجرے کچھ رکی پہنیوں کے تھے جن پر گارے کی کھل آئی ہوئی تھی میں نے شمار کیا تو سب حجروں کے نو مکان تھے، وہ عائشہ کے مکان کے درمیان سے اُس دروازے تک تھے جو باب النبی علیہ السلام کے متصل تھا اسما بنت من بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس کے مکان تک۔ میں نے ام سلمہ کا مکان اور ان کا حجرہ کچی اینٹ کا دیکھا تو ان کے ایک بیٹے سے دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

غزوہ دومتہ الجندل کیا تو ام سلمہ نے اپنا حجرہ کچی اینٹ کا بنو الیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کی نظر اینٹ پر پڑی آپ اپنی ازواج میں سب سے پہلے ام سلمہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے ام سلمہ وہ سب سے بدتر چیز جس میں مسلمان کا مال صرف ہو، تعمیر ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ حدیث معاذ بن محمد الانصاری سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ایک مجلس میں جس میں عمر بن ابی انس بھی تھے میں نے عطاء خراسانی کو کہتے سنا، اور وہ قبر مبارک اور منبر شریف کے درمیان تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجرے کھجور کی شاخوں کے پائے جن کے دروازوں پر سیاہ بالوں کے ٹاٹ کے پردے پڑے تھے، میں ولید بن عبد الملک کا فرمان آنے کے وقت موجود تھا جو پٹھا جا رہا تھا، اس میں انہوں نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کرنے کا حکم دیا تھا، میں نے اس روز سے زیادہ لوگوں کو روٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اسی روز سعید بن المسیب کو کہتے ہوئے سنا کہ واللہ میں تو یہ جانتا تھا کہ یہ لوگ ان حجروں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے اہل بدعت میں سے جو پیدا ہوئے اور اپنی ہمت اور اطراف عالم سے جو آنے والا آتا وہ دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کس چیز پر کفایت فرمائی یہ ایک ایسی بات تھی جو لوگوں کو بکثرت مالت جمع کرتے اور باہتم فخر کرنے سے نفرت دلاتی۔

معاذ نے کہا جب عطاء خراسانی اپنی حدیث سے فارغ ہوئے تو عمر بن ابی انس نے کہا کہ ان میں سے چار مکان کچی اینٹ کے تھے جن کے حجرے کھجور کی شاخ کے تھے، پانچ مکان کھل گئی ہوئی کھجور کی شاخ کے تھے جن میں حجرے نہ تھے، دروازوں پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا، میں نے پردے کو ناپا تو وہ نہیں ہاتھ پھول اور ایک ہاتھ سے زیادہ عریض تھا۔

یہ جو تم نے اس روز کے رونے کا حال بیان کیا تو میں نے خود ایک ایسی مجلس میں دیکھا ہے جس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے

فرزندوں کی ایک جماعت تھی جن میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف اور ابوامام بن سہیل بن حنیف اور خارجد بن زید بن ثابت بھی تھے، یہ لوگ رو رہے تھے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کی ڈاڑھیوں کو تر کر دیا تھا اس روز ابوامامہ نے کہا کہ کاش وہ چھوڑ دیئے جاتے اور منہدم نہ کئے جاتے تاکہ لوگ تعمیر میں کمی کرتے اور دیکھتے اللہ اپنے نبی علیہ السلام کے لئے کس چیز پر راضی تھا، حالانکہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

عبداللہ بن عامر الاسلمی سے مروی ہے کہ ابوبکر بن حزم اپنی نماز گاہ میں تھے وہیں انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس ستون کے جو قبر مبارک کے اُس کنارے کے متصل ہے کہ دوسرے ستون سے ملا ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے راستے میں واقع ہے یہی زینب بنت جحش (ام المومنین) کا مکان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں نماز پڑھتے تھے، یہ سب آج تک اسما بنت حن بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس کے مکان سے صحن مسجد تک ہے، آنحضرت کے یہی مکانات ہیں جن کو میں نے کھجور کی شاخ کا دیکھا جن پر گارے کی کھنگلی کی ہوئی تھی اور ان پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا۔

ایک شیخ اہل مدینہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے منہدم کئے جانے سے پہلے دیکھے جو کھجور کی شاخوں کے تھے جن پر کھالوں کے ٹکڑے منڈھے تھے۔

داؤد بن شیبان سے مروی ہے کہ میں نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے دیکھے جن پر ٹاٹ پڑے تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان کی خلافت میں میں ازواج نبی علیہ السلام کے حجروں میں داخل ہوتا تھا اور ان کی چھتیں اپنے ہاتھ سے چھولتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات (اوقاف)

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ (یعنی وقف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اموال کا وقف ہے، جب مخیر بنی اُحد میں قتل کر دئے گئے اور انھوں نے یہ وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قبضہ کیا اور انھیں وقف (تصدق) کر دیا۔

عبد اللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ اُحد میں مخیر بنی نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمد کے لئے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ انھیں جہا اللہ بتائے خرچ کریں، بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات عامہ تھے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں حصارہ میں کہتے تھے کہ میں نے مدینے میں اس زمانے میں سنا جب مشائخ ہاجرین و انصار میں سے بہت لوگ موجود تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باغ اموال مخیر بنی میں سے وقف کئے تھے، مخیر بنی نے یہ کہا تھا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے مال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہیں وہ انھیں جہا اللہ بتائے خرچ کریں، وہ غزوہ اُحد میں قتل کر دیئے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخیر بنی سب سے اچھے یہودی ہیں۔

اس کے بعد عمر نے ہمارے لئے ان (باغوں) کی کھجوریں منگوائیں ایک طباق میں کھجوریں لائی گئیں، انھوں نے کہا کہ مجھے ابو بکر بن خرم نے لکھا ہے کہ یہ کھجوریں انھیں خوشوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے نوش فرماتے تھے، راوی نے کہا امیر المومنین انھیں ہم میں تقسیم کر دیجئے۔ انھوں نے جب تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر شخص کو نو ٹوکھجوریں ملیں۔

۱۸۳

عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ جب میں واپسی مدینہ تھا تو میں بھی ان باغوں میں گیا اور اس درخت کی کھجور کھائی، میں نے اس کا سوا شیرین اور تازہ کھجور نہیں دیکھی۔ ابی وجزہ یزید بن عبید السدی سے مروی ہے کہ مخیر بنی قینقاع کے سب سے بڑے امیر تھے وہ علمائے یہود اور توریت کا علم رکھنے والوں میں

تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی مدد کرنے کے لئے اُحد گئے، حالانکہ وہ اپنے دین (یہودی) پر اُتھے، محمد بن مسلمہ و سلمہ بن سلامہ سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے ہیں، وہ جہاں انھیں اللہ بتائے خرچ کریں۔

جب ہفتے کا دن ہوا اور قریش بھاگ گئے اور مقتولین دفن کر دیئے گئے تو مخیر بن مقبول یا اے گئے جن کے زخم بھی تھے، وہ مسلمانوں کی قبروں سے علیحدہ دفن کئے گئے، آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، نہ اس روز اور نہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق میں دعائے رحمت سنی گئی، آپ نے اس سے زیادہ نہیں فرمایا کہ مخیر بن سب سے اچھے ہوئی تھے، بس یہی آپ کا حکم ہے۔

عثمان بن وثاب سے مروی ہے کہ یہ سب باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس آئے تو آپ نے مخیر بن کے اموال تقسیم فرما دیئے۔

زہیری سے مروی ہے کہ یہ ساتوں باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں۔ محمد بن سہل بن ابی حشمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقف اموال بنی نضیر میں سے تھا، اور وہ سات باغ تھے (جن کے نام یہ ہیں)

الاعواف،

الصفافیہ،

الدلال،

المیشب،

موقہ،

حسنی،

مشیرہ ام ابراہیم،

مشیرہ ام ابراہیم اس لیے نام رکھا گیا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ اسی میں رہتی تھیں، یہ کل مال سلام بن مشکم النضیری کا تھا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اوقاف میں مدینے میں سات باغ تھے، الاعواف، الصافیہ، الدلال، المیشب، رُرقہ، حسنی، مشرہ، ام ابراہیم۔
ابن کعب نے کہا کہ آنحضرت کے بعد مسلمانوں نے اپنی اولاد پر اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہے۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غنیمت میں سے تین مخصوص و منتخب حصے تھے،

(اموال) بنی النضیر آپ کے حوادث کے لئے وقف تھے،
فدک مسافروں کے لئے
اور ضیبر وقف تھا۔

خمس کو بھی آپ نے تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا،
وو جز و مسلمانوں کے لئے تھے اور ایک جز میں سے آپ اپنے
ال و عیال پر صرف فرمائے اگر کچھ فاضل رہتا تو اسے فقرائے ہاجرین
میں تقسیم فرمادیتے۔

کنوئیں جن کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا

۱۸۴

مروان بن ابی سعید بن المعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ان کنوئوں کو
تلاش کیا ہے جن کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے اور جن میں اپنے
برکت کی دعا فرمائی اور لعاب دہن ڈالا،

آپ پر یضاعہ کا پانی پیتے تھے جس کو بیابی انس کہا جاتا ہے،
آپ ایک کنوئیں کا پانی پیتے تھے جو آج قصر بنی حدید کے پہلو میں ہے،
آپ جاسم کا پانی پیتے تھے جو راجح میں ابو البشیم بن التیہان کا کنواں ہے،
آبد الخانوں کا پانی بھی پیتے تھے۔
قباء کے بیغرس کا پانی بھی پیتے تھے، اس میں آپ نے برکت کی

دعا فرمائی اور فرمایا کہ یہ جنت کا ایک چشمہ ہے۔
 عبیرہ کا پانی پیتے تھے جو بنی امیہ بن زید کا کنواں ہے، اس پر آپ کھڑے
 ہوئے، دعا کے برکت فرمائی، اس میں لعاب دہن ڈالا اور اس کا پانی پیا،
 آپ نے اس کا نام بوجھا تو عبیرہ بتایا گیا، آپ نے اس کا نام بسیرہ رکھا۔
 آپ عقیق آگے بیرومہ کا بھی پانی پیتے تھے۔

سلمی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب
 کے مکان پر اترے تو ابی ایوب آپ کی خدمت کیا کرتے تھے، آپ کے لئے
 ابی اس مالک بن النضر کے کنویں سے پانی لایا کرتے تھے، جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان چلے گئے تو اس بن مالک اور ہند واسملہ
 فرزندان حارثہ بسیرقیلا سے پانی کے گھڑے لا کر آپ کی ازواج کے مکانات پر
 لیجاتے تھے، پھر آپ کے خادم رباح جو حبشی غلام تھے آپ کے حکم سے کبھی
 بیرومہ سے پانی بھرتے تھے اور کبھی بسیرہ سے۔

الہیثم بن نضر بن دہر الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا خادم تھا اور محتاجین کی جماعت کے ساتھ آپ کے دروازے
 سے وابستہ تھا، میں آپ کے پاس ابی الہیثم بن الیہیمان کے میر جاسم سے
 پانی لاتا تھا، اس کا پانی بہت اچھا تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت
 فرمایا جب آپ بیرومہ پر بیٹھے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں
 دیکھا کہ جنت کے ایک چشمے پر بیٹھا ہوں، مراد یہی کنواں تھا۔
 ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ بیرومہ جنت کا ایک چشمہ ہے۔

۱۸۵ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 بیرومہ بھی کیسا اچھا کنواں ہے، جنت کا ایک چشمہ ہے اس کا پانی سب
 پانیوں سے اچھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا پانی
 بھرا جاتا تھا اور آپ کو بیرومہ سے غسل کرایا جاتا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قبائے گئے، آپ میر غس پہنچے، اس میں سے ایک گدھے پر پانی بھر لیا، تھا ہم لوگ دن کے اکثر حصے میں اس طرح کھڑے رہے کہ ہمیں اس میں پانی ہی نہ ملتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کلی کی اور اُسے کنوئیں میں ڈال دیا تو وہ تری میں جوش مارنے لگا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میر غس کا پانی بھرا جاتا تھا اور اسی سے آپ کو غسل کرایا جاتا تھا۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میر بضاعہ کا پانی پلایا ہے۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا جن میں ابو سعید و ابو حمید و ابی اسہل بن سعد بھی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میر بضاعہ پر شریف لائے، ڈول سے وضو کیا اور اُسے کنوئیں میں ڈال دیا، وہ بارہ ڈول میں کلی کی اور اس میں لعاب دہن ڈالا اور آپ نے اُس کا پانی پیا، آپ کے زلمنے میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو فرماتے تھے کہ اسے بضاعہ شے پانی سے پہلاؤ، وہ پہلایا جاتا تھا تو اس کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گویا رسی سے کھول دیا گیا ہے۔

ابو حمید الساعدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا میر بضاعہ پر کھڑے دیکھا ہے، آپ کے گھوڑوں کو اس کا پانی پلایا جاتا تھا، آپ نے بھی اُس کا پانی پیا اور وضو کیا اور اُس کے بارے میں دعائے برکت کی۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میر رومہ کی طرف دیکھا جو قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کا تھا، وہ اُجرت پر اس کا پانی پلاتا تھا اور فرمایا کہ اُس مسلمان کا یہ کیسا اچھا صدقہ ہو جو اسے اُس مُزنی سے خرید لے اور وقف کر دے،

عثمان بن عفان نے اُس کو چار سو دینار میں خریدا اور وقف کر دیا جب اُس پر
 مونڈ کر بنا دی گئی تو اُدھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے آپ نے
 اسے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ عثمان نے اسے خریدا کر وقف کر دیا، آپ نے
 فرمایا کہ اسے اللہ ان کے لئے جنت واجب کر دے پھر آپ نے اس کے
 پانی کا ایک ڈول منگایا اور اُس میں سے پیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ یہ شیریں پانی ہے، دیکھو خبردار اس وادی میں کنوؤں کی کثرت
 ہوگی اور وہ شیریں ہوں گے، اور مَرْنِیٰ کا کنواں ان سب سے زیادہ شیریں ہے
 مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ایک روز مَرْنِیٰ کے کنوئیں پر سے گزرے، اس کنوئیں کے پہلو میں ان کا
 ایک خیمہ تھا اور ایک گھڑا تھا جس میں ٹھنڈا پانی تھا، گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ٹھنڈا پانی پیا اور فرمایا کہ یہ شیرین و صاف ہے۔
 محمود بن الربیع سے مروی ہے کہ اُنھیں وہ کلی یاد ہے جو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کر کے بیرانس میں ڈالی تھی۔
 انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہمارے اسی کنوئیں کا پانی پیا ہے۔
 عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 بیربوت السقیا سے پانی بھرا جاتا تھا۔
 عاصم بن عبد اللہ اشجعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بدر جاتے وقت بیر السقیا کا پانی پیا۔ اس کے بعد بھی آپ اس کا
 پانی پیا کرتے تھے۔

تہت

[The main body of the page contains several lines of extremely faint, illegible handwritten text, likely in Urdu or Arabic script, which has been obscured by the scanning process.]

تصحیحات



طبقات ابن سعد جزو ثالث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴	۱۲	اخرت	آخرت	۵۹	۱۱	وے	زے
۹	۱۲	بھے	تھے	۶۰	۸	الہجرات الکتہ	الہجرات اکثر
۱۱	۲۱	دوسلم	دوسلم	۸۰	۹	فرما دیا	فرما دیا
۱۳	۱۳	کرتے رتھے	کرتے تھے	۸۸	۱۳	الماتہ	الماتہ
۱۸	۲۲	جست	جنت	۹۶	۲	تمام	تمام
۲۱	۱۱	الغفاری	الغفاری	۹۹	۱۰	چچا	چچا
۳۶	۴	چہار	جہاد	۱۱۹	۵	دھلا	دھلا
۳۷	۱	ذوالنصہ	نہار کو				
۴۰	۱۳	الجبوتی	الجبوتی				
۵۰	۳	قبیلہ	قبیلہ				
۵۷	۱۶	علم ہے	علم نے				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۲۲	۱۰	قبیلہ	قبیلے	۱۸۶	۱۴	دینا	دنیا
۱۲۶	۷	عرب	عرب	۱۹۹	۱۷	میں	میں
۱۳۲	۵	فرزندان	فرزندان	۲۰۶	۷	بالکل	بالکل
۱۳۵	۷	لئے	گئے	۲۱۱	۱۹	تسا کے	تسا کے
۱۴۲	۲	بھر	بھر	۲۲۵	۱۵	مسال	مسال
۱۴۵	۱۴	زکوٰۃ	زکوٰۃ	۲۴۷	۱۱	پرھائی	پرھائی
۱۶۳	۵	کدھے	کدھے	۲۵۵	۱۷	نگینہ	نگینہ
۱۷۵	۱۱	گروہ	گروہ	۲۷۴	۱۴	میں	میں
۱۷۶	۹	کویا	کویا	۲۸۲	۷	جہا	جہا

www.KitaboSunnat.com

